سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ماہنامہ

اخبارِ احمدیہ

جرمنی

۱۵ ویں صدی میں کیا ہونے والا ہے!

اقتباس از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

برموقعہ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ .... بتاریخ ۹ نومبر ۱۹۸۰ء

"اب میں بتاتا ہوں کہ کیا ہونے والا ہے اس پندرہویں صدی میں۔ اسلام کا دشمن بُت پرست۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ وحدانیت کے عَلم تلے پناہ لیگا میری روحانی نگاہ دیکھ رہی ہے کہ خود پجاری کے ہاتھوں سے بتوں کو توڑ دیا جائے گا۔ اور وہ اور وہ اور وہ کروڑوں سینے جن میں شرک کی ظلمات بھری ہوئی ہیں وہ شرک سے خالی ہو کر خدا اور محمدؐ کے نور سے بھر جائیں گے۔ ہتھیاروں کی ہمیں ضرورت نہیں نہ اسلام کو ضرورت ہے۔ اسلام اپنے نور کے ساتھ اسلام اپنے حُسن کے ساتھ، اسلام اپنی قوّتِ احسان کے ساتھ ان دلوں کو جیتے گا خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ انسانوں میں سے مُردوں کی پرستش کرنیوالے قبروں پر سجدہ کرنے والے، قبروں پر جاتے تو رہیں گے مگر لینے کیلئے نہیں دینے کے لیے جائیں گے۔ مانگنے کیلئے نہیں، ان کیلئے دعائیں کرنے کے لیے جائیں گے کہ اے خدا انہوں نے اپنی زندگیوں میں تیرے بندوں کی خدمت کی تھی تُو ان پر رحم کر اور ان کے درجات کو بلند کر۔ اس یقین کے ساتھ وہاں جائیں گے کہ قبر والا ایک ذرّہ بھر بھی ہماری خدمت نہیں کر سکتا، صرف ایک ہی دروازہ ہے ہمارے لیے ربّ کریم کا جسے جب بھی کھٹکھٹایا جائے نعمتوں کے انبار انسان کو مل جاتے ہیں۔ سنبھالے نہیں جاتے۔ پیروں کی پرستش کرنے والوں اور انسان کو خدا بنانے والوں کا زمانہ پندرہویں صدی میں ختم ہو جائے گا۔ انسان، انسان کی عظمت انسانی مساوات میں پائے گا۔ تثلیث نے جس شدّت سے ہماری فضا کو تثلیث تثلیث کی صوتی لہروں سے معمور کیا تھا اس سے کہیں زیادہ شدّت کے ساتھ اَحد اَحد کی آواز گونجنے لگے گی۔ ان آوازوں کو خاموش کرنے کے لیے تو ایک بلالؓ کافی ہے اور خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کو ہزاروں لاکھوں ایسے سینے دے گا جن سینوں میں بلالؓ کے دل دھڑک رہے ہوں گے، انشاء اللہ۔ طاقتور قوموں میں سے وہ قومیں بھی ہیں جو اس امید پر زندگی گزار رہی ہیں کہ اس دنیا سے خدا کے نام اور آسمانوں سے اس کے وجود کو مٹا دیں، خدا تعالیٰ پندرہویں صدی میں ایسی طاقتوں کی اس ذہنیت کو مٹا دے گا۔ اگر انہوں نے خود اپنے ہی ہاتھ سے اپنی موت کے سامان پیدا نہ کیے اور اپنی ہی آگ میں جل نہ گئے یا اگر ایسا ہوا تو جو بچ گئے انہیں اسلام کے خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود حقیقی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔ امّتِ مسلمہ میں چودہویں صدی میں تکفیر کا بازار گرم رہا، یہ سب ختم ہو جائے گا۔ پندرہویں صدی اس کو ختم کر دے گی۔ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ یہی اللہ کا منشاء ہے۔ فرقہ وارانہ تفرلق مٹا دی جائے گی اور اسلام کی ایک سچّی اور کامل صورت جن لوگوں کے پاس ہے ان کے جھنڈے تلے تمام فرقے جمع ہو جائیں گے۔ اس وقت اس وقت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم کی روحانیت اپنے مہدی کی روحانیت کو جو آپ کے قدموں سے چمٹی ہوگی اٹھائیں گے، اسے بوسہ دیں گے اور کہیں گے تیرے سپرد جو کام کیا تھا وہ تو نے کامیابی سے کر دیا، تیرے درجات کو خدا بلند کرے۔ ایک خدا ہوگا ہمارا اور ایک رسول محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونگے ہمارے، ایک شریعت ہوگی ہماری اور ایک قرآن۔ وہ عظیم کتاب کہ ہر نسل جو اپنے مسائل لے کے اس دنیا میں پیدا ہوگی ہر نسل کا استقبال قرآن کرے گا، کہے گا میں یہاں موجود ہوں تمہارے مسائل کو حل کرنے کیلئے۔ اس کی عظمت کو پہچاننے والے لاکھوں موجود ہوں گے۔ مایوس کوئی نہیں ہوگا۔ مسائل پیدا ہوں گے مگر حَل کر دیے جائیں گے۔ تکلیفیں اور پریشانیاں دنیوی زندگی کا جزو لاینفک ہیں مگر جلد انہیں دور کر دیا جائے گا۔ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم اعلان قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ہے (الکہف آیت: ۱۱۱)۔ کوئی بڑا اور کوئی چھوٹا نہیں رہے گا۔ سارے ہی سارے ایک سطح پر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے ساتھ چمٹے ہوئے ہوں گے۔ تکبّر کا سر توڑ دیا جائے گا۔ عاجزی، انکساری اور باہمی اخوت و پیار اس کی جگہ لے لے گا۔ لڑائیاں، جھگڑے، عداوتیں اور رنجشیں دفن کر دی جائیں گی اور امّتِ مسلمہ پھر سے ایک ایسی بنیانٌ مرصوص بن جائے گی کہ اس پر شیطان کا ہر وار ناکام ہو جائے گا۔ صرف، صرف اور صرف ایک اسوہ ہوں گے ہمارے لیے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ صرف ایک مفسّرِ اسوۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا "مہدی ہمارا" (علیہ السلام) اور ساری دنیا امّتِ واحدہ بن جائے گی جیسا کہ قرآن کریم نے وعدہ دیا ہے۔ قرآن کریم کی عظمت کو پہچانو خدا کا کلام ہے یہ جس کے ہاتھ میں ساری قدرتیں ہیں اسی نے کہا ہے کہ ایسا ہوگا اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پندرہویں صدی میں (باقی صہ ۵۳ پر)

معذرت

دوران پرنٹنگ صفحہ نمبر 8 اور 49 کی جگہ آپس میں تبدیل ہوگئی ہے جس کیلئے ادارہ معذرت خواہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ

اخبارِ احمدیہ

جرمنی

وفا - ظہور ۱۳۶۹ ہش

جولائی - اگست ۱۹۹۰ء

مجلسِ ادارت :

نگران : مولانا مسعود احمد جہلمی

ایڈیٹر : مغفور احمد

نائب ایڈیٹر : عبدالرحیم احمد

معاونین : ڈاکٹر وسیم احمد
شیخ عبدالہادی

پبلشر : اسماعیل نوری

فہرست مضامین

- احکام القرآن
- اختتامی خطاب حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ
- حیاۃ طیبہ
- جماعت احمدیہ جرمنی کا ۱۵ واں جلسہ سالانہ ـــ رپورٹ
- تازہ منظوم کلام
- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا دورۂ جرمنی
- اشارات
- ۱۵ ویں صدی میں کیا ہونے والا ہے۔
- ایک ضروری تصحیح
- میرے تاثرات
- الوداعیہ سپاسنامے
- ہے عمل میں کامیابی
- سائنس کی دنیا ـــ لیزر
- جماعت احمدیہ گور گیج (سندھ) کے حالات
- مشرقی جرمنی کی طرف تبلیغی سفر
- سٹٹگارٹ مشن کی مساعی
- صوبہ HESSEN میں نظام تعلیم
- رپورٹ تعلیم القرآن کلاس
- خدام کا صفحہ ـــ اس کے علاوہ اور بہت کچھ

تقرری مشنری انچارج

حضور اقدس ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت جماعت جرمنی کیلئے مشنری انچارج کے طور پر مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی کو مقرر فرمایا ہے۔ آپ سوئٹزرلینڈ سے جہاں آپ ایک عرصہ سے خدماتِ دینیہ بجا لا رہے تھے مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۹۰ء کو فرینکفرٹ تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کا آنا جماعت جرمنی کے لیے ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔

احکام القرآن

مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم

"جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے، وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے۔" (ارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(۸۰) يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۥ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۔ (البقرہ: ۲۱۶)

وہ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں! تو کہہ دے کہ جو اچھا مال بھی تم دو وہ تمہارے ماں باپ، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافر کا پہلا حق ہے اور جو نیک کام بھی تم کرو اللہ اسے یقیناً اچھی طرح جانتا ہے۔

(۸۱) كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ (بقرہ ۲۱۷)

جنگ کرنا تم پر فرض کیا جاتا ہے اور اس حالت میں فرض کیا جاتا ہے کہ وہ تمہیں ناپسند ہے اور بالکل ممکن ہے کہ تم کسی شے کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی شے کو پسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمہارے لئے دوسری چیز کی نسبت بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

(۸۲) يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۭ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۭ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۤ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۭ (بقرہ: ۲۱۸)

وہ لوگ تجھ سے حرمت والے مہینہ کے بارہ میں یعنی اس میں جنگ کرنے کے متعلق سوال کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں جنگ کرنا بڑی خرابی کی بات ہے اور اللہ کے راستہ سے روکنا اور اس کا (یعنی اللہ کا) اور حرمت والی مسجد کا انکار کرنا اور اس کے باشندوں کو اس میں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک اس سے بھی بڑی بات اور فتنہ و فساد قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔

(۸۳) وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ (بقرہ ۲۲۱-۲۲۰)

اور وہ لوگ تم سے یہ بھی پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کیا؟ تو کہہ دے کہ جتنا تکلیف میں نہ ڈالے۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لئے بیان کرتا ہے تاکہ تم سوچ سے کام لو اس جہان کے بارے میں بھی اور آخرت کے بارے میں بھی۔

(۸۴) وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ (بقرہ: ۲۲۱)

اور یہ لوگ یتامیٰ کے بارے میں بھی پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ ان کی اصلاح بہت اچھا کام ہے اور اگر تم ان سے مل جل کر رہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ تمہارے بھائی ہی ہیں۔ اور اللہ فساد کرنے والوں کو اصلاح کرنے والوں کے مقابلہ میں خوب جانتا ہے۔

(۸۵) وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۭ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ (بقرہ: ۲۲۲)

اور تم مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں نکاح نہ کرو اور ایک مومن لونڈی ایک مشرک عورت سے خواہ وہ تمہیں کتنی ہی پسند ہو یقیناً بہتر ہے۔

(۸۶) وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۭ (بقرہ: ۲۲۲)

اور مشرکوں سے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں مسلمان عورتیں مت بیاہو، اور ایک مومن غلام ایک مشرک (آزاد) سے بھی خواہ وہ تمہیں کتنا ہی پسند ہو یقیناً بہتر ہے۔

(۸۷) وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۭ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَاۗءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ (بقرہ، ۲۲۳)

اور یہ لوگ تجھ سے حیض کے ایام میں عورت کے پاس جانے کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں تو کہہ دے کہ وہ ایک ضرر رساں امر ہے اس لئے تم عورتوں سے حیض کے ایام میں علیحدہ رہو۔

(۸۸) وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ (بقرہ: ۲۲۳)

اور جب تک وہ حیض والی عورتیں پاک صاف نہ ہولیں ان کے پاس نہ جاؤ۔ اور پھر جب وہ نہا کر پاک ہو جائیں تو جدھر سے اللہ نے تم کو حکم دیا ہے ان کے پاس آؤ

قسط (۹)

حیاتِ طیّبہ

مکرم شیخ عبدالہادی صاحب
(سابق کنسلٹنٹ انجینئر۔ الجزائر)

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

نوٹ : "حیاۃ طیّبہ" محترم شیخ عبدالقادر صاحبؓ (سابق سوداگرمل) مربّیِ جماعت احمدیہ کی تصنیف ہے، بانیٔ جماعت احمدیّہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے حالات و سوانح پر یہ ایک مبسوط تالیف ہے، اس تالیف کا خلاصہ قسط وار احبابِ جماعت کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ ہم اندازہ کرسکیں کہ جس شخص کے سپرد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیش گوئیوں کے ماتحت اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا عظیم الشّان کام کیا گیا ہے وہ کس درجہ اور کس معرفت کا انسان ہے۔

جہادِ بالسّیف کی ممانعت کا فتویٰ ۔ ۷رجون ۱۹۰۰ء

حضرت اقدس علیہ السلام نے ۷رجون ۱۹۰۰ء کے اشتہار میں اپنے منظوم کلام کے ذریعہ اور بمطابق احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جہاد بالسیف کے التوا کا فتویٰ شائع فرمایا۔ اس فتویٰ کے چند اشعار درج ذیل ہیں ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ؛ دیں کے لیئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر ؛ کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سیّد کونین مصطفےٰ ؛ عیسیٰ مسیح کردے گا جنگوں کا التویٰ

ایک اور جگہ حضور نے صراحت سے لکھا کہ : "لَا شَكَّ اَنَّ وُجُوْهَ الْجِهَادِ مَعْدُوْمَةٌ فِیْ هٰذَا الزَّمَنِ وَفِیْ هٰذِهِ الْبِلَادِ" یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ اور اس ملک میں جہاد کی شرائط معدوم ہیں"

(تحفہ گولڑویہ ۔ صد ۴۳)

یاد رہے کہ حضرت اقدسؑ نے جہاد بالسیف کے التویٰ کا فتویٰ دیا ہے، نہ کہ اسے ہمیشہ کے لیئے حرام قرار دینے کا۔

اعجاز المسیح کی اشاعت ۲۰رفروری ۱۹۰۱ء

"گولڑہ" بستی (راولپنڈی کے قریب) کے ایک مشہور سجادہ نشین پیر مہر علی شاہ صاحب نے حضرت اقدسؑ کی دعاوی کے خلاف ایک کتاب "شمس الہدایہ" لکھی جس میں اپنی طرف سے "حیاتِ مسیح" کے حق میں اور "وفاتِ مسیح" کے خلاف بہت سے دلائل دینے کی کوشش کی۔ اس کتاب میں چونکہ کوئی نئی دلیل نہیں تھی، وہی دلائل تھے جن کا جواب حضرت اقدسؑ متعدد بار اپنی کتب میں دے چکے تھے۔ اس لیئے حضور نے پیر صاحب کو "لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ" کے ماتحت قرآن مجید کی تفسیر نویسی میں مقابلہ کی دعوت دی۔ اس قرآنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ علم معارف قرآن صرف خدا تعالیٰ کے راستباز بندوں کو دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا۔ مگر پیر صاحب حضرت اقدسؑ کی طرف سے بار بار دعوت مقابلہ کے باوجود کسی طرح بھی اس مقابلہ میں حصہ لینے پر آمادہ نہ ہوئے۔ اس لیئے آخر کار حضرت اقدسؑ نے پیر صاحب پر اتمام حجت کے طور پر یہ تجویز پیش کی کہ :

"... اس لیئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعوے کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورۃ ممدوحہ کے بھی بیان کروں اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں اور جسطرح چاہیں سورۃ فاتحہ سے استنباط کرکے میرے خلاف عربی فصیح و بلیغ میں براہین قاطعہ اور معارف ساطعہ تحریر فرماویں۔ یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ستّر دن تک چھپ کر شائع ہوجانی چاہیئں۔ تب اہلِ علم خود موازنہ کرلیں گے ..." (از اشتہار ۱۵ردسمبر ۱۹۰۰ء)

حضرت اقدسؑ نے خود مدّت متعیّنہ کے اندر ۲۰رفروری ۱۹۰۱ء کو اپنی مشہور کتاب "اعجاز المسیح" شائع فرمائی جس میں سورۃ فاتحہ کی ایسی پُر معارف تفسیر بیان کی کہ اس کتاب کو پڑھنے والے بڑے بڑے عالم دنگ رہ جاتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کتاب تائیدِ الٰہی سے لکھی گئی ہے۔ عجیب بات یہ

ہے کہ اس کتاب کے ٹائیٹل پیج پر آپؑ نے تحدّی کے ساتھ یہ لکھ دیا تھا کہ :

"فَاِنَّهٗ كِتَابٌ لَيْسَ لَهٗ جَوَابٌ فَمَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَتَنَمَّرَ فَسَوْفَ يَرٰى اَنَّهٗ تَنَدَّمَ وَتَذَمَّرَ۔" یعنی یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ کوئی شخص اس کا جواب لکھنے پر قادر نہیں ہو سکے گا اور جس شخص نے بھی اس کا جواب لکھنے پر کمر باندھی اور تیاری شروع کی وہ سخت نادم اور ذلیل ہوگا۔"

پیر صاحب کی زبردست اہانت اور ان کے مرید کی ہلاکت

"اعجاز المسیح" کے شائع ہونے پر پیر صاحب مہر علی شاہ صاحب خود تو کوئی کتاب عربی تفسیر کی شائع نہ کر سکے البتہ حضور کی دو سو صفحات کی کتاب میں سے دو چار فقرے لیکر یہ اعتراض کیا کہ یہ "مقامات حریری" سے چرائے گئے ہیں، جس کا حضرت اقدسؑ نے نہایت کافی و شافی جواب دیا۔ البتہ پیر صاحب کے ایک مُرید مولوی محمد حسن صاحب نے "اعجاز المسیح" کا جواب دینے کیلئے کچھ نوٹس لکھنے شروع کیئے۔ مگر وہ اعجاز المسیح کے ٹائیٹل پیج کی پیشگوئی کے عین مطابق ان نوٹس کی تکمیل سے قبل ہی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ بعد میں پیر مہر علی شاہ صاحب نے انہی نوٹس کو جمع کر کے "سیف چشتیائی" کے نام سے ایک کتاب شائع کر دی مگر مولوی محمد حسن صاحب کا اپنی اس کتاب میں ذکر تک نہ کیا۔ پھر یہ کتاب عربی کی بجائے اردو زبان میں تھی اور تفسیر کا نام و نشان اس میں نہ تھا۔ بعد میں اس قابل افسوس امر کے واضح ثبوت مل گئے کہ پیر صاحب نے ساری کتاب سرقہ کر کے اپنی طرف منسوب کر لی ہے اور اس طرح پیر صاحب کی شہرتِ علمی و عملی کا پردہ چاک ہو گیا۔ چنانچہ حضور اپنی کتاب "نزول المسیح" میں صہ ۶۸-۷۰ پر پیر صاحب کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

"... مگر ضرور تھا کہ وہ اس قابلِ شرم چوری کا ارتکاب کرتا تا خدا تعالیٰ کا وہ کلام پورا ہو جاتا کہ جو آج سے کئی برس پہلے میرے پر نازل ہوا اور وہ یہ ہے اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ۔ یعنی میں اس کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ اس شخص نے کتاب "سیف چشتیائی" میں میرے پر الزام سرقہ کا لگایا تھا ... اور اپنی کرتوت اسکی اب یہ بات ثابت ہوئی جو محمد حسن مردہ کا سارا مسودہ اپنے نام منسوب کر دیا۔ ... دیکھو اہل حق پر حملہ کرنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ مجھے چند فقرہ کا سارق قرار دینے سے ایک تمام و کمال کتاب کا خود چور ثابت ہو گیا ....."

مسلمان فرقہ احمدیہ

حضرت اقدسؑ نے ۱۹۰۱ء کی مردم شماری کے سلسلہ میں اپنی جماعت کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" رکھا اور ایک اشتہار میں اس نام کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"... اور اس فرقہ کا نام "مسلمان فرقہ احمدیہ" اس لیئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمّد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسم محمد جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے، سو خدا نے ان دونوں ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی مکّہ کی زندگی میں اسمِ احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمّدؐ کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اس وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے"۔ (تبلیغ رسالت جلد پنجم صہ ۹۱)

تصنیفات - ۱۹۰۲ - ۱۹۰۰ء

تحفۂ غزنویہ : یہ رسالہ حضور نے مولوی عبد الحق صاحب غزنوی کے ان اعتراضات کا جواب دینے کیلئے شائع فرمایا جو کہ انہوں نے حضور کی بعض پیشگوئیوں پر کیئے تھے۔

رسالہ جہاد : اس رسالہ میں جہاد کی اصل فلاسفی بیان کی گئی ہے۔

لجۃ النّور : یہ کتاب حضرت اقدسؑ نے عربی ممالک کے علماء کو تبلیغ کرنے کے لیئے تصنیف فرمائی۔

تحفہ گولڑویہ : پیر مہر علی شاہ صاحب کی کتاب "شمس بازغہ" کے جواب میں لکھی گئی جس میں حضور نے اپنے دعاوی اور ان کے دلائل نہایت عمدہ انداز میں بیان فرمائے ہیں۔ اس کتاب میں اس شہادت کا بھی ذکر ہے جو کہ ایک بزرگ ولی اللہ حضرت سیّد میر کوٹھے والے پیر صاحب نے اپنی وفات سے قبل حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں دی تھی۔

اربعین ۴۰ : اس زمانہ میں حضور نے سخت مخالفت کی وجہ سے چالیس اشتہار شائع فرمانے کا ارادہ فرمایا مگر صرف چار اشتہار یا رسالے شائع ہوئے تو ان کو ایک کتاب کی شکل دے دی گئی۔ مندرجہ بالا تصنیفات کے علاوہ "ایک غلطی کا ازالہ"، "کشتئ نوحؑ" بھی لکھیں، جن کا ذکر علیحدہ آئیگا۔ پھر "دافع البلاء"، "نزول المسیح"، "تریاق القلوب"، "تحفۃ الندوۃ" اور "اعجاز احمدی"

بھی قابلِ ذکر تصنیفات ہیں۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت

اب مخالفت اس قدر بڑھ چکی تھی کہ احمدیوں کے لیئے غیر احمدیوں کی مساجد میں نماز پڑھنا تقریباً ناممکن ہو چکا تھا۔ یہاں تک کہ یہ فتویٰ دیا گیا تھا کہ احمدی کسی صف میں کھڑا ہو تو ایسا ہی ہے جیسا سوّر۔ ایسی حالت میں قریب کھڑے ہونے والوں کی بھی نماز نہیں ہو سکتی۔ ان حالات میں حضرت اقدسؑ نے خدا تعالیٰ سے اطلاع پاکر اعلان کروا دیا کہ:

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ مکفّر اور مکذّب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اما مکم منکم۔ یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلّی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا ..." (اربعین نمبر ۳ - صہ ۳۴ حاشیہ)

اس اعلان کا اُس زمانہ میں تو غیر احمدی مولویوں پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا بلکہ انہوں نے اس امر کو اپنی فتح قرار دیا کہ وہ احمدیوں کو اپنی مساجد سے نکالنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ لیکن اب اُلٹا احمدیوں پر الزام دیتے ہیں کہ یہ ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے اجراء کی تجویز

حضرت اقدسؑ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۱ء کو "ایک ضروری تجویز" کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا اور تجویز فرمائی کہ ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں اور یورپ کے حق کے طالبوں کیلئے انگریزی زبان میں ایک رسالہ جاری کیا جائے۔ چنانچہ ۳۱ر مارچ ۱۹۰۱ر کو سب احباب کے مشورہ سے یہ قرار پایا کہ اس رسالہ کا نظم و نسق ایک انجمن کے سپرد کیا جائے جس کا نام "انجمن اشاعت اسلام" ہو اور رسالے کا نام "ریویو آف ریلیجنز" رکھا گیا۔ یہ انگریزی زبان میں رسالہ جنوری ۱۹۰۲ء سے شائع ہونا شروع ہوا۔

اشتہار ایک غلطی کا ازالہ - ۵ر نومبر ۱۹۰۱ر

حضرت اقدسؑ کا منصب اور مقام

اگرچہ الہامات الٰہیہ میں حضرت اقدسؑ کو شروع ہی سے نبی و رسول کے الفاظ سے مخاطب کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن نبی اور رسول کی مشہورِ عام تعریف کی رُو سے آپ ایک زمانہ تک الہامی الفاظ نبی و رسول کی تاویل کر کے اپنے آپ کو محدّث کہتے رہے۔ نبی کی تعریف اس وقت یہ سمجھی جاتی تھی کہ:

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبیٔ سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہِ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں"۔ (مکتوب حضرت اقدسؑ۔ اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

۱۹۰۱ر میں خدا تعالیٰ نے آپؑ پر یہ اچھی طرح منکشف فرما دیا کہ نبی کی وہ تعریف درست نہیں تھی جس سے اتفاق کر کے آپ اپنے نبی اور رسول ہونے کا انکار کرتے اور اپنے آپ کو محدّث سمجھتے اور کہتے رہے بلکہ نبی کی تعریف یہ ہے کہ: "خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل ہو زبردست پیشگوئیاں ہوں۔ مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے۔" (تقریر حجۃ اللہ صہ ۶) - پھر فرماتے ہیں:

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو شریعت کا لانا اس کیلئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امّتی کو ایسا نبی قرار دینے میں کوئی محذوم لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتّی اپنے نبیٔ متبوع سے فیض پانے والا ہو"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ صہ ۱۳۸)

مندرجہ بالا تعریف چونکہ حضور پر بالکل صادق آتی تھی اس لیئے حضور نے ظاہر فرمایا کہ میں نبی اور رسول ہوں۔ جب تک انکشافِ حقیقت نہ ہوا تھا (۱۹۰۰ر سے قبل) حضور سراسر فرماتے رہے کہ میں نبی اور رسول نہیں، محدّث ہوں۔ لیکن جب انکشافِ حقیقت ہو گیا (۱۹۰۱ر میں) تو حضور نے صاف فرما دیا کہ میں نبی اور رسول ہوں، محض محدّث نہیں۔ اس اہم امر کو واضح کرنے کیلئے حضرت اقدسؑ نے ایک مخصوص اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے نام سے شائع فرمانا ضروری سمجھا۔ چنانچہ اس اشتہار میں حضور فرماتے ہیں:

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے، رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا اور میرا یہ قول کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت (بقیہ صہ ۵۳)

تبلیغ کے میدان میں علم سے بہت بڑھکر اخلاق کا کردار ہوتا ھے

"اپنی روزمرّہ کی گفتگو کو جھوٹ کی ملونی سے آپ ناپاک نہ کیا کریں"

جب بھی باتیں کریں یہ غور کیا کریں کہ آپ کس کی طرف منسوب ہوتے ہیں

جرمن قوم کے دل جیتنے کیلئے آپ کیلئے غیر معمولی طور پر اعلیٰ اخلاق کا ہونا ضروری ھے"

خدا کی قسم! اگر آپ سچے احمدی بن جائیں تو آپ میں سے ہر ایک (دُنیا کی) پیاس بجھانے اور دائمی طور پر پیاس بجھانے کے چشمے کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے"

اختتامی خطاب فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، برموقع پندرھواں جلسہ سالانہ جرمنی

مورخہ ۳ جون ۱۹۹۰ء، بمقام ناصر باغ گروس گیراؤ

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا بے انتہا احسان ہے کہ ہمارا یہ جلسہ سالانہ جو آج ہم جماعت احمدیہ جرمنی میں منعقد کر رہے ہیں بخیر وخوبی اپنے اختتام کے مراحل میں داخل ہو رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر پہلو سے انتظامات گزشتہ سال سے بہتر تھے اور جماعت کے عمومی حالات بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے رُو بہ اصلاح اور روبہ ترقی ہیں۔

ہر مریض کو نسخہ تجویز کرنے سے پہلے اس کے مزاج اور حالات کو دیکھا جاتا ہے اور تشخیص کی جاتی ہے کہ کس قسم کا نسخہ اُس کیلئے موزوں رہے گا بعض دواؤں سے طبیعت میں تحریک پیدا ہوتی ہے، تموّج پیدا ہوتا ہے اور بعض مریض پہلے ہی متموج ہوتے ہیں اس لیئے حکماء اور اطبا ایسے مریضوں کو نسبتاً ٹھنڈا کرنے والا نسخہ دیا کرتے ہیں ورنہ اور بھی مزاج میں جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جماعتوں سے خطاب کرتے وقت میں یہ ملحوظ رکھا کرتا ہوں کہ کس مزاج کی جماعت ہے۔ اگر پہلے ہی متموج مزاج ہو اور طبیعت میں جوش زیادہ ہو تو ایسے خطاب سے احتراز کرتا ہوں جس سے بہت زیادہ جوش پیدا ہو جائے اور نسبتاً تحمّل پیدا کرنے والا خطاب کیا کرتا ہوں۔ آپ بھی اسی قسم کی ایک گرم مزاج جماعت ہیں یعنی خون جوش میں ہے اور نعروں کے بہانے

ڈھونڈتے ہیں اس لیے میں ہمیشہ احتیاط سے آپ کو خطاب کرتے وقت ایسا مضمون چنتا ہوں اور اس رنگ میں اس مضمون کو بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ آپ کا جوش و خروش ضائع نہ جائے اور محض نعروں میں اس جوش کی ساری گرمی ضائع نہ ہو جائے بلکہ اُس جوش و خروش کو عمل میں ڈھالا جائے اور حلم کے ساتھ تحمّل کے ساتھ آپ اپنے خلوص کو اپنے نیک اعمال میں تبدیل کرنا شروع کر دیں۔

اسی پہلو سے آج کے خطاب کیلئے بھی میں نے ایسے ہی چند مضامین سوچے ہیں یا یوں کہنا چاہیئے کہ تربیت کے لحاظ سے، تبلیغ کے لحاظ سے، بعض عمومی اصلاحی کارروائیوں کے لحاظ سے چند چھوٹی چھوٹی سادہ عام نصیحتیں ہیں جو مجھے آپ کو کرنی ہیں۔ اس نظم میں جو آپ کے سامنے پڑھی گئی یعنی میری یہ نظم جو ابھی آپ کے سامنے پڑھی گئی اسی میں ایک شعر یہ تھا کہ ع

یہ یاد رہے کس باپ کے بیٹے اور کس ماں کے جائے ہیں

یہ جو اظہار ہے یہ تفاخر کے رنگ میں بھی ہو سکتا ہے اور ذمہ داری کے احساس کو زندہ کرنے کے لحاظ سے بھی ہو سکتا ہے۔ دنیا میں یہ محاورہ کثرت سے استعمال ہوتا ہے جب یاد کرایا جاتا ہے کہ دیکھو تم کس کی طرف منسوب ہوتے ہو، کس کی نسل سے ہو، کس ماحول سے تعلق رکھتے ہو۔ کس کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو۔ تو یہ خطاب جب اس رنگ میں کیا جائے تو مراد یہی ہوتی ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرو، اپنے اٹھنے بیٹھنے اپنے طرزِ زندگی پر نگاہ رکھو کہ جس مقام سے تم منسوب ہوتے ہو اُس سے گری ہوئی کوئی بات نہ کرو۔ اس کے برعکس اسی چیز کو دنیا میں بعض اوقات تفاخر کے رنگ میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ غالب اس مضمون کو یوں بیان کرتا ہے کہ ؎

ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اِتراتا
وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے

اس میں تفاخر اور انکسار کو بہت عُمدگی سے آپس میں سمو دیا گیا ہے اور شعری دنیا میں ایک بہت ہی پیارا کلام ہے۔ کہتا ہے کہ اے غالبؔ اس بات پر ہمیشہ نظر رہے کہ تم جو اِتراتے پھرتے ہو گلیوں میں، تمہاری کسی ذاتی خوبی کے نتیجے میں یہ نہیں بلکہ محض اس وجہ سے ہے کہ تمہارا رشتہ شاہ سے ہے، شاہ سے تمہارا ایک تعلق قائم ہو گیا ہے۔ تم بھی درباریوں میں شمار ہوتے ہو۔ اس پہلو سے جب تم پھرو تو اترانے کے وقت یہ نگاہ بھی رکھنا کہ تمہاری اپنی حیثیت تو یہی کچھ ہے اگر شاہ سے تعلق نہ ہوتا تو کوئی تمہارے منہ پہ تھوکتا بھی نہ۔ تمہاری کوئی بھی پرواہ نہ کرتا۔ اس رنگ میں اس نے غالبؔ نے اِترانے کا مضمون بھی بیان کر دیا اور ساتھ ہی انکساری کے مضمون کو بھی باندھ دیا اور ذمہ داری کے مضمون کو بھی باندھ دیا۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں ماں باپ کے رشتوں سے بھی بڑھائی کا احساس پیدا ہو سکتا ہے اور ذمہ داری کا احساس بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ میں نے جب اس مضمون کو شعر میں باندھا تو کسی تفاخر کے رنگ میں نہیں بلکہ محاورے کے طور پر اس مضمون کو آپ کے سامنے رکھنے کے لئے اس شعر میں باندھا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہماری ذمہ داریوں کا احساس ہمارے ماں باپ کے رشتے سے پیدا نہیں ہو گا بلکہ اسی رشتے سے پیدا ہو گا جو ہم سب میں سانجھا اور یکساں ہے۔ ماں باپ تو آپ کے مختلف، اور میرے مختلف اور آپ میں سے اکثر کے جو سگے بھائی نہ ہوں مختلف ہی ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو امامِ زمانہ ہیں، اور اس پہلو سے ہم سب کیلئے باپ کا مقام رکھتے ہیں وہ ہم سب میں مشترک ہیں اور ہم سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف فخر سے بھی منسوب ہو سکتے ہیں اور احساس ذمہ داری کے نقطۂ نگاہ سے بھی منسوب ہو سکتے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس مضمون کو جب آپ گہری نظر سے دیکھیں تو فخر کی باری بعد میں آتی ہے پہلے احساس ذمہ داری کی باری ہے۔ اگر انسان یہ خیال کرے کہ

میں کس کی طرف منسوب ہوتا ہوں

اور اس احساس کے نتیجے میں اس کی ذمہ داریاں جاگ اٹھیں اور وہ خود اپنا نگران بن جائے تو پھر اس کی ذات میں سے ایک مربّی پیدا ہو جاتا ہے جو باہر سے اس کو اصلاح کی آوازیں نہیں دیتا بلکہ اس کے اندر سے اس کا ضمیر جاگ کر اس کو اصلاح کی آوازیں دینے لگتا ہے اور اس کے نتیجے میں انسان زیادہ عمدگی کے ساتھ اصلاح پذیر ہو جاتا ہے اور اپنے اعمال کو درست کرنے لگتا ہے۔ بیرونی آواز کے نتیجے میں بسا اوقات ردِّ عمل پیدا ہوتے ہیں اور بارہا میں نے اس طرف آپ کو متوجہ کیا ہے کہ تمام دنیا کے ادبی اور شاعرانہ کلام میں

ناصح سے نفرت

پائی جاتی ہے کیونکہ ناصح کی آواز باہر سے آتی ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ یہ ہم پر تنقید کر رہا ہے، آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری عیب جوئی کر رہا ہے اور اس کے نتیجے میں آپ کے نفس کی غیرت یہ ردِّ عمل دکھاتی ہے کہ آپ کہتے ہیں جاؤ جاؤ تم کون ہوتے ہو اور دفاع میں بالعموم انسان اپنے نفس کی کمزوریوں سے آنکھیں بھی بند کر لیتا ہے اور ضد میں آکر کہتا ہے تم جھوٹ بولتے ہو میں اپنے آپ کو جانتا ہوں۔ میں نے فلاں بات اس نیّت سے نہیں کہی بلکہ فلاں نیّت سے کہی تھی۔ حالانکہ بسا اوقات نیت وہی ہوتی ہے چنانچہ روزمرّہ کی زندگی میں گھروں میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ بچے بھی جب ان کے ماں باپ احتیاط سے کام نہ لیں اور چھوٹی چھوٹی بات پر ان کو ٹوکیں اور ان کی طرف بعض نیّتیں منسوب کریں تو وہ رفتہ رفتہ بگڑتے بگڑتے باغی ہو جاتے ہیں اور ان نصیحتوں سے فائدہ اٹھانے کی بجائے وہ پلٹ کر یہ کہتے ہیں کہ غلط کہتے ہیں آپ۔ میں نے اس وجہ سے یہ بات نہیں کی تھی میں نے فلاں وجہ سے یہ بات

غیر ملکی چہرے نظر آتے جن میں خاص طور پر ویت نامی اور رومانین نمایاں تھے۔ شہر میں گھومتے پھرتے ایک انڈین دوست سے ملاقات ہوگئی جو کئی برس سے مشرقی جرمنی کے مختلف شہروں میں UNO کی طرف سے مختلف پروجیکٹس پر متعین رہے ہیں۔ آج کل یہاں پر متعین ہیں۔ ان سے DDR کے بارہ میں بہت سی معلومات ملیں، کیونکہ ان صاحب نے کافی گہری نظر سے وہاں کے حالات کا مطالعہ کیا ہوا تھا۔ ان کے بقول مقامی لوگ افریقن کے خلاف ہیں مگر انڈین، پاکستانی وغیرہ کی بہت عزت کرتے ہیں اور غیر ملکیوں سے نفرت کی خبریں حقیقت پر مبنی نہیں ہیں گذشتہ ماہ میں جو تبدیلیاں آئی ہیں وہ بہت نمایاں ہیں۔ مثلاً انہوں نے وڈیو کی ایک دوکان کی طرف اشارہ کرکے بتایا کہ یہ سب چیزیں یہاں ممنوع تھیں۔ یہ دوکانیں ہمارے سامنے کھلی ہیں اور یہ چیزیں عام ہوتی جا رہی ہیں؛ اور یہ کہ یہ لوگ آجکل سب سے زیادہ دلچسپی جرمن مارک میں رکھتے ہیں۔ یوں سمجھیں کہ ان کا یہی مذہب ہے۔ کمیونزم سے سخت متنفر ہو گئے ہیں۔

مزید چند ایک جرمن لوگوں سے بھی ملنے کا موقعہ ملا اور انہیں لٹریچر دیا گیا۔ ایک مقامی بچہ بھی ملا جس کی عمر ۱۳ سال تھی۔ وہ آتے جاتے کار والوں سے پیسے اکٹھے کرکے FLOH MARKT سے ویسٹ جرمنی کی کچھ چیزیں خریدنا چاہتا تھا اس کی ماں ڈاکٹر اور باپ SEE MAN تھا۔ خاکسار نے اس سے پوچھا کہ پہلے کے حالات اچھے تھے یا اب اچھے ہیں۔ تو کہنے لگا کہ پہلے، کیونکہ اب اسکولوں میں ڈسپلن نہیں ہے۔ وغیرہ وغیرہ؛ شہر کے علاوہ دو چھوٹے گاؤں دیکھنے کا بھی موقعہ ملا۔

ROSTOCK سے شام کے وقت برلن روانہ ہوئے اور رات کو وہاں کے صدر محترم سلطان اٹھوال صاحب کی رہائش پر قیام کیا۔ اگلے دن صبح مشن ہاؤس گئے اور وہاں سے مشرقی برلن گئے۔ مشرقی برلن میں جماعت احمدیہ مغربی برلن نے پہلی دفعہ تبلیغی اسٹال لگانے کا انتظام کیا تھا۔ اسٹال شہر کے سب سے بڑے مرکز ALEXANDER PLATZ پر لگایا گیا تھا۔ جہاں پر جماعت برلن کے فعال ممبران مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مبلغ سلسلہ کی سربراہی میں موجود تھے۔ اسٹال پر وقت دینے والے تمام احباب کے چہرے ایک انوکھی خوشی سے تمتما رہے تھے۔ خاکسار اور دیگر ممبران قافلہ بھی ان احباب کے ساتھ تبلیغ میں شامل ہو گئے۔ تمام دن اسٹال پر لوگوں کا ہجوم رہا اور آنے والے کتابوں کو پلٹ پلٹ دیکھ رہے تھے کیونکہ مذہب کے متعلق اتنی کھلم کھلا معلومات ان کے لیئے ایک نئی بات ہے اور وہ بھی اسلام کے بارے میں۔ بہت سے لوگوں نے کتابوں میں دلچسپی کا اظہار کیا مگر کچھ لوگ ان کا ہدیہ DM میں سن کر معذرت کرکے چلے گئے مگر حاصل کرنے کی خواہش ان کی آنکھوں سے عیاں تھی۔ کچھ لوگوں کو ان کی دلچسپی کے پیشِ نظر کتب دی بھی گئیں؛ یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ یہ لوگ مغربی جرمنی کے لوگوں کی نسبت بہت زیادہ مطالعہ کرنے والے ہیں۔ اس لیئے کتب میں دلچسپی قدرتی بات ہے۔

کافی وقت سٹال پر گزارنے کے بعد ہم کھانے کیلئے گئے۔ واپسی پر شام ہو چلی تھی اور ہمارا خیال یہ تھا کہ اب اسٹال پر زیادہ رش نہ ہوگا مگر یہ دیکھ کر بہت حیرانی ہوئی کہ لوگوں نے اسی طرح اسٹال کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ اس موقعہ پر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کے الفاظ ذہن میں گونج رہے تھے:

"یہ دیوار تو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے گرائی گئی ہے"

اسٹال پر آنے والوں میں روس کے مغربی علاقوں کے مسلمانوں کی تعداد نمایاں تھی۔ گویا کہ دیوار گرنے سے صرف مشرقی جرمنی ہی نہیں بلکہ تمام مشرقی یورپ اور خاص طور پر روس تک کے دروازے اسلام کے پیغام کے لیئے کھول دیئے گئے ہیں۔ خدا کرے کہ ان کے دل بھی خدا کی آواز کو قبول کرنے کیلئے کھل جائیں۔

اسٹال پر آنے والے ایک ٹیچر نے ایک بہت دلچسپ بات کہی کہ مغربی جرمنی سے آنے والوں کے اسٹالوں پر یہ کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ پیسے بٹورے جائیں یعنی عام طور پر لوگ ہم سے کچھ لینے آتے ہیں لیکن آپ ہم سے لینے نہیں آئے بلکہ صرف دے رہے ہیں اور بانٹ رہے ہیں اسی لیئے بھی لوگ اسٹال میں خصوصی دلچسپی لے رہے ہیں؛

ایک اور بات جو یہاں دیکھنے میں آئی وہ یہ تھی کہ لوگ سادہ لوح اور خوش مزاج ہیں۔ کھلے عام بے حیائی کو ناپسند کیا جاتا ہے اس لیئے یہ چیزیں عام نظر نہیں آتیں ——————— ❖

اخراج از نظام جماعت

مندرجہ ذیل افراد نے جانتے بوجھتے غیراز جماعت افراد کی تصدیق کی کہ وہ پیدائشی احمدی ہیں۔ جس کی وجہ سے حضور اقدس نے انہیں اخراج از نظام جماعت کی سزا دی ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

(۱) منظفر احمد قریشی (۲) سہیل حسن بھٹی — BÜR STADT

(۳) رانا محمد رفیق ولد رانا محمد بوٹا۔ (۴) ظفر اللہ محمود — جماعت OFFENBACH- (۵) عبدالمجید طاہر جماعت — NEUISEN BURG.

(امیر۔ جماعت احمدیہ، جرمنی)

بقیہ: رپورٹ تعلیم القرآن

تیار کریں گے اور اس کے بعد قرآن کریم مکمل کیسٹوں کی صورت میں تیار کرنے کا پروگرام ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرمائے۔ آمین

سعید الدین — ریجنل امیر کولون —

آئے گا۔ یہ بھی ایک انکسار کا رنگ تھا اگر یہ کہتے کہ میں سب سے افضل ہو گیا تیری وجہ سے تیرے پیچھے چلنے کی وجہ سے تو اس میں بھی ایک تفاخر کا رنگ تھا اگرچہ جائز تھا۔ آپؐ نے اس مضمون کو بہت ہی حسین پردے میں لپیٹ کر پیش کیا اور یہ عرض کیا کہ ہم ہوئے خیرِ اُمم، اے میرے آقاؐ تیرے کتنے احسان ہیں اور کتنے بے شمار لوگوں پر احسان ہیں۔ ایک میں ہی نہیں لاکھوں کروڑوں بندگانِ خدا ہیں جو اس احساس کے ذریعے زندگی پا گئے کہ وہ تیری طرف منسوب ہوتے ہیں اور اس احساس کے نتیجے میں جو ذمہ داریاں پیدا ہوئیں ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے تیرے قدموں کی تلاش کرتے رہے۔ جن راہوں سے تو گزرا ان راہوں سے وہ گزرے اور تیرے حسن کو اپناتے ہوئے وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ آج وہ کہہ سکتے ہیں کہ

ہم ہوئے خیرِ اُمم

تمام دنیا میں بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے جتنی امتیں بھی نکالی گئی ہیں اُن میں سب سے بہتر ہم ہیں کیونکہ ہم نے حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کی۔

اس مضمون پر غور کرتے ہوئے میرا دھیان اس طرف گیا کہ یقیناً حضرت اقدس محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تزیین میں اللہ تعالیٰ کے حُسن نے اور اس تصور نے بہت گہرا کردار ادا کیا ہے کہ میں اپنے خدا کا بندہ ہوں، میں اپنے خدا کی طرف منسوب ہوتا ہوں اس کے نتیجے میں ایک حیرت انگیز غیر معمولی ذمہ داری کا شعور پیدا ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی آپؐ کو عبداللہ کا لقب عطا فرمایا۔ عبد کہتے ہی اسکو ہیں جو آقا کے پیچھے پیچھے اپنا کچھ نہ سمجھتے ہوئے چلتا رہے، اُس کا اپنا کچھ بھی نہ ہو۔ راستے کی تعیین بھی اس کی نہ ہو۔ جس طرف اُس کا آقا چلے، جس طرف اس کا آقا چلائے اس طرف وہ قدم مارتا رہے اس طرف آگے بڑھتا رہے۔ پس آپ نے بھی جو کچھ پایا اللہ تعالیٰ کے تصور کے ساتھ، اللہ کی طرف منسوب ہونے کے نتیجے میں ان ذمہ داریوں کے شعور سے پایا ہے جو آپ پر روشن ہوئیں اور ہر قدم پر آپ نے ان ذمہ داریوں کا حق ادا کیا ہے ان تمام باتوں پر غور کرتے ہوئے آپ ساری کائنات میں نبوت کے مضمون کو سمجھ سکتے ہیں کہ

نبی دراصل خدا کے فیضان سے بنتا ہے،

اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے اور اسی لئے کہا گیا ہے کہ نبی کا کوئی دنیاوی استاد نہیں ہوتا۔ ان معنوں میں کہ جو کچھ وہ پاتا ہے خدا کے تصور کی طرف منسوب ہو کر اس سے پاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی خدا ہی سے سیکھا لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کا یہ تقاضا تھا کہ جو کچھ بنی نوع انسان میں سے کوئی پائے وہ آپؐ کی راہ سے پائے۔ آپؐ کی خاتمیّت کے فیض کے نتیجے میں اسے حاصل ہو۔ اس لئے محمدؐ کا پانا خدا ہی کا پانا تھا لیکن محمدؐ کے واسطے سے خدا کا پانا تھا۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو آپ اگر ذہن نشین رکھیں تو ہمیشہ آپ کے دل سے ہر قدم پر ہر فیصلے کے وقت، ہر عمل کے وقت ایک آواز اٹھتی رہے گی جو آپ کو یاد کراتی رہے گی جیسا کہ میں نے کہا ع

یہ یاد رہے کس باپ کے بیٹے اور کس ماں کے جائے ہیں،

اور مراد یہی ہے ماں باپ ہمارے سب کچھ ہمارے روحانی آقا و مولا ہی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے طفیل ہم نے حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان حاصل کیا اور جو کچھ سیکھا اُنہی سے سیکھا اور انہی کی طرف منسوب ہونے کا احساس ہمیشہ زندہ رہنا چاہیے

اس پہلو سے آپ آئندہ ہمیشہ اس شعور کو اپنے اندر بھی بیدار رکھیں اور اس کی پرورش کریں۔ پرورش کا لفظ میں نے عمداً سوچ سمجھ کر استعمال کیا ہے کیونکہ یہ مضمون ایسا ہے جسے اگر انسان سینے سے چمٹا نہ لے، سنبھال کر نہ رکھے پرورش نہ کرے تو کچھ عرصے کے بعد یہ مرجھا جائے گا۔ اور جس طرح بعض پودوں کی اگر حفاظت نہ کی جائے شروع میں بہت ہی سرسبز کونپلیں پھوٹتی ہیں، بہت ہی خوبصورت منظر دکھائی دیتا ہے لیکن چند دنوں کے بعد رفتہ رفتہ وہ پودا مُرجھا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض نیکیوں کے خیال یا نیکیوں کی نیتوں کا حال ہے۔ جب وہ کونپل دل سے پھوٹتی ہے تو وہ آپ کو بہت پیاری معلوم ہوتی ہے لیکن اُسے سنبھالنا پڑتا ہے، اُس کی آبیاری کرنی پڑتی ہے، اس کے تقاضوں کو پورا کرنا پڑتا ہے یہ آسان کام نہیں۔ اگرچہ بات سادہ سی اور آسانی سے سمجھ آنے والی ہے لیکن روزمرہ کی زندگی میں انسان کا ضمیر کب تک انسان کے معاملات میں دخل دیتا رہے گا اور اُس کی روزمرہ کی زندگی کو شروع شروع میں تلخ بناتا رہے گا۔ بات یہ ہے کہ

اگر ہمارا ضمیر جاگ جائے

تو لمحہ لمحہ وہ ہمیں ٹوکے گا۔ کون سا لمحہ ہم پر ایسا گزرتا ہے جو کامل طور پر خدا کی یاد میں اور خدا کی اطاعت میں صرف ہوتا ہے۔ ہم میں سے اکثر ایسے ہیں جن کی اکثر زندگیاں خدا کی یاد میں بھی کٹ رہی ہوں تو اُس کے علاوہ غیر اللہ کی ملونی اور نفس کی ملونی بھی ساتھ شامل ہوتی ہے۔ صرف ضمیر کی بیداری اور شعور کے جاگنے کا انتظار ہے۔ جب ضمیر بیدار ہو جائے، شعور جاگ اٹھے تو پھر روزمرہ کی زندگی کی کیفیات بدلنے لگتی ہیں۔ انسان اپنے آپ کو ایک اور حال میں دیکھنے لگتا ہے۔ جس طرح بعض دفعہ روشنی کے بدلنے سے کپڑوں کے رنگ

بدل جاتے ہیں۔ ہر کپڑے کا رنگ آپ کو ہر روشنی میں ایک سا دکھائی نہیں دیتا۔ بہت سے لوگ ہیں جو دوکانوں کے اندھیروں میں یا ان مصنوعی روشنیوں میں کپڑوں کو دیکھتے ہیں جو اندھیرا نما ہی ہوتی ہیں اور بڑی خوشی اور شوق سے ایک رنگ پسند کرتے ہیں اور جب کپڑا لے کر باہر دھوپ میں نکلتے ہیں تو افسوس کرنے لگتے ہیں ہم نے کیا خرید لیا کپڑا تو وہی رہتا ہے روشنیاں بدلنے سے اس کے رنگ بدلتے ہیں۔ انسان کے اعمال بھی وہی ہیں لیکن ضمیر کی روشنیاں بدلتی رہتی ہیں۔ جب ضمیر کی روشنی میں سورج کا نور شامل ہو جائے یعنی اعتدال پیدا ہو جائے ہر قسم کے رنگوں کا مزاج درست ہو جائے، انصاف پیدا ہو جائے تب اس روشنی میں انسان اپنے اعمال کو اور طرح سے دیکھتا ہے۔ بعض داغ، بعض دھبے، بعض رنگوں کی بدزیبیاں جو پہلے دکھائی نہیں دیتی تھیں وہ دکھائی دینے لگتی ہیں۔ پس اس پہلو سے

آپ کو اپنا مربیّ خود بننا ہوگا

کب تک کوئی آپ کے ساتھ ساتھ پھرے گا، کب تک یہ دیکھا جائے گا کہ آپ کو وقت پر کیسٹیں پہنچتی ہیں، آپ کو تمام مضامین پہنچ رہے ہیں۔ مربیّ، زعیم اور امراء اور صدران آپ کی نگرانی کر رہے ہیں۔ یہ نگرانیاں تو ہوتی رہیں گی اور ان کے فوائد بھی ہیں لیکن ان نگرانیوں کی نظر سے اوجھل رہنے کیلئے آپ کے پاس بہت سے مواقع ہیں، دن میں بھی اور رات میں بھی۔ ہر جگہ انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک پردہ نصیب ہوا ہوا ہے اس پردے کے جائز استعمال بھی ہوتے ہیں اور ناجائز استعمال بھی ہوتے ہیں۔ بدقسمتی سے بسا اوقات انسان اُن پردوں کا ناجائز استعمال کرتا ہے اور خود اپنے آپ سے بھی چھپتا ہے اور بیرونی آنکھ کی پکڑ سے بھی باہر رہنے کی کوشش کرتا ہے، بیرونی آنکھ سے بھی اوجھل رہنے کی کوشش کرتا ہے پس اس پہلو سے یہ جو بیرونی انتظامات ہیں اگرچہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ضروری ہیں۔ یاد دلانے کیلئے ایک نظام قائم ہے جسے بہرحال فعال رہنا پڑے گا لیکن آخری بات یہی ہے کہ جب تک آپ کے ضمیر سے مربیّ نہ اٹھے، جب تک آپ کے ضمیر سے مسلسل ایک نگران آنکھ پیدا نہ ہو، جب تک آپ کے ضمیر سے وہ زبان پیدا نہ ہو جس کی آواز کو آپ ملائمت سے سنیں گے، جس کی آواز پر آپ غصہ نہیں کریں گے بلکہ کان دھریں گے اُس وقت تک حقیقت میں آپ کی تربیت کی اور آپ کی تربیت کے دوام کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ پس اس مربی کی تلاش کریں اور اس مربیّ کی تلاش میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اور پس منظر باندھا ہے حقیقت میں سب سے زیادہ فعال کردار یہ احساس ادا کرتا ہے کہ میں کسی کی طرف منسوب ہوتا ہوں اور جب میں یہ کہتا ہوں تو یاد رکھیں ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سب سمیت اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کی نمائندگی میں اپنے ربِّ اعلیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اس پہلو سے ہماری ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ بہت ارفع ہو جاتی ہیں، بہت بلند ہو جاتی ہیں۔

دوسری بات جو تربیت کے سلسلے میں میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس ذمہ داری کے ارفع ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اچانک آپ کوئی بڑے بڑے مقامات حاصل کر لیں گے۔ بڑی بڑی باتوں میں آپ اپنی تربیت کریں گے ان ذمہ داریوں کے احساس کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے

ادنیٰ باتوں کو درست کریں

جتنی ادنیٰ باتیں آپ میں رائج ہیں اُتنی ہی وہ ارفع ذمہ داریوں کے مخالف ہیں اور ان سے ٹکراتی ہیں اور اُن کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہو سکتیں۔ پس اعلیٰ اور ارفع ذمہ داریوں کے نتیجے میں سب سے پہلے جو چیز نظر کے سامنے ابھرنی چاہیئے وہ روزمرّہ کی ادنیٰ باتیں ہیں اُن میں اگر آپ وہ تقاضے پورے کر دیں تو پھر آئندہ بڑے تقاضے پورے کرنے کیلئے آپ کو اپنے نفس میں ایک نئی طاقت محسوس ہوگی۔ روزمرہ کے اخلاق ہیں، کتنے ہم میں سے ہیں جو ان اخلاقی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہیں۔ اپنی روزمرّہ کی گفتگو میں باوجود اس کے کہ میں نے بے حد مرتبہ بہت زور سے یہ کہا کہ ہر قسم کے جھوٹ سے پرہیز کریں مگر بتائیے کتنے ہیں جو واقعتاً کُلیتاً جھوٹ سے پرہیز کرنے لگے ہیں اور روزمرہ کی گفتگو سے اس مضمون کا یہ تعلق ہے کہ لاف وگزاف کے طور پر، لطائف کے طور پر، بات کو زیادہ سنوار کر پیش کرنے کے طور پر ہم طبعاً عادی بن چکے ہیں کہ جس بات کو بھی پیش کریں اُس میں کچھ جھوٹ کی ملونی ملا لیں اور بظاہر ہماری یہ کوشش اس لئے ہوتی ہے کہ بات میں رنگینی پیدا ہو جائے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ ہم کام وہ کر رہے ہوتے ہیں جیسے دودھ میں کوئی پیشاب کا قطرہ ملا دے دودھ بہت اچھی چیز ہے لیکن جس جانور کا دودھ دوہا جائے اگر اس کے پیشاب کی چھینٹ دودھ میں پڑ جائے تو سارا دودھ ناپاک ہو جاتا ہے۔ اُس سے رنگینی تو نہیں پیدا ہوتی، اس سے خوشبو تو نہیں پیدا ہوتی۔ پس اپنی روزمرہ کی گفتگو کو جھوٹ کی ملونی سے آپ ناپاک نہ کیا کریں۔ جب بھی باتیں کریں یہ غور کیا کریں کہ

آپ کس کی طرف منسوب ہوتے ہیں

آپ کی بات میں صفائی ہونی چاہیئے، پاکیزگی ہونی چاہیئے اور ہر قسم کے مبالغے سے پاک ہونی چاہیئے۔ کہانیاں لکھتے وقت مبالغہ ایک اور چیز ہے۔ وہ ایک فرضی دنیا کا فرضی مبالغہ ہے۔ لیکن واقعات کے بیان کے وقت مبالغہ درست نہیں

دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ جب بھی انسان سے کوئی غلطی ہو کوئی جرم سرزد ہو یا ویسے خطا ہو جائے تو عموماً ہم نے روزمرہ یہ مشاہدہ کیا ہے کہ جب پوچھنے والا اُس سے پوچھتا ہے تو فطرت میں طبعاً یہ ردعمل پیدا ہوتا ہے کہ میں کوئی نہ کوئی ایسا جواب دوں جس سے سننے والا مطمئن ہو جائے کہ میرا قصور نہیں تھا اور اس طبعی رجحان سے ہم اتنے مغلوب ہو جاتے ہیں کہ بعض دفعہ سوچتے بھی نہیں کہ ہم جھوٹ بول رہے ہیں بے اختیار از خود ایک غلط بات بیچ میں ملا دیتے ہیں اور ایسے لوگ جو عام طور پر جھوٹ کے عادی نہ ہوں وہ بھی ان مواقع پر جھوٹ کا شکار ہو جایا کرتے ہیں۔ میں نے بسا اوقات انتظامی ہدایات کے سلسلے میں یہ تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ اگر روزمرہ کی انتظامی ہدایات دیں اور کسی ہدایت پر عمل نہ ہو۔ جب پوچھا جائے کہ یہ کیا بات ہے تو اکثر جو جواب ہوتا ہے وہ حقیقت پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ اس خیال کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہوتا ہے کہ ہم نے ضرور جواب دینا ہے اور اپنا ڈیفنس کرنا ہے، اپنا دفاع کرنا ہے جب مزید تحقیق کریں آخر تک پہنچیں تو پتہ لگتا ہے یہ بات غلط ہو گئی وہ بات غلط ہو گئی اور پھر جتنی دفعہ آپ ایسے شخص کو ٹوکتے چلے جائیں ہر دفعہ وہ مزید ایک غلط بات اپنی کوتاہی کو چھپانے کیلئے پیش کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ پھر عمداً جھوٹ کے مقام پر پہنچتا ہے اور عادت بالآخر انسان کے کردار کو تباہ کر دیتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تربیت میں اس مضمون کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا کرتے تھے۔ بہت کم آدمیوں کو جھوٹ سے اتنی شدید نفرت ہو گی جتنی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو تھی اور اپنے بچوں میں بھی اس رجحان کی بڑی گہری نگرانی کرتے تھے۔ ادنیٰ سے بہانے کی بھی بُو آ جائے تو آپ پکڑ لیتے تھے۔ کریدتے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ اُس پر یہ بات ننگی ہو جاتی تھی کہ میں نے یہ بہانا بنایا تھا یہ حقیقت نہیں ہے اور وہ جو کھوج تھا تفحص تھی وہ تہہ تک اتر کر بات معلوم کرنے کی کوشش یہ ذلیل کرنے کی خاطر نہیں تھی بلکہ ہم جانتے تھے کہ ہمیں سمجھانے کے لئے ہمیں دکھانے کیلئے کہ یہ انسانی کمزوری ہے اس سے بچ کر رہنا اگر تم اس کمزوری کا شکار ہو گئے تو پھر آئندہ یہ بڑی بڑی غلط بیانیوں کی عادت ڈال دے گی۔ پس اپنے نفس کی تربیت میں بھی اس چیز سے استفادہ کریں اور اپنے بچوں کی تربیت میں بھی اس چیز سے استفادہ کریں۔ کھوج لگائیں اس نیت سے نہیں کہ کسی کو ذلیل و رسوا کریں۔ کھوج لگائیں اس نیت سے کہ اُس کی کمزوری کو ملائمت اور پیار سے اس پر روشن کریں لیکن یہ کرنے کا حق آپ کو تب نصیب ہوگا جب پہلے اپنے نفس کی اس رنگ میں نگرانی کریں

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ ۙ۝ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ ۝ قرآن کریم فرماتا ہے کہ دیکھو انسان اپنے نفس کے معاملے میں کیسے کیسے عُذر تراشتا ہے، بہت بڑے بڑے عذر نکال کر لاتا ہے لیکن درحقیقت وہ جانتا ہے کہ یہ غلط ہے۔ معاذیر تو بہت بڑے بڑے ہیں لیکن اپنے نفس پر بصیر بھی ہے وہ۔ بظاہر ان دو باتوں میں تضاد ہے لیکن حقیقت میں کوئی تضاد نہیں اور یہ کلام الٰہی گہری انسانی فطرت کے مطالعے کے نتیجے میں یا اُس بلاشبہ کامل علم کے نتیجے میں ہے جو خدا تعالیٰ انسان کی فطرت کے متعلق رکھتا ہے، اور اس گہرے نقطے کی طرف ہمیں متوجہ کرتا ہے کہ یاد رکھو جب بھی تم سے جواب طلبی کی جائیگی یا کی جاتی ہے تو درحقیقت تم جانتے ہو اُس وقت کہ تم سے کیا قصور سرزد ہوا۔ کس حد تک تم ذمہ وار تھے لیکن اُس کے باوجود تم تمہیں بتاتے ہیں کہ تمہارا رجحان یہ ہوگا کہ معاذیر تلاش کر کے لاؤ۔ بڑے بڑے عذر ڈھونڈو اور کہو کہ نہیں دراصل یہ وجہ ہوئی ہے اور دراصل وہ وجہ ہوئی ہے اور میں تو معصوم ہوں اور میرا تو کوئی قصور نہیں

جن گھروں میں یہ باتیں زیادہ ہوتی ہیں

ان کے گھروں میں جھوٹ پل رہا ہوتا ہے اور بالآخر ایسے بچے بداخلاق بھی ہو جاتے ہیں۔ بدتمیز بھی ہو جاتے ہیں اور جب باہر سے وہ بعض جرائم کر کے آتے ہیں تو ان کو پتہ ہے کہ ہمیشہ ہم نے جھوٹ میں پناہ لینی ہے اور ہر بات پر جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب پکڑے بھی جائیں تب بھی جھوٹ بول رہے ہوتے ہیں۔ ڈھیٹ بھی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے ان باتوں کو آپ چھوٹا نہ سمجھیں اور یاد رکھیں کہ جب آپ کو یہ احساس پیدا ہوگا کہ آپ کس کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو پھر ضمیر کا یہ پہلو زیادہ قوت کے ساتھ آپ کی تربیت کا اہل بن جائے گا۔ گفت و شنید میں ملائمت بھی اختیار کریں

نرمی اور پیار سے بات کیا کریں

اختلافات تو دنیا میں ہوتے ہیں لیکن ان اختلافات کو اگر تلخی کے ساتھ انسان بیان کرے اور ہر بات کو جو اس کے متعلق کہی جاتی ہے یہ سمجھے کہ میری ذات پر اسی نے حملہ کر دیا ہے تو اسکے نتیجے میں تمام گفت و شنید کا امن اٹھ جاتا ہے اور انسان بظاہر مہذب اور متمدّن کہلانے کے باوجود اپنی ادنیٰ قدیم حالتوں کی طرف لوٹ جاتا ہے یہاں جرمنی میں میرے خیال میں یہ بیماری کافی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اسلیئے اس ضمن میں میں خاص طور پر آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ آپکی نیشنل مجلس عاملہ ہو یا مختلف شہروں کی مجلس عاملہ ہو، صدارتیں ہوں یا امارتیں ہوں، ہر جگہ مجالس عاملہ کے اندر بھی اختلاف کے وقت دوسرے کا احترام نہیں کیا جاتا۔ اور احترام اگر ہے تو اپنی ذات کا ہے اور اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی بے چارہ جائز طریق پر بھی نیک نیتی سے اختلاف کرے تو دوسرا آدمی بھڑک اٹھتا ہے کہ گویا اس کے احترام کے خلاف بات ہو گئی ہے

تم کون ہوتے ہو

میری بات کی مخالفت کرنے والے۔ یہاں تک کہ فرضی طور پر پارٹیاں بن جاتی ہیں اور بہت سے لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ فلاں جو آدمی ہے جب بھی وہ بات کرتا ہے مجھے ذلیل کرنے مجھے نیچا دکھانے کیلئے کرتا ہے اور جو شخص اُس کی تائید کرتا ہے وہ اس کی پارٹی کا ہے حالانکہ تائید کرنے والا بیچارہ بسا اوقات تقوی سے تائید کرتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ بات ٹھیک کی جارہی ہے لیکن مزاجوں میں تلخی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ وہ کجی ہے جس کو دور کرنے میں بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ میں نے خود بارہا اپنی زندگی میں مختلف مجالس عاملہ کی صدارتیں کی ہیں۔ مختلف سطحوں پر صدارتیں کی ہیں۔ بطور ممبر بھی ان میں شامل ہوا۔ میں نے دیکھا ہے کہ جس جگہ یہ کجی پائی جائے یہ، جس طرح کہتے ہیں ناں کتے کی دم کا ٹیڑھا پن ہے، بارہ سال تک کہتے ہیں کتے کی دم کو کسی نے نالی میں بند کر کے رکھا کہ سیدھی ہو جائے۔ جب وہ نالی سے نکالی تو پھر وہ دم مڑ گئی۔ جب تک آپ موجود رہیں، نصیحت کرتے رہیں کچھ نہ کچھ ادب کا پہلو باقی رہتا ہے، احترام کا پہلو باقی رہتا ہے۔ اور جتنا عرصہ آپ بیٹھے رہیں وہ کوشش کر کے وہ اپنی زبان کو اپنے ضبط میں لانے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے غصے کو ضبط میں لانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن آواز کی طرز کے اندر ایک کڑوی لہر بھی دوڑ رہی ہوتی ہے، اور انسان کو پتہ ہوتا ہے کہ جس وقت میں نے پیٹھ پھیری یہ کڑوی لہر اوپر آجائے گی اور نرمی کی لہر اس میں ڈوب جائے گی تو کتے کی دم جو میں نے کہا ہے یہ امرِ واقعہ ہے کہ بہت سے انسانی مزاج کتے کی دم کی حیثیت رکھتے ہیں ایسی دموں کو یا سیدھا کرنا ہوگا یا کاٹنا ہوگا اور کوئی علاج نہیں۔ اور لمبا عرصہ تک ہمیں اخلاق کی اس بے حرمتی کو برداشت نہیں کرنا چاہیئے۔ میں نے دو دن پہلے امیر صاحب سے گفتگو کی اس موضوع پہ، اور میں نے کہا کہ آپ نے بے شک رپورٹ کی ہو یا نہ کی ہو،

میری ان باتوں پر نظر ہے

ایک دو دفعہ میں جب کسی سے بات کرتا ہوں تو اس کی طرزِ گفتگو سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ پس منظر کیا ہے۔ کبھی کوئی صاحب مجھے خط لکھتے ہیں کہ مجلس عاملہ میں یہ بات ہوئی تھی یا فلاں نے یوں کیا۔ دعا کریں مجھے اللہ تعالیٰ صحیح بات کرنے کا سلیقہ عطا کرے دبی زبان میں دعا کیلئے درخواست ہو رہی ہوتی ہے اور اچانک سارا منظر سامنے آجاتا ہے کہ وہاں کیا ہوا ہوگا۔ اسی طرح گفتگو کے وقت بھی پتہ چلتا چلا جاتا ہے۔ تو جہاں تک نظر کا تعلق ہے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان حالات پر میری نگاہ ہے لیکن جہاں تک اصلاح کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ بار بار کی توجہ دلانے کے باوجود ابھی تک میں اطمینان حاصل نہیں کر سکا۔ اس لیے امیر صاحب سے میں نے یہ درخواست کی تھی کہ — نرمی تو کرنی چاہیئے۔ جس حد تک ممکن ہو پیار سے سمجھانے کی کوشش کریں لیکن لمبا عرصہ اب اس کو برداشت نہ کریں۔ بعض لوگ بڑے اچھے کارکن ہوتے ہیں، بہت اچھی محنت کرنے والے ہوتے ہیں لیکن ان کے اندر یہ کجی ایک ساتھ لگی ہوتی ہے دُم کی طرح۔ اگر یہ ساتھ لگی رہے تو سارے ماحول کو گندہ کر دیتے ہیں۔ خواہ وہ بدنیتی سے نہ بھی کریں ان کی بے اختیاری سمجھ لیں۔ کتے کی بھی تو بے اختیاری ہے ناں اسکی دُم بے چارے کی اپنی مرضی سے تو نہیں مڑی ہوئی۔ مڑی ہوئی دم کے ساتھ پیدا ہوا ہے غریب۔ تو آپ بے اختیاری کہہ لیں۔ سزا نہ دیں مگر الگ کرنا ہوگا کیونکہ اس سے ہماری مجالس کے احترام کو نقصان پہنچے گا۔ اور یہ بدعادتیں رفتہ رفتہ دوسروں کے مزاج میں داخل ہونے لگ جائیں گی۔ آپ اپنی ہر سطح پر، اپنے گھر کے ماحول میں بھی اس بات کو یاد رکھیں۔ اپنے بچوں پر بھی جب آپ اس رنگ میں تنقید کرتے ہیں کہ ان کا احترام نہ ہو اور اگر آپ کے بچوں کو بھی یہ احساس پیدا ہو جائے کہ آپ اُن پر بدظنی کر رہے ہیں تو پھر آپ کا احترام ان کے دل سے بھی اٹھ جاتا ہے گھروں میں بھی تفریق پیدا ہو جاتی ہے۔ ماں باپ اور نسل سے تعلق رکھتے ہیں بچے اور نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنریشن گیپ پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ تو

تربیت کا مضمون کوئی آسان نہیں ہے یہ

کہہ دینا درست ہے کہ یاد رکھیں آپ کسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں، لیکن یہ بات اپنی ذات میں مکمل نہیں ہوتی جب تک انسان غور در غور نہ کرتا چلا جائے اور یہ نہ دیکھتا رہے کہ اس منسوب ہونے کے تقاضے کیا ہیں۔ پس اپنے روزمرّہ کی گفتگو میں تہذیب پیدا کریں، تمدّن پیدا کریں، اخلاق پیدا کریں اور اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کی تبلیغ میں بھی برکت ہوگی میں نے بارہا تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ تبلیغ کے میدان میں علم سے بہت بڑھ کر اخلاق کا کردار ہوتا ہے اور اخلاق کا کردار زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو دوسروں کیلئے نرم گوشہ رکھتے ہیں، جو میٹھی زبان رکھتے ہیں، جو پیار سے دھیمی گفتگو کرنے کے عادی ہوں ان کو خدا تعالیٰ کے فضل سے لوگوں کے اندر داخل ہونے کی توفیق مل جاتی ہے۔ پینی ٹریشن (PENETRATION) جس کو انگریزی میں کہتے ہیں، وہ نفوذ کر جاتے ہیں دلوں میں۔ اور اُس کے بعد پھر دل میں بیٹھ کر جو بات کی جائے اُس کا اور اثر ہوتا ہے جو باہر سے دل کو آوازیں دی جائیں اُس کا بالکل اور اثر ہوا کرتا ہے۔ تبلیغ کیلئے بھی آپ کے اعلیٰ اخلاق کی بے حد ضرورت ہے اور

جرمن قوم کے دِل جیتنے کے لئے

آپ کیلئے غیر معمولی طور پر اعلیٰ اخلاق کا ہونا ضروری ہے۔ اس وقت کی دنیا میں اعلیٰ اخلاق کی تلاش ہے۔ اسوقت کی دنیا میں، مغرب میں خواہ وہ جرمن قوم ہو یا اٹالین ہو یا فرنچ ہو یا انگریز ہو، ہر جگہ یہ احساس بیدار ہو رہا ہے کہ ہمارے اخلاق کا معیار گرتا چلا جا رہا ہے۔ ایسے موقع پر اگر یہ لوگ با اخلاق انسانوں کو دیکھیں تو گہرے طور پر متاثر ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ موثر ذریعہ تبلیغ

اعلیٰ اخلاق ہی ہیں۔ آپ میں سے بہت کم ہیں جو اخلاق کے ذریعے تبلیغ کر رہے ہیں اور جو کرتے ہیں وہ مجھے ضرور لکھ کر آگاہ کرتے ہیں۔ یہ ایک انسانی فطرت ہے۔ اسی میں کوئی دکھاوے کی بات نہیں ہے کہ جب کوئی احمدی کوئی اچھی چیز دیکھتا ہے، اچھی چیز سے متاثر ہوتا ہے یا اچھا کام کرتا ہے تو اُس کے دل میں اکثر پہلا خیال یہ آتا ہے کہ میں اپنے امام کو خط لکھ کر انکو بھی اس خوشی میں اور اس مزے میں شریک کروں۔ تو وہ ضرور مجھے بتاتا ہے۔ الا ماشاء اللہ، میرا خیال ہے تقریباً ہر آدمی اپنے ایسے تجربے میں مجھے شریک کرنے کی کوشش کرتا ہے تو مجھے پتہ چل جاتا ہے کہ جرمنی میں کتنے دوست ہیں جن کو اخلاق کے لحاظ سے اچھے تجارب میں سے گذرنے کا موقعہ مل رہا ہے۔ کتنے لوگ ہیں جن کے اخلاق نے دلوں کو موہا اور اُس کے نتیجے میں اسلام میں دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔ ایسی رپورٹوں سے جہاں ان لوگوں کا پتہ چلتا ہے وہاں ان لوگوں کا بھی پتہ چل جاتا ہے جنہوں نے اس لذّت سے کبھی فائدہ ہی نہیں اٹھایا ان کو پتہ ہی نہیں کہ یہ کس کوچے کی باتیں ہیں۔ اگر اٹھایا ہوتا تو وہ بھی لکھتے وہ بھی بتاتے کہ ہم بھی تو ہیں۔ وہ اشتہار یاد نہیں آپ کو جو حبیب بینک کا آیا کرتا تھا پاکستان میں ٹیلی وژن پر، ایک ماں باپ باتیں کر رہے ہیں، کہتے ہیں حبیب بینک ہمارا ہے تو بچہ توتلی زبان سے کہتا ہے "میلا بھی تو ہے"۔ تو

خلیفہ آپ سب کا ہے

صرف اُن کا نہیں ہے جب وہ فخر سے کہتے ہیں آپ ہمارے ہیں، ہماری بات سنیں اور اس سے لذت اٹھائیں تو آپ میں سے ہر ایک جو اس مقام تک پہنچتا ہے ضرور یہی کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے میری بھی تو سنیں، میں نے بھی تو ایسا مزہ اٹھایا تھا۔ میرے مزے میں بھی تو شریک ہوں۔ پس اس پہلو سے خاموشی بتاتی ہے کسی کی شکایت نہیں بتاتی۔ آپ کی زبانِ خاموشی آپ کی شکایت کر رہی ہوتی ہے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ اگر کچھ کیا ہوتا تو ہم بھی تو لکھتے۔ اس پہلو سے بڑی گنجائش موجود ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آج ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یورپ کی جماعتوں میں سب سے زیادہ مضبوط جماعت، عددی لحاظ سے بھی اور قوت فعلی کے لحاظ سے بھی جرمنی کی جماعت بن چکی ہے اور ابھی یہ سلسلہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔ ابھی بہت سے ہم میں سے ہیں جو اپنی نفسانی کمزوریوں کی وجہ سے یا اپنی شامت اعمال کی وجہ سے جماعت میں حصہ نہیں لے رہے یا بھرپور حصہ نہیں لے رہے۔ مگر آپ میں سے جتنے حصہ لے رہے ہیں ان کی وجہ سے ہی ایک نمایاں قوت کا احساس پیدا ہو رہا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ روز بروز یہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس رفتار کو آگے بڑھانے کے لئے اپنے اندرونی معیار کو بلند کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جس طرح یہ موٹروں کی کیفیت ہوتی ہے۔ کہتے ہیں جتنے زیادہ سلنڈر اتنی زیادہ طاقتور موٹر۔ تو آپ کی جماعت کی موٹر جو چل رہی ہے اُس کے سلنڈر آپ ہیں ابھی جماعت کا اکثر حصہ ان سلنڈروں پر بوجھ ہے۔ چند سلنڈر کام کر رہے ہیں اور باقی اُن سلنڈروں کی وجہ سے حرکت میں ہیں اور اس طرح ان کی پردہ پوشی ہو رہی ہے۔ اگر سارے سلنڈر بن جائیں، اگر سارے سلنڈروں میں سے وہ بھُربھُر کی آواز آنی شروع ہو جائے جو ایک قوی مشین میں سے آتی ہے تو آپ دیکھیں کہ کس طرح آپ کے دلوں کو تقویت ملے گی۔ کس طرح جماعت کی اجتماعی طاقت میں غیر معمولی اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ان سلنڈروں کو بیدار کرنے کیلئے ضروری ہیں اُن کی مرمت کے لئے ضروری ہیں۔ کوئی چھوٹا سا نقص پیدا ہو جاتا ہے تو سارا سلنڈر بیچارہ خاموش ہو کر بیٹھ جاتا ہے ان نقصوں کی تلاش کرنی چاہیئے ان کو دور کرنا چاہیئے اور میرے خیال میں اخلاق کا یہ عمومی معیار بہتر کرنے کی بہت بڑی گنجائش ہے اور عمومی معیار کی کمی کی وجہ سے آپ بہت سی رحمتوں اور برکتوں اور ترقیات سے محروم رہ گئے ہیں۔

اس وقت بیرونی دنیا میں پُرامن نظریات کی اتنی تلاش ہے کہ اس سے پہلے اس صدی میں شائد ہی کبھی ہوئی ہو۔ ایک شدید بے چینی دنیا میں پائی جاتی ہے، ایک خوف ہے نامعلوم، مبہم خوف اور بے چینی ہے جو بڑھتی چلی جا رہی ہے، عملاً لوگ تلاش میں ہیں کسی ایسے پیغام کی جو دلوں کو مطمئن کرنے والا ہو جس پر عمل کرنے کے نتیجے میں دنیا میں امن کی ضمانت دی جا سکے۔ اس پہلو سے میں نے دیکھا ہے کہ جو احمدی بھی آپ میں سے یہاں بسنے والی مختلف قوموں سے تعلقات بڑھاتے ہیں ان کا ردّ عمل بہت ہی دلفریب ہوتا ہے۔ دل لبھانے والا ردعمل ہوتا ہے اور اس جلسے کے موقع پر بھی ایسے جتنے دوستوں کو بطور مہمان ہمارے احمدی دوست لے کر آئے ان سے جب گفتگو کا موقعہ ملا، بعضوں سے علیحدہ گفتگو ہوئی تو انہوں نے بے اختیار اس بات کا اظہار کیا کہ ہم نے جماعت میں دلچسپی اس وجہ سے لی ہے کہ یہ شخص جس نے ہمارے ساتھ تعلق باندھا یا جماعت کے بعض لوگوں کو دیکھ کر جن سے ہمارے تعلقات استوار ہوئے ہم نے محسوس کیا کہ اس جماعت میں اخلاق بہتر ہیں اور اس دلچسپی کے بعد جب ہم نے غور سے مطالعہ کیا تو اب ہمیں لگتا ہے کہ

دنیا کے مسائل کا حل اسی جماعت میں ہے

کل ہی ایک روسی جوڑا تھا یا عورت اور مرد تھے الگ الگ، میں نہیں بتا سکتا لیکن اکٹھے آئے تھے ایک دوست کے ساتھ۔ چند منٹوں میں ہی باتوں کے دوران میں نے محسوس کیا کہ وہ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا آپ بتائیے، آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ جن جن روسی علاقوں سے وہ واقف ہیں وہاں شدید خوف اور ہراس اور بے اطمینانی ہے اور اپنے مستقبل کے متعلق

وہاں کا مسلمان نہ صرف بے چین ہے بلکہ کچھ مایوسی کی طرف مائل ہو گیا ہے، اور اُس کے ساتھ اُس کو احساس ہے کہ انصاف کا سلوک نہیں ہو رہا

اس کا کیا حل ہو سکتا ہے

چنانچہ اس موضوع پر جب گفتگو ہوئی تو آٹھ دس منٹ یا پندرہ منٹ کی گفتگو کے اندر انہوں نے برملا کہا کہ ہم اب یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ایک ہی حل ہے کہ وہ سارے لوگ احمدی ہو جائیں، اس کے سوا اور کوئی حل نہیں۔ (نعرے) انہوں نے کہا کہ واقعتاً ہم نے بہت غور کیا اور ہر قسم کے امکانات پر غور کیا لیکن اُن پر عمل ممکن نہیں ہے اور عمل ہو بھی تو لیڈر شپ نہیں ہے۔ آپ کی جماعت میں وہ ساری صلاحتیں موجود ہیں جن صلاحیتوں کے نتیجے میں اگر روسی مسلمان آپ کی جماعت میں شامل ہو جائیں تو ان کے سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں تو

آپ کسی طرح ہم تک پہنچیں، کچھ کریں

یہی آواز بعض دوسری قوموں کے ملنے والوں نے مجھے دی۔ ترکوں نے بھی یہی کہا اور ایرانیوں نے بھی یہی کہا۔ کچھ ایرانی ملنے کیلئے آئے تو انہوں نے بے اختیار ولولے اور جوش کے ساتھ بار بار کہا.. کچھ کریں۔ ہماری خدمتیں حاضر ہیں۔ آپ کا پیغام اتنا حسین ہے آپ کا نظام اتنا اعلیٰ ہے کہ آپ نے کیوں ہمیں محروم رکھا ہوا ہے لکھوکھہا ایرانی یہاں بستے ہیں، آپ ان تک پہنچیں اور جس حد تک ممکن ہے، ہم اپنے خدمات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تو اتنے پیاسے دنیا میں پھر رہے ہیں اور آپ میں سے ہر ایک ان کی پیاس بجھانے کی استطاعت رکھتا ہے

خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں

کہ اگر آپ سچے احمدی بن جائیں تو آپ میں سے ہر ایک پیاس بجھانے اور دائمی طور پر پیاس بجھانے کے چشمے کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ (نعرے)

میں نے احتیاط تو پوری کی تھی لیکن انسان ہوں، بے اختیاطیاں ہو جاتی ہیں۔ خیر آپ کا بھی حق ہے۔ آپ کا بھی دل کا، گرمیٔ خون کا تقاضا ہے کہ کبھی کبھی نعروں کا موقعہ مل جائے۔ لیکن یہ باتیں ایسی ہیں جن کو غور سے دل نشیں کرنے کی ضرورت ہے اس نعرے کے جوش کو دائمی نقوش میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے نعرے کی آوازیں تو چند لمحوں کیلئے فضا کو تھرتھرائیں گی اور پھر خاموش ہو جائیں گی۔ لیکن ان باتوں کے نتیجے میں اگر یہ آپکے دل پر نقش ہو جائیں تو آپکے کردار میں ہمیشہ کیلئے ایسی فعال قوتیں پیدا ہو جائیں گی جو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ روحانی انقلاب برپا کریں گی جن کیلئے آج جماعت احمدیہ کو پیدا کیا گیا ہے اور اس جماعت کے سوا اور کوئی دنیا میں جماعت نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتنی سچی اور کتنی پیاری بات کہی کہ

تم خدا کی وہ آخری جماعت ہو، جس کے ساتھ تمام دنیا کی امیدیں وابستہ کر دی گئی ہیں۔ آج تم ہو جس کے ذریعے روس کے ریت کے ذرے ایسا چمک سکتے ہیں کہ آسمان کے ستاروں کی طرح چمکنے لگیں۔ اگر تم نے اپنی رحمت اور اپنی نعمت اور اپنی برکتوں کے قدم سے ان کے نصیب بیدار نہ کیے تو وہ ریت کے ذروں کی طرح اسی طرح فرشوں پر پڑے رہ جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً یہ بتایا گیا ہے، یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ آپ اپنی جماعت کو روس میں ریت کے ذروں کی طرح پھیلے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ پس جب میں یہ بات کہتا ہوں تو درست کہہ رہا ہوں۔ وہ ذرے جو ریت کے ذرے ہیں، جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قدموں کی مٹی بن جائیں گے تو زمین کے ذرے نہیں رہیں گے بلکہ آسمان پر چمکتے ہوئے ستاروں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ ان کی پیاس بجھانے کیلئے آپ کو پیدا کیا گیا ہے، آپ کے پاس وہ آسمانی پانی موجود ہے کیوں اسے اپنے تک محدود رکھے ہوئے ہیں۔ اتنے Ethnic گروپس جرمنی میں موجود ہیں، اتنی متفرق قومیں یہاں موجود ہیں کہ آپ کیلئے زمین تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کے چاروں طرف یہ زمینیں موجود ہیں جو پانی مانگ رہی ہیں۔ اگر آپ سب بیدار ہو جائیں، اگر آپ سب اپنی ذمہ داریوں کا شعور حاصل کر لیں، اگر آپ سب پیار اور محبت سے اسلام کا پیغام ان پیاسی روحوں تک پہنچانا شروع کر دیں، اُس اسلام کا پیغام جس کو خدا تعالیٰ نے از سرِ نو اس دنیا میں احمدیت کیلئے زندہ کیا ہے۔ جو درحقیقت حضرت اقدس محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اسلام ہے تو پھر آپ یقین کریں کہ دیکھتے دیکھتے یہاں کایا پلٹنے لگے گی۔ کیوں اپنی اِن چند آوازوں میں ہی نعرے لگاتے ہیں کیوں وہ کوششیں نہیں کرتے کہ سارا نامر باغ ان نعروں سے بھر جاتے جس کی آواز سے جرمنی کے کان کے پردے پھٹنے لگیں۔ اس زور سے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہو جس میں دنیا کی ساری قومیں شامل ہوں۔ کیا مشرقی یورپ کی قومیں اور کیا روس اور مغربی یورپ کی قومیں۔ سارے آپ کے طفیل وہ فیض پا جائیں کہ جو پہلے ریت کے ذرے تھے وہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے روحانی آسمان کے چمکتے ہوئے ستارے بن جائیں۔ آپ جب نعرہ ہائے تکبیر بلند کریں تو آپ کے ساتھ ان کی آوازیں بھی ساتھ شامل ہو جائیں۔ آپ کے دل جب خدا اور رسول کی محبت میں دھڑکیں تو آپ کی دھڑکنوں میں ان کی دھڑکنیں بھی شامل ہو جائیں

کتنا خوبصورت منظر ہوگا

وہ، جب آپ کیلئے جرمن قوم میں اور جرمن قوم سے وابستہ دوسری قوموں

(باقی صد ۵۲)

جماعت احمدیہ جرمنی کا ۱۵ واں عظیم الشان جلسہ سالانہ

بمقام ناصر باغ گروس گیراؤ - یکم تا ۳ جون ۱۹۹۰ء

آنے والی نئی احمدی نسلوں کو سنبھالنے اور تربیت و تبلیغ کے اہم عنوانات پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے پُر معارف خطابات

قریباً دس ہزار احمدیت کے شیدائیوں کی شرکت

"یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ" کے شاندار نظارے

رپورٹ : مکرم شیخ عبدالہادی صاحب

جماعت احمدیہ جرمنی کا پندرہواں جلسہ سالانہ یکم جون ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک بمقام ناصر باغ گروس گیراؤ اپنے روایتی اور خالصتاً روحانی ماحول میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور افتتاحی خطاب سے شروع ہوا۔ اس سے قبل دس ہزار کے قریب احمدیت کے شیدائیوں نے بے مثال جذبۂ شوق و محبت میں محو ہو کر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ سنا اور حضور کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی۔ افتتاحی خطاب کے دوران بھی یہی ماحول برقرار رہا۔ پھر اجتماعی دعا کے بعد پہلے دن کی کارروائی ختم ہو گئی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ احباب جماعت کی اجتماعی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

جلسہ کے دوسرے دن اجلاس اول میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے زنانہ جلسہ گاہ میں عورتوں سے خطاب فرمایا جو کہ مردانہ جلسہ گاہ میں بھی پورے انہماک کے ساتھ سنا گیا۔ اس سے قبل دیگر مقررین نے مختلف تربیتی عناوین پر سیر حاصل اظہار خیال کیا۔ پھر اجلاس دوم میں جرمن مہمانان کرام کیلئے خصوصی نشست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں دیگر معزز مہمانوں کے علاوہ گروس گیراؤ کے میئر نے بھی شرکت کی اور حضور نے انگلش زبان میں

"مشرقی اور مغربی جرمنی کے اتحاد"

کے موضوع پر سیر حاصل اور نہایت محققانہ خطاب فرمایا۔ اس تقریب کے دوران احباب کرام کا جذبۂ شوق و محبت اور جوش ایمان قابل دید تھا اور جلسہ کی فضا اکثر نعرہ ہائے تکبیر سے گونجتی رہی۔ اس پر اثر نشست کے بعد اجلاس سوم میں "سیرت النبی" کے عنوانات پر تین تقاریر ہوئیں اور مقررین نے بہت دلنشیں انداز میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی دوران ایک جگہ سوال و جواب کی ایک اہم نشست میں جرمن اور دیگر قوموں کے معزز مہمانوں کے سوالات کے جوابات نہایت موثر اور دلکش انداز میں دیئے۔

جلسہ کے تیسرے اور آخری دن اجلاس اول میں سلسلہ کے علماء کرام کی تین تقاریر تھیں اور فاضل مقررین نے نہایت محققانہ انداز اور دلنشین پیرایہ میں بعض اہم عناوین پر مفصل بحث کی جسے تمام حاضرین نے پورے انہماک سے سنا۔ اجلاس دوم میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نہایت ہی پر اثر اختتامی خطاب میں جماعت احمدیہ جرمنی کو بعض تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی اور افتتاحی تقریر میں بیان کردہ مضمون کے

بعض دوسرے پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس دلنشیں خطاب کے دوران بھی احباب کرام اکثر اپنے جوش ایمانی کا مظاہرہ نعرہ ہائے تکبیر سے کرتے رہے۔ آخر میں پر سوز اجتماعی دعا کے ساتھ یہ عظیم الشان جلسہ سالانہ نہایت کامیابی کے ساتھ مورخہ ۳ جون ۱۹۹۰ء شام پانچ بجکر پندرہ منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔ فالحمدللہ۔

۱۵ ویں جلسہ سالانہ کی بعض اہم خصوصیات

امسال محض خدا تعالیٰ کے فضل سے قریباً دس ہزار فدائیان احمدیت کی غیر معمولی حاضری، ہر شعبہ کے انتظامی امور میں بہتری پر حضور اقدس کی خوشنودی، خطبہ جمعہ کے علاوہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تین پر معارف خطابات اور نہایت شاندار جرمن نشست میں گروس گیراؤ کے میئر کی شمولیت اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا "جرمن اتحاد" پر انگلش زبان میں ایک خصوصی خطاب۔ یہ سب امور اس جلسہ سالانہ کی اہم خصوصیات میں شامل ہیں۔ یاد رہے کہ پچھلے سال جلسہ سالانہ (احمدیت کی دوسری صدی کا پہلا جلسہ) میں سات ہزار کی حاضری تھی جو کہ اس سے قبل کے جلسوں کے لحاظ سے غیر معمولی حاضری تھی۔ پھر جرمن پروگرام میں جرمن اور غیر جرمن مہمانوں کی تعداد بھی اس دفعہ ۱۵۰ تھی جو کہ پہلے سے بہت زیادہ تھی۔ اس عظیم جلسہ سالانہ کی شاندار کامیابی پر جلسہ سالانہ کی انتظامیہ کمیٹی کے سارے اراکین زیر قیادت مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی، مشنری انچارج مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم اور افسر جلسہ سالانہ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب خالد بمع اپنے نائبین مکرم اسمٰعیل صاحب لوزی، مکرم چوہدری سعید الدین صاحب اور مکرم فلاح الدین خان صاحب سب مبارکباد کے مستحق ہیں فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اس عظیم الشان جلسہ سالانہ کے تینوں دنوں کی مختصر کارروائی درج ذیل ہے۔

یکم جون ۱۹۹۰ء بروز جمعۃ المبارک

اگرچہ احباب جماعت کی آمد صبح ۱۰ بجے ہی سے شروع ہو چکی تھی مگر ۱۲ بجے سے یہ سلسلہ تیز تر ہوتا گیا اور احباب جوق در جوق دعاؤں اور ذکر الٰہی کے پر سوز ماحول میں تشریف لانے لگے۔ سینکڑوں کارکنان ایک نظام کے تحت اس جلسہ کے انتظامات میں ہمہ تن مصروف تھے بعض کارکنان پچھلے کئی ماہ سے جلسہ کی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے اور ان کی محنت اور خدمت کے کامیاب اور خوشکن نتائج صاف اور واضح نظر آ رہے تھے۔ مردانہ جلسہ گاہ کا پنڈال اس دفعہ پہلے سے بہت وسیع اور صاف ستھرا مین سڑک کے بہت قریب نصب تھا۔ ساتھ ہی شعبہ استقبال میں احباب کیلئے رجسٹریشن اور داخلہ کارڈز کی تقسیم کا انتظام تھا۔

مردانہ جلسہ گاہ کا سفید پنڈال نہ صرف یہ کہ باہر سے بہت صاف ستھرا اور خوبصورت دکھائی دیتا تھا بلکہ اس کا اندرونی منظر تو اور زیادہ دلربا اور دلکش تھا۔ اندازاً ۶۰ میٹر طویل اور ۴۰ میٹر عریض یہ پنڈال ایک پر انوار وسعت کا سماں پیدا کر رہا تھا۔ پنڈال کی سفید دیواروں پر اسلامی نعروں سے مزین خوبصورت قطعات، وسیع سبز رنگ کے اسٹیج پر منارۃ المسیح کا خوبصورت سفید ماڈل اور وسیع و عریض فرش پر ہلکے سبز رنگ کی نہایت قرینہ سے بچھائی ہوئی صفیں، یہ سب نظارے ہمارے محنتی کارکنان کی حسن کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت تھے دو بجے بعد دوپہر تک پنڈال حاضرین سے تقریباً بھر چکا تھا اور سب کی نظریں اس چھوٹے اسٹیج کی طرف لگی ہوئی تھیں جہاں حضور نے خطبہ جمعہ اور نماز جمعہ ادا کرنی تھی، سب کے لبوں پر ذکر الٰہی کا ورد تھا۔ اس پُر اثر روحانی ماحول میں پورے دو بجکر دو منٹ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے اور دوسری اذان کے بعد خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور کا خطبہ جمعہ (خلاصہ)

۲ بجکر پانچ منٹ پر حضور نے خطبہ کا آغاز فرمایا: حضور نے

اس خطبہ میں سورۃ رحمٰن کی اِن آیات کی نہایت لطیف تفسیر بیان کی۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ اور فرمایا کہ ان آیات کے مطابق ہر چیز کو فنا ہے مگر ایک چیز ایسی ہے جس کو فنا نہیں اور وہ تیرے رب کا چہرہ ہے جو صاحب جلال ہے اور صاحب اکرام ہے۔ یہ نکتہ قابل غور ہے یہ یہاں خدا کے چہرے کا کیوں ذکر ہے۔ یہ کیوں نہیں ذکر کیا گیا کہ رب کے سوا سب کو فنا ہے؟ "وجہ" کا ایک معنی چہرہ کے ہیں۔ مگر اس کے اصل معنی رضائے باری تعالیٰ کے ہیں۔ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے، وہ سب خدا تعالیٰ کے چہرے ہیں اور اسی کی رضا کے مظہر ہیں، اور وہ سب لافانی ہیں۔

حضور نے مزید فرمایا کہ اس دنیا میں انسان چین کی تلاش میں رہتا ہے مگر رضائے باری تعالیٰ کی راہ سے اکثر انسان غافل ہیں۔ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب کہ ذکر الٰہی کے بغیر کبھی سکون نہیں مل سکتا۔ تسکین کی راہ دراصل بقا کی راہ ہے اور یہ دونوں خدا تعالیٰ سے وابستہ ہیں۔ یورپ کے ترقی یافتہ مگر بے چین لوگوں کے لئے ہمارا یہی پیغام ہے کہ وہ رضائے الٰہی کو اپنا مقصد بنائیں اور ہمارے لئے یہ لازم ہے کہ پہلے ہم 'وجہ ربک' بنیں۔ پھر یورپ کے لوگ ہم سے متاثر ہوں گے۔

جماعت جرمنی کے لئے ایک اہم نکتے کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ خدائی جماعتیں خدا کے شرف اور غلبہ کی خاطر بڑھتی ہیں۔ اگر کوئی ایسا غلبہ ہو جو رضائے الٰہی کے بغیر ہو تو اس غلبہ کی کوئی حقیقت نہیں اس عنوان کا تعلق جماعت جرمنی سے ہے جس کی مالی قربانیاں قابل مثال ہیں مگر عبادات اور رضائے الٰہی کے تعلق میں بہت مراحل باقی ہیں اور تبلیغ کے فن سے واقف نہیں۔ اس لئے تبلیغ کے نتائج بہت معمولی ہیں۔ تبلیغ کا معیار اور

راز صاحبِ خدا ہونے میں ہے۔ اہل علم ہونا ضروری نہیں، اہل خدا ہونا ضروری ہے۔ اہلِ خدا احمدی کے بنائے ہوئے احمدی بھی اصلی اور حقیقی احمدی ہوں گے، اسی لئے اہلِ خدا بنیں خدا تعالیٰ سے مستقل تعلق قائم کریں۔ گاہے بہ گاہے ایمان کی جھلک کافی نہیں۔ دائمی تعلق کی ضرورت ہے۔ اپنے وجود پر خدا کو غالب آنے دیں پھر آپ کا وجود سب پر غالب آئے گا۔

تقریباً تین بجے یہ پر معارف خطبہ جب ختم ہوا تو بلا مبالغہ ایسا معلوم ہوا کہ روحانی سرور کے ایک عجیب وغریب عالم سے سب حاضرین جلسہ لطف اندوز ہو رہے ہوں ایسا روحانی سرور جس کا تعلق دائمی تسکین یعنی رضائے باری تعالیٰ سے ہے اور جو صرف اہل خدا لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

حضور کا افتتاحی خطاب (خلاصہ)

: نماز جمعہ کے بعد تین بجکر ۳۵ منٹ پر حضور انور نے لوائے احمدیت اور جرمنی کے پرچم لہرانے کی رسم ادا کی۔ نہایت خوبصورتی اور قرینہ سے سجائے ہوئے اسی پلیٹ فارم پر ان تمام ممالک کے پرچم بھی لہرا رہے تھے جہاں سے جماعت احمدیہ کے نمائندے اس جلسہ سالانہ میں شمولیت کی خاطر تشریف لائے تھے۔ تین بجکر چالیس منٹ پر حضور انور جلسہ کے مردانہ پنڈال کے سبز رنگ کے وسیع اسٹیج پر تشریف لائے اور کرسئی صدارت پر رونق افروز ہوئے اور معاً بعد تلاوت قرآن کریم کا آغاز ہوا مکرم حافظ مبارک احمد صاحب نے سورۃ الفرقان کی آیات تبٰرَكَ الَّذِی جَعَلَ فِی السَّمَاءِ بُرُوجًا ... بہت خوش الحانی سے تلاوت کیں اور اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔ مکرم رشید راشد صاحب نے جرمن ترجمہ پیش کیا۔ اور مکرم خالد محمود صاحب نے درثمین میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام ؏ کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا نہایت خوش الحانی سے سنایا جس کے دوران فضا اکثر نعرہ ہائے تکبیر سے گونجتی رہی۔

ٹھیک ۴ بجے حضور اقدس افتتاحی خطاب کیلئے منارۃ المسیح کے سفید ماڈل کی خوبصورت محراب میں تشریف لائے تو پورا پنڈال پُر شوق حاضرین سے بھر چکا تھا، اور اسٹیج کے بائیں طرف ساری کرسیوں پر جرمن اور دیگر مہمان بھی تشریف فرما تھے جن کی تعداد ۵۰ کے قریب تھی۔ جہاں جرمن، انگلش اور بعض دیگر زبانوں میں ترجمہ کا انتظام تھا۔

اپنے افتتاحی خطاب میں حضور انور نے سب سے قبل اپنے ۳۱ جون کے جلسہ گاہ کے معائنہ کے بعد کے تأثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر شعبہ میں انتظامی امور پہلے سے بہتر ہیں اور نظم و نسق بھی پہلے سے بہتر ہے۔ اس کے بعد حضور نے "حیا" کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ حیا اور تربیت کا گہرا تعلق ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیا پر بہت زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ الحیاءُ خیرٌ کلّہ۔ اگر حیا مٹ جائے تو کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ انسان سے حیا کے بغیر خدا سے حیا بھی نہیں ہوتا۔ حیا کیلئے شعور ضروری ہے اور اجنبی نظر سے حیا بہت ضروری ہے اور حیا کے ساتھ غیرت کی بھی ضرورت ہے۔ دنیا کے ہر کونہ میں ہم اسلام کے نمائندہ ہیں اور ہر آنکھ ہمیں دیکھتی ہے۔ جو شخص بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔ بالکل اسی طرح جو بندوں کے سامنے حیا نہیں رکھتا وہ خدا کے سامنے بھی حیا نہیں رکھتا اور جس کو خدا سے حیا نہ رہے وہ تیزی سے گناہوں میں ترقی کرتا ہے۔ ہمارے ہر فعل میں حیا کا پہلو کارفرما ہونا ضروری ہے۔ ہماری نظر میں، ہماری زبان میں، ہماری گفتگو میں، سب میں حیا بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے منظوم کلام میں اظہار تشکر کے طور پر ... سُبحان من یّرانی کا ذکر بار بار دہرایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ کیلئے ہمیں دیکھ رہی ہے۔ اگر ہم خوف یا طمع کی حالت میں بھی خدا سے حیا رکھیں تو پھر ہمیں کسی مربی کی ضرورت نہیں۔

حضور کا یہ پر معارف خطاب چار بجکر چالیس منٹ پر ختم ہوا اور حاضرین جلسہ پورے انہماک اور جوش و محبت کے عالم میں ان پر اثر نصائح سے مستفیض ہوتے رہے۔ اسی روحانی وجد کے عالم میں جلسہ کے پہلے دن کی کارروائی ختم ہوئی۔

۲ رجون سنہ ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ

اجلاس اوّل : آج جلسہ کے پہلے دن کے برعکس موسم ابر آلود تھا اور وقفوں کے ساتھ بارش بھی تیزی سے ہوتی رہی۔ اسی لئے اجلاس اول کی کارروائی پندرہ منٹ لیٹ شروع ہوئی اور شروع میں حاضرین جلسہ بھی بہت کم تعداد میں تھے۔ مکرم محترم مسعود احمد صاحب جہلمی مشنری انچارج سوئٹزرلینڈ کی زیر صدارت ۹ بجکر ۴۵ منٹ پر تلاوت قرآن کریم سے اجلاس اوّل کا آغاز ہوا جو کہ مکرم حافظ مبارک احمد صاحب ناصر نے کی۔ ۹ بجکر ۵۰ منٹ پر مکرم سید افتخار احمد صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ؏

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا

خوش الحانی سے سنایا۔ اجلاس اول کی پہلی تقریر مکرم عبدالمومن صاحب طاہر مبلغ سلسلہ (ایڈیٹر التقویٰ) نے "تربیتِ اولاد" کے موضوع پر کی۔ چھپے ہوئے پروگرام کے مطابق یہ تقریر مکرم مبارک احمد صاحب ساقی نے کرنی تھی مگر وہ بعض ناگزیر مصروفیات کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے۔ فاضل مقرر نے تربیت اولاد کے گُر بیان کرتے ہوئے والدین کے حقوق اور بچوں کے حقوق اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کئے اور تربیت اولاد کے سلسلہ میں ان کی اہمیت بہت ہی سبق آموز واقعات کے ذریعہ بیان کی۔ پھر بچوں کیلئے والدین کا اعلیٰ نمونہ بنیادی اخلاق کی پابندی اور نمازوں کا قیام، یہ سب اہم امور تربیت

اولاد کے گُر کے طور پر بیان کئے جو کہ حاضرین جلسہ نے پورے انہماک سے سنے۔ ۱۰ بجکر ۲۲ منٹ پر جب یہ تقریر ختم ہوئی تو پنڈال میں حاضری میں خاطر خواہ اضافہ ہو چکا تھا اور بارش کے باوجود جوق در جوق احباب کرام تشریف لا رہے تھے۔ ۱۰ بجکر ۲۵ منٹ پر مکرم بلال داؤد صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ؎ نُور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا

خوش الحانی سے سنایا۔ بعد ازاں جماعت سٹی فرانکفرٹ کی طرف سے حسن کارکردگی کے مقابلہ میں اوّل (حلقہ روڈل ہائم)، دوم (حلقہ آفن باخ)، اور سوم (حلقہ لونامیس) آنے والے صدران کو انعامات کیے گئے۔

۱۰ بجکر ۳۵ منٹ پر مکرم و محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے جرمن زبان میں "اِسلامی عائلی زندگی کے تقاضے" کے موضوع پر اپنی تقریر کا آغاز کیا جس کا اردو ترجمہ مکرم عبدالرحیم احمد صاحب نے پیش کیا۔ محترم امیر صاحب نے اسلامی تعلیمات کے مطابق شادی کے اصل مقاصد، میاں بیوی کے فرائض ایک دوسرے کیلئے اور والدین کے فرائض اولاد کے لیے۔ نہایت سادہ اور آسان فہم طریقہ پر بیان کیے۔ پھر پاکستانی ماحول اور مغربی معاشرے کے ماحول میں فرق کو کھول کر بیان کیا اور اس فرق کے جو منفی اثرات پڑتے ہیں ہمارے بچوں پر اور ان منفی اثرات کو بخیر و خوبی ختم کرنے کیلئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ ان سب اہم امور پر سیر حاصل بحث کی۔ خاص طور پر جرمنی میں والدین کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی معمول کی سرگرمیوں سے باخبر رہیں اور ان کے مسائل پر کھل کر اور بے تکلفی مگر حکمت کے ساتھ گفتگو کریں۔ جنسی اور عام موضوعات پر ان کے سوالات پر خاموش نہ رہیں بلکہ کھل کر اور حکمت کے ساتھ ان کی راہنمائی کریں تاکہ جرمن معاشرہ کا گند ان پر منفی اثرات نہ ڈال سکے۔ پھر بچوں کو دلائل اور پیار کے ساتھ سمجھائیں اور ان کی تربیت کریں اور ان کو نظم و ضبط سکھائیں۔ جرمن معاشرہ کی جو خوبیاں ہیں ان کو اپنائیں اور جو برائیاں ہیں ان سے خود بھی بچیں اور اپنے بچوں کو بھی بچائیں۔ پھر عورتوں کیلئے پردہ کے نظام پر قائم رہنا ضروری ہے اور مخلوط تقاریب اجتناب بھی ضروری ہے آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کیا کہ خیرکم خیرکم لاھلہ کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کیلئے بہتر ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات میں لڑائی جھگڑوں سے بچیں اور دوسروں کی خوبیاں دیکھیں اور اپنی برائیوں پر نظر رکھیں، جھگڑے خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ اس طرح آپ کے وجود سے لوگ خوش ہوں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت جرمنی کی انتظامی امور کے سلسلہ میں جو تعریف فرمائی ہے اس پر مطمئن ہو کر نہ بیٹھ جائیں بلکہ مزید کوشش کریں۔ ۱۱ بجکر ۳۰ منٹ پر امیر صاحب کی تقریر ختم ہوئی۔ صاحب صدر نے آپ کی تقریر میں بیان کردہ امور کی افادیت اور اہمیت، خاص طور پر جماعت جرمنی کے لیے، بیان کی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا عورتوں سے خطاب (خلاصہ)

۱۱ بجکر ۴۷ منٹ پر حضور کی تقریر عورتوں کے پنڈال سے ریلے کی گئی، جو کہ پورے انہماک کے ساتھ مردوں کے پنڈال میں بھی سنی گئی۔ حضور نے فرمایا کہ عرب ممالک میں تیل کی دریافت سے قبل کے زمانہ میں، جبکہ عربوں کو روزی کمانے کی فکر تھی صرف اور صرف جماعت احمدیہ نے ایک طویل جدوجہد کے ذریعے یورپ اور امریکہ میں اسلام کا بہترین تعارف کروایا۔

اس وقت عرب حکومتیں تیل کی دولت کا ایک حقیر حصہ اسلام کے نام پر خرچ کرتی ہیں مگر یہ حقیر حصہ جماعت احمدیہ کی مالی پوزیشن کے مقابلہ میں بہت بڑی دولت ہے کیونکہ جماعت احمدیہ کی معاون کوئی حکومت نہیں۔ عرب حکومتیں صرف ان تنظیموں کی مدد کرتی ہیں جو ان حکومتوں کے حق میں پراپیگنڈہ کرتی ہیں۔ اس طرح عقائد کی تفاصیل کا لوگوں کو علم نہیں ہوتا۔ ہاں ان ملکوں کی مخصوص پالیسیوں کا علم ہو جاتا ہے جن کے لیے تنظیمیں اسلام کے نام پر کام کرتی ہیں۔ البتہ ایران نے روپیہ بھی خرچ کیا اور شیعہ عقائد بھی بتائے۔ اس ماحول میں جماعت احمدیہ کی اصل اسلامی تبلیغ کی طرف لوگوں کا رجحان کم ہو گیا کیونکہ اب اسلام صرف مالی امداد ملنے پر منحصر ہو گیا ہے۔ جماعت احمدیہ کہتی ہے کہ مسلمان بنو اور قربانی کرو۔ مالی بھی اور جانی بھی۔ عرب دنیا کہتی ہے ہمارے ساتھ ہو جاؤ تو تمہیں مالی امداد ملے گی۔ پہلے جماعت احمدیہ اکیلی تھی تبلیغ کے میدان میں اس وقت اسلام کے نام پر کوئی بھی رقم دینے والا نہ تھا۔ وہ ایسا زمانہ تھا جب احمدی عورتوں نے اسلام کی تبلیغ کی خاطر اپنے خاوندوں کی طویل جدائی برداشت کی۔ قومیں قربانی پیش کرنے کے بغیر ترقی نہیں کر سکتیں۔ دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی آئے جنہوں نے اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں لٹا دیا اور لوگوں کو بھی قربانی پر آمادہ کر لیا۔ جماعت احمدیہ نے بھی گذشتہ سو سال میں ان قربانیوں کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ اب ہماری عورتوں نے اگلی صدی میں اس سے بڑھ کر قربانیوں کا نمونہ پیش کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں تربیت کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ امریکہ اور انگلینڈ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بعض انگریز احمدی ہوئے تھے مگر وہ اپنی اولاد کو احمدیت پر قائم نہ رکھ سکے۔ انگلستان میں ایک مبلغ کے دور میں ۱۰۰ تک احمدی انگریز تھے۔ مگر رفتہ رفتہ تربیت کی کمی کی وجہ سے ان کے خاندان احمدیت سے دور ہو گئے اور ان کی اولادیں عیسائی ہو گئیں۔ اگرچہ اب صورتحال کچھ بہتر ہوئی ہے۔

ایک امید کی سرزمین جرمنی کی سرزمین ہے اس میں ایک خوبی ہے یک دم مذہب اختیار نہیں کرتے اگر کریں تو کماحقہٗ اختیار کرتے ہیں۔ ان کو سنبھالنا جماعت اور لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داری ہے۔ اس سلسلہ میں ہماری اپنی تربیت کی ضرورت ہے یورپ کے نئے ماحول میں اپنی اولادوں کی حفاظت ضروری ہے اور ان سے رفاقت

ضروری ہے۔ یورپ کے اس ماحول میں بچے والدین سے بے پرواہ اور والدین بچوں سے بے پرواہ ہیں۔ ہم نے اپنی حفاظت کے ساتھ ساتھ اس گندے معاشرے کی اصلاح کرنی ہے۔ اس تربیت کے سلسلہ میں ہماری طرزِ گفتگو بہت بڑا کردار ادا کرے گی۔ نرم اور ملائم گفتگو کو اپنا شعار بنالیں۔ آپس میں جھگڑوں اور سخت گفتگو سے بچیں اور اسلامی گھر بنائیں۔

۱۲ بجکر ۴۵ منٹ پر حضور کا یہ پُراثر خطاب ختم ہوا جس کو سب حاضرین، عورتوں اور مردوں نے پوری توجہ اور انہماک سے سُنا۔ دونوں پنڈال حاضرین سے بھرے ہوئے تھے اور غیر از جماعت مہمانوں سے بھی ساری کرسیاں بھری ہوئی تھیں۔ جہاں جرمن، انگلش اور دیگر زبانوں میں ترجمہ کا بھی انتظام تھا۔ حضور کی اس اہم تقریر کا عنوان بلاشبہ "نئی آنے والی احمدی نسلوں کو سنبھالنا" تھا۔

جرمن پروگرام (اجلاس دوم)

ظہر اور عصر کی نمازوں کے بعد ۳ بجکر ۴ منٹ پر اجلاس دوم کی کارروائی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیرِ صدارت شروع ہوئی۔ اس پروگرام کی اہمیت کے پیشِ نظر مردانہ جلسہ گاہ کا پنڈال جلد ہی پرشوق سامعین سے بھر گیا۔ ادھر جرمن اور دیگر مہمانانِ کرام سے بھی ساری کرسیاں جلد ہی بھر گئیں جو کہ اسٹیج کے دونوں طرف قرینہ سے رکھی ہوئی تھیں۔ حضور کے ساتھ دو معزز جرمن مہمان بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک HERR MANFERD HOLL میئر گروس گیراؤ تھے اور دوسرے HERR BALDEN SCHMITT تھے جو کہ انتظامیہ علاقہ گروس گیراؤ کے سیکنڈ چیرمین تھے۔

۳ بجکر ۴۲ منٹ پر مکرم فلاح الدین صاحب نے خوش الحانی سے تلاوت قرآن کریم کی یا ایھا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قومٍ' اور جرمن ترجمہ مکرم طارق حبیب صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم ہدایت اللہ صاحب ہیوبش نے خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے بارہ میں جرمن زبان میں نظم سنائی جس میں

لا آلہ الّا اللہ

کا بار بار وِرد تھا جسے آپ نے نہایت پرسوز وجد کے عالم میں گایا اور سارے احباب بھی ساتھ ساتھ اسی شوق و محبت سے دہراتے رہے اور فضا اکثر نعرہ ہائے تکبیر سے گونجتی رہی۔ بعد ازاں مکرم ہدایت اللہ صاحب ہیوبش کے چھوٹے بچوں نے (جن کی تعداد ۴ تھی) نہایت دلربا اور پیارے انداز میں جرمن زبان میں اسلامی گیت سناتے اور اس جوش و خروش کے ساتھ سنائے کہ اسلامی نعروں سے پنڈال کی فضا کئی بار گونجتی رہی۔ سب حاضرین اس نئی آنے والی جرمن احمدی نسل کے اسلامی گیتوں کو کمال شوق و محبت اور رشک کے ساتھ سنتے رہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگلش زبان میں دونوں مہمانانِ خصوصی کا تعارف کرایا

پہلے HERR SCHMITT نے پانچ منٹ کیلئے حاضرین سے خطاب کیا اس کے بعد HERR HOLL میئر گروس گیراؤ نے بھی پانچ منٹ کیلئے خطاب کیا۔ بعد ازاں محترم امیر صاحب جرمنی نے حضور اقدس کا مختصر تعارف جرمن زبان میں کروایا اور آپ کے مختصر حالات زندگی بیان کئے۔

حضور انور کا خطاب (خلاصہ)

۴ بجکر ۲ منٹ پر حضور کا خطاب شروع ہوا جس کا عنوان تھا "جرمنوں کا دوبارہ اتحاد"۔ سب سے پہلے آپ نے دونوں خصوصی مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ سلمان رشدی کے مسئلہ کے دنوں میں سارے یورپ میں مسلمانوں کے خلاف جذبات پائے جاتے تھے۔ مگر گروس گیراؤ کے حکام نے ہمیشہ دوستانہ سلوک کیا۔

پھر حضور نے اصل خطاب کو شروع کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے چرچل کی اس کتاب کو پڑھ کر جو کہ اس نے جنگ عظیم دوم کے بارے میں لکھی تھی۔ اصل حقیقت کو سمجھا کہ جرمنی کو کیوں تقسیم کیا گیا تھا۔ یورپ کے حکام نے امریکہ کے صدر روزویلٹ کو سمجھایا کہ جرمن قوم بہت طاقتور قوم ہے اس لئے اس کو تقسیم کر دیں۔ یہ ایک سازش تھی مگر اس کو ایک سازش کے طور پر نہیں بلکہ اس وقت کے مسائل کے حل کے طور پر پیش کیا گیا۔ حضور نے مزید فرمایا کہ جرمنی نے ہماری جماعت کی بہت مدد کی ہے اس لئے ہم نے ہمیشہ دعا کی کہ خدا تعالیٰ اس قوم کو ترقی دے اور اس کے لئے بہتری کے سامان پیدا فرمائے اور ہم سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو قبول کیا۔ ہم کمزور ہیں مگر ہم نے دعاؤں میں کمزوری نہیں دکھائی۔

دیوار برلن کو گرائے جانے کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ میں نے نوٹ کیا ہے کہ یورپ کے لیڈر اس واقعہ پر خوش تو ہیں مگر اندر سے اتنے خوش نہیں۔ یہ ایک بہت اہم تاریخی واقعہ ہے۔ اس پر اچھی طرح غور کرنا چاہیئے کہ مستقبل میں اس واقعہ کے کیا اثرات و خطرات ممکن ہو سکتے ہیں۔ اس واقعہ کے کیا محرکات تھے؟ کچھ کہتے ہیں کہ یہ کمیونزم کی ناکامی ہے اور سرمایہ داری نظام کی فتح ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ ہمیں ان سارے محرکات کا جائزہ بہت احتیاط سے لینا چاہیئے۔

مشرقی یورپ کے انقلابات کی دو اہم وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ انفرادی آزادی کا فقدان اور اجتماعی پابندیوں کی کثرت ہے اور دوسری وجہ حکومتی اداروں کی مالی نظام پر اجارہ داری ہے۔ ان دونوں وجوہات کی وجہ سے ہر شخص بے قرار اور بے چین ہو گیا اور لوگوں کی بغاوت کے خطرہ کو طاقت کے ساتھ دبایا گیا۔ مگر اس کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ انفرادی آزادی کے فقدان نے عوام میں INCENTIVE ختم کر دیا اور اسی وجہ سے مالی نظام آہستہ آہستہ روبہ تنزل ہونے لگا اور کمیونسٹ سوسائٹی کو قائم رکھنے کیلئے فوج کا سہارا لینا پڑا۔ پھر جو لوگ اس نظام کو چلا رہے تھے وہ خود غرض ہو گئے دو دھڑے پیدا ہو گئے۔ حکومتی پارٹی فوج کے ساتھ مل کر

سرمایہ داروں کا رول ادا کرنا شروع کر دیا اور عوام محروم ہو گئے۔ اس وجہ نے اس نظام کو مکمل طور پر ناکام کر دیا۔

سرمایہ داری نظام کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ حالیہ انقلابات کو سرمایہ داری نظام کی فتح قرار دینا درست نہیں۔ یہ لوگ پہلے سرمایہ داری نظام سے بھاگے تھے اب کمیونزم سے بھاگے ہیں۔ یہ واقعات دونوں نظام کی ناکامی کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ ایسٹ ممالک کے لوگ مغربی بلاک کے پراپیگنڈہ کی وجہ سے خوابوں کی دنیا میں رہنے لگے اور ضرورت سے زیادہ غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے۔ حالانکہ مغربی دنیا میں بھی صرف سرمایہ دار لوگ ہی عیش کرتے ہیں۔ یہ صورت حال یورپ کے امن کے لیئے خطرناک ہے۔ خاص طور پر ایسی صورت میں جب کہ ان لوگوں کے خواب پورے نہ ہوں۔

جرمن اتحاد کے فوراً بعد اس کی مالی حالت وقتی طور پر کچھ خراب ہو گی مگر آخر کار زبردست ترقی کریگی جسکی وجہ سے یورپ کے دوسرے ممالک میں حسد کا جذبہ پیدا ہو گا۔ روس کے صدر گورباچوف اگر اپنے اندرونی مختلف قوموں کے مسائل حل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے اور خود قائم نہیں رہتے تو پھر جرمن اتحاد پر منفی اثرات پڑیں گے اور دنیا میں بہت زیادہ گڑبڑ ہونے کا امکان ہے۔ اگر گورباچوف قائم رہتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں تو اس صورت میں جرمنی اتحاد کا مستقبل روشن ہو گا، اور اٹامک اسلحہ میں کمی ہو گی۔ روس کو عام اسلحہ میں فوقیت حاصل ہے مگر اتنی بڑی فوج رکھنی مشکل ہو گی اور اس کو ختم کرنے کی صورت میں بے شمار فوجی بے کار ہو کر نئے نئے مسائل پیدا کریں گے۔ ان حالات میں افریقہ اور ایشیا کے لوگوں پر سختیاں آئیں گی اور جنگیں ہونے کا خطرہ پیدا ہو گا۔

آخر میں حضور نے جرمن قوم کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اب جرمن قوم کو خدا تعالیٰ نے پھر یہ موقعہ دیا ہے کہ وہ ثابت کرے کہ اس کا اتحاد منفی نتائج پیدا نہیں کرے گا بلکہ افریقہ کی کماحقہٗ مدد کر کے وہاں بھوک کا مسئلہ ختم کرے گا۔ یورپ کے لوگ افریقہ کی کماحقہٗ مدد نہیں کر رہے۔ احمدی دعا کریں کہ جرمنی سابقہ غلطیاں نہ کرے بلکہ دنیا میں زندگی کا معیار بہتر کرنے کا رول ادا کرے گا۔

۵ بجکر ۲۰ منٹ پر حضور کا یہ پر مغز مقالہ ختم ہوا جسے سارے حاضرین جلسہ اور غیر از جماعت مہمانانِ کرام خاص طور پر جرمن مہمانوں نے بہت غور سے سنا۔ اس کے بعد مہمانانِ کرام جلسہ کے پنڈال سے باہر ایک الگ سوال و جواب کی نشست میں شرکت کے لیئے تشریف لے گئے۔ جہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ازراہِ شفقت شمولیت کی۔ اس نشست کی تفصیلی کاروائی انشاء اللہ علیحدہ شائع کی جائے گی۔

سیرت النبی سیشن (اجلاس سوم)

اس اجلاس کی صدارت

محترم بشیر احمد صاحب رفیق سابق امام مسجد فضل لندن نے فرمائی۔ ۵ بجکر ۲۵ منٹ پر حافظ انور پاشا صاحب نے سورۃ فتح کے آخری رکوع ھو الّذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق ... کی آیات خوش الحانی سے تلاوت کیں۔ مکرم محمد یاسین صاحب نے درثمین میں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاکیزہ منظوم کلام

ع وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد اجلاس سوم کی پہلی تقریر "صحابہ کا عشقِ رسول" کے عنوان پر مکرم مسعود احمد خان صاحب دہلوی نے کی۔ بعد ازاں مکرم صلاح الدین صاحب نے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی کی نظم ع

بدرگاہِ ذی شانِ خیر الانام

خوش الحانی سے سنائی۔ دوسری تقریر مکرم زبیر احمد صاحب نے "انّک لعلیٰ خلق عظیم" کے عنوان پر کی۔ پھر مکرم مقبول احمد صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ نظم سنائی

اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر مکرم بشارت احمد صاحب محمود مبلغ سلسلہ نے "شان خاتم النبیین از روئے تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام" کے موضوع پر کی۔ اس طرح شام ۷ بجکر ۱۰ منٹ پر یہ اہم اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

۳ جون ۱۹۹۰ء بروز اتوار

اجلاس اوّل : مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مشنری انچارج جرمنی کی صدارت میں ۹ بج کر ۴۵ منٹ پر اجلاس اوّل کا آغاز ہوا۔ اور مکرم بشارت احمد صاحب محمود مبلغ سلسلہ نے سورۃ انعام کی یہ آیات قل تعالوا اتل ما حرّم ربّکم علیکم... نہایت خوش الحانی سے تلاوت کیں۔ کل کی طرح آج بھی اجلاس اول کے آغاز میں حاضرین بہت تھوڑی تعداد میں موجود تھے مگر مزید احباب کی آمد جاری تھی۔ بعد ازاں مکرم اسد اللہ خان صاحب نے سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رض کا منظوم کلام ع

کیا التجا کروں کہ مجسّم سوال ہوں

خوش الحانی سے سنایا۔ ۹ بجکر ۵۸ منٹ پر مکرم ڈاکٹر عبد الغفار صاحب نے "ظہور مہدی و موعود اقوام عالم" کے عنوان پر اپنی تقریر کا آغاز کیا۔ آپ نے بیان کیا کہ آخری زمانہ کے فتنہ دجّال کے بارہ میں ہر قوم میں پیشگوئیاں موجود ہیں۔ پھر احادیث میں ظہورِ مہدی کے زمانہ کی علامات بکثرت بیان کی گئی ہیں جن کی تشریح کئی ایک بزرگان دین خاص طور پر حضرت ملا علی قاری رض اور حضرت شاہ ولی اللہ نے فرمائی ہے اور تیرہویں صدی کو ظہور مہدی کا زمانہ قرار دیا ہے۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دعویٰ کے وقت فرمایا کہ تمام علامات ظہور مہدی اور مسیح کی پوری ہو چکی ہیں۔ فاضل مقرر نے ظہورِ مہدی کی جگہ کے بارہ میں احادیث اور دیگر مذہبی کتب کے بہت نادر حوالے پیش کیئے۔ پھر خسوف و کسوف کے نشان کا خاص طور پر ذکر کیا اور بتایا کہ حضرت اقدس کے دعویٰ پر علماء اعلان کرتے پھرتے تھے کہ خسوف و کسوف کا نشان ظہور پذیر نہ ہوا اور ۱۸۹۴ء میں یہ نشان ظہور پذیر ہو گیا تو علماء کہنے لگے یہ حدیث ضعیف ہے۔ مگر جب خدا

نے اس کی سچائی ظاہر کر دی تو ہم اسے کیسے ضعیف کہہ سکتے ہیں۔

۱۰ بجکر ۴۴ منٹ پر جب یہ بہت ہی مفید تقریر ختم ہوئی تو حاضرین کی تعداد پہلے سے کافی بڑھ چکی تھی اور مزید احباب جوق در جوق آ رہے تھے۔ اسی تقریر کے دوران ہی صاحبِ صدر مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم جب عورتوں کے پنڈال میں تقریر کے لئے تشریف لے گئے تو صدارت مکرم اسلم جاوید صاحب نے کی۔

پھر مکرم رفیق شاکر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا تازہ کلام

ہم دشتِ طلب میں جا بجا بادلوں کے ہیں حل پڑے

خوش الحانی سے سنایا۔ ۱۰ بجکر ۵۴ منٹ پر مکرم بشیر احمد خان صاحب رفیق ایڈیشنل وکیل التصنیف نے "کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن اخذھا حیث وجدھا" کے عنوان پر اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے بتایا کہ میری تقریر کا عنوان درحقیقت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حکمت اور دانائی کی بات تو مومن کی اپنی ہی کھوئی ہوئی چیز ہوتی ہے، اسے چاہیئے کہ جہاں بھی اسے پائے، لے لے، کیونکہ وہی اس کا بہترین حقدار ہے۔ اس موضوع پر گفتگو کرنے سے قبل آپ نے احادیث کی اہمیت اور ان پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت بیان کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بارہ میں یہ قول دہرایا کہ مجھے دیگر انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے اور ان باتوں میں سے پہلی بات یہ بتائی کہ میں جوامع الکلام ہوں۔ یعنی میری بات باوجود مختصر ہونے کے جامع ہوتی ہے۔ فاضل مقرر نے حدیث زیرِ بحث (جو کہ ترمذی میں درج ہے) کا مفہوم یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام علوم و معارف جمع کر دیے ہیں جو کہ ایک حسین اور پرامن معاشرہ کی تعمیر کیلئے ضروری ہیں۔ اس لئے علم و حکمت کی بات جہاں بھی نظر آئے اس کا بیج دراصل اسلام میں ہوتا ہے خواہ ہمیں اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ آج یورپ میں جو بھی اچھی بات ہمیں نظر آتی ہے وہ اسلام نے آج سے پندرہ سو سال بتائی تھی۔ فاضل مقرر نے کئی ایک خوبیوں کی مثال دی جو مغربی معاشرہ میں نظر آتی ہیں اور جن کے بارہ میں بہت اعلیٰ اسلامی تعلیم موجود ہے۔ مگر افسوس اس امر کا ہے کہ ہم نے ان خوبیوں کو کما حقہ نہیں اپنایا۔ مغربی معاشرہ میں انفرادی طور پر جھوٹ سے اجتناب کیا جاتا ہے اگر قومی طور پر جھوٹ بولتے ہیں۔ مگر قرآن مجید نے انفرادی اور اجتماعی دونوں جھوٹوں کی مذمت کی ہے۔ پھر امانت و دیانت اور پابندیٔ وقت اور صفائی کے بارہ میں بھی بہت اعلیٰ اسلامی تعلیم آج سے پندرہ سو سال پہلے بتائی گئی تھی۔ آج یہ خوبیاں یورپ میں ہمارے مقابلہ میں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں مگر ایک زمانہ تھا جب مسلمانوں میں تو یہ خوبیاں موجود تھیں مگر مغرب میں ناپید تھیں۔ جب مسلمان ہسپانیہ پہنچے تو ان کے خلیفہ نے ایک جنرل کو انگلستان بھجوایا تاکہ رپورٹ کریں کہ اس کو کیسے فتح کیا جائے۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ انگلستان کو فتح کر کے ہمارے لئے مشکلات ہوں گی کیونکہ یہ لوگ خود بھی اور ان کا رہن سہن بھی بہت گندا ہے اور ان کو صاف ستھرا کرنے پر بہت زیادہ سرمایہ کی ضرورت ہوگی۔ یہ نہایت ہی مفید اور پراثر تقریر ۱۱ بجکر ۱۸ منٹ پر ختم ہوئی۔

اس کے بعد مکرم حامد محمود ذیشان صاحب نے مکرم ڈاکٹر وسیم احمد صاحب طاہر کی ایک نظم

یہ عہد لیا ہے ہم سب سے محبوب ہمارے آقا نے

بہت خوش الحانی سے پڑھی۔ کیونکہ اس نظم میں ان پانچ بنیادی اخلاق کا ذکر ہے جن کی طرف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں توجہ دلائی ہے، اور پھر اگلی تقریر کا عنوان بھی یہی تھا اس لئے حاضرین جلسہ نے اسے بہت پسند کیا اور فضا اسلامی نعروں سے گونج اٹھی۔

۱۱ بجکر ۲۸ منٹ پر اجلاس اول کی آخری تقریر "پانچ بنیادی اخلاق" کے موضوع پر مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم مشنری انچارج جرمنی نے شروع فرمائی۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز قرآن مجید کی اس آیت سے کیا: وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ (الذّٰریٰت: ۵۶)۔ اس آیت میں یہ سنہری قرآنی ارشاد ہے کہ نصیحت کرو اور بار بار نصیحت کرو۔ مومنوں کو ان کے فرائض اور ذمہ داریاں یاد دلاؤ اور بار بار یاد دلاؤ کیونکہ بار بار نصیحت کرنا اور بار بار یاد دلانا مومنوں کیلئے فائدہ مند رہتا ہے۔ فاضل مقرر نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء کے خطبہ میں زیرِ بحث پانچ بنیادی اخلاق کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اخلاقِ عالیہ کی تکمیل کرنا تھا۔ جو اخلاقِ عالیہ قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں ان کا عشرِ عشیر بھی دوسری کتب میں موجود نہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام اخلاق پر پوری طرح عمل کر کے کامل نمونہ پیش کیا۔ اسی لئے آپؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے آپ کے بارہ میں بیان فرمایا کہ: انّ خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان القرآن (ابوداؤد - باب الصلوٰۃ) کہ آپ کے اخلاقِ فاضلہ کی بنیاد قرآن مجید پر تھی، اور قرآن مجید خود آپ کے بارے میں فرماتا ہے کہ

انّک لعلی خلق عظیم (سورۃ القلم: ۵)

کہ تو اپنی تعلیم اور عمل میں نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔ بعد ازاں فاضل مقرر نے زیرِ بحث پانچ بنیادی اخلاق یعنی صدق، نرم زبان کا استعمال، وسعت حوصلہ، غریب کی ہمدردی اور دوسروں کے دکھ درد دور کرنے کی عادت اور مضبوط عزم اور ہمت کی اہمیت قرآن مجید، احادیث اور ملفوظات کی روشنی میں نہایت سادہ اور آسان فہم الفاظ میں بیان فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگیوں میں سے بعض سبق آموز واقعات مندرجہ بالا اخلاق کی مزید وضاحت کیلئے بہت دلکش انداز میں بیان کیے

اختتامی اجلاس (اجلاس دوم)

ظہر اور عصر کی نمازوں کے بعد ۳ بجکر ۱۵ منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں تین افراد کی بیعت لی۔ بیعت

کا نظارہ بھی بہت ایمان افروز نظارہ تھا جبکہ سارے احباب (پنڈال احباب سے مکمل طور پر بھرا ہوا تھا) اپنے پیارے امام کے ساتھ بیعت کے الفاظ دہرا کر تجدید عہد کر رہے تھے۔ اس قسم کے روحانی اور جوش ایمان سے بھرپور نظارے اور وہ بھی یورپ کے ظلمت کدوں میں، جماعت احمدیہ کے سوا اور کون پیش کر سکتا ہے؟

تین بجکر پچیس منٹ پر جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ وسیع و عریض سبز اسٹیج پر تشریف لائے تو سارا پنڈال اسلامی نعروں سے گونج اٹھا۔ حضور کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہوئے اور مکرم حفیظ الرحمٰن صاحب انور نے خوش الحانی سے تلاوت قرآن کریم کی۔ اِنَّ فی خلق السّمٰوات والارض واختلاف الّیل والنّھار اور اس کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔ جرمن زبان میں ترجمہ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر امیر جماعت جرمنی نے پیش کیا۔ عزیزم بلال داؤد نے درثمین سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ؎

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی

ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

بہت پرسوز انداز میں سنایا۔ بعد ازاں مکرم چوہدری محمد شریف صاحب خالد افسر جلسہ سالانہ نے حضور کے تازہ منظوم کلام کا پس منظر حضور کی طرف سے بیان کیا۔ اس کا تعلق حضور کی اس رؤیا سے ہے جو آپ نے حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحبؓ کی وفات سے ایک دن قبل دیکھا تھا۔ حضور فرماتے ہیں میں اس رؤیا میں یاد کر کے بڑے سوز کے ساتھ اقبالؔ کی مشہور غزل کے یہ دو اشعار پڑھ رہا ہوں ؎

تھا جنہیں ذوقِ تماشہ وہ تو رخصت ہو گئے

لے کے اب تُو وعدۂ دیدارِ عام آیا تو کیا

اوّلِ شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ

صبح تک کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

یہ بہت دردناک اشعار ہیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ سلسلہ کے کوئی بزرگ وفات پانے والے ہیں اور رؤیا کے دوسرے دن حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحبؓ کی وفات کی خبر ملی۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں یہ دعا کی تحریک کرتا ہوں کہ خدا کرے واپسی کے سامان جلد از جلد پیدا ہوں اور اس عرصہ میں کم سے کم لوگ وفات پائیں اور کم سے کم تکلیف دہ خبریں ملیں۔ یہ کلام ان لوگوں کی طرف سے اپنے آپ کو مخاطب کر کے بیان کیا گیا ہے۔

اس اداس پس منظر میں جب مکرم رفیق شاکر صاحب نے حضور انور کا پُرسوز کلام ؎

جائیں جائیں ہم رُوٹھ گئے اب آکر پیار جتاتے ہیں

جب ہم خوابوں کی باتیں ہیں جب ہم یادوں کے سائے ہیں

خوش الحانی کے ساتھ سنانا شروع کیا تو پنڈال کی فضا اسیرانِ راہ مولا اور شہیدانِ احمدیت زندہ باد اور دیگر اسلامی نعروں سے گونج اٹھی۔ جلسہ کے وسیع پنڈال میں احمدیت کے شیدائی اپنے پیارے امام کے اس پُرسوز کلام پر رقّت کے عالم میں زیرِ لب اسیرانِ راہِ مولا اور شہیدانِ راہِ مولا اور حضور کی دعائیہ تحریک کے مطابق دعاؤں میں مصروف تھے اور لگتا ہے یہ گاہے یہی دعائیں اسلامی نعروں میں ہو جاتیں اور ایک عجیب رُوح پرور اور انتہائی پرسوز ماحول قائم ہو جاتا جس کو بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں ملتے۔

۴ بجکر ۴۵ منٹ پر حضور نے مجلس انصار اللہ کی طرف سے استبقوا الخیرات کے تحت مقابلہ جات میں اوّل (مجلس انصاراللہ فرینکفرٹ)، دوم (مجلس انصار اللہ سٹٹگارٹ)، اور سوم (مجلس انصار اللہ برلن) کو انعامات تقسیم فرمائے۔

حضور کا اختتامی خطاب

۴ بجکر ۹ منٹ پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اختتامی خطاب کا آغاز فرمایا اور اپنے افتتاحی خطاب کی طرح دوبارہ اس امر پر خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ جلسہ کے انتظامات اور جماعت کے عمومی حالات روبہ اصلاح اور ترقی ہیں۔ اختتامی خطاب کا مکمل متن اس شمارہ میں علیحدہ شائع کیا جا رہا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ پر معارف اور پر اثر خطاب جو کہ تربیت اور تبلیغ کے سلسلہ میں نہایت زریں اور مفید نصائح پر مشتمل تھا ۵ بجکر ۱۰ منٹ پر ختم ہوا۔ حضور نے ایک پرسوز اختتامی دعا کرائی۔ پھر لاہور کی جماعت کا جماعت جرمنی کے نام پیغام اور محبت بھرا سلام پہنچایا، اور اس طرح جماعت جرمنی کا یہ عظیم الشان پندرہواں جلسہ سالانہ نہایت کامیابی کے ساتھ ۵ بجکر ۱۵ منٹ پر اختتام پذیر ہوا اور احمدیت کے شیدائی ایک نئے ایمانی جوش اور ولولہ کے ساتھ جلسہ گاہ سے رخصت ہونا شروع ہوئے۔ (فالحمد للہ علی ذالک)

واقفین نو کے والدین متوجہ ہوں

تحریک وقف نو کے تحت وقف کی عرض سے درخواست مع فارم تحریکِ وقفِ نو، حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں روانہ کی جائے، نیز مکمل کوائف کی اطلاع اور دیگر معلوماتی فارم پُر کر کے وکالتِ دیوان تحریکِ جدید ربوہ کی بجائے شعبہ وقفِ نو جرمنی کو بھجوائیں۔ جزاکم اللہ

(محمد داؤد ۔ سیکرٹری وقفِ نو)

تقریب آمین

میری نواسی کنزہ خان بنت مکرم ارشاد احمد خان آف فرینکفرٹ نے ۵ سال کی عمر میں قرآن کریم کا پہلا دور ختم کر لیا ہے۔ قارئین کرام اور بزرگان جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک اور خادمہ دین بنائے اور قرآن کریم سے وابستہ برکات سے فیضیاب فرمائے۔ (انجمن آرا ۔ بابن ہاؤزن)

جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء کے موقع پر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی

رپورٹ مرتبہ : منصور احمد طاہر - فرینکفرٹ

جماعت احمدیہ جرمنی کی یہ بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ ہر سال ہی سیّدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطابات سننے اور حضور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ امسال بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت جماعت احمدیہ جرمنی کی دعوت کو قبول فرماتے ہوئے جرمنی کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائے۔ حضور اقدس نے اپنے ایک ہفتہ کے دوران احباب کی اخلاقی اور روحانی تربیت کیلئے اپنے پُر معارف و پُر مغز خطبات اور خطابات ارشاد فرمائے۔ احباب جماعت کو شرف ملاقات بخشا۔ علاوہ ازیں بہت سی معزز شخصیات نے بھی حضور اقدس سے ملاقات کی۔

اس بابرکت دورہ کے دوران چھ۶ افراد کو حضور اقدس کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ حضور اقدس اپنے دورہ کے دوران ایک دن کیلئے مشرقی برلن بھی تشریف لے گئے۔

فرینکفرٹ میں ورودِ مسعود

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع اہل قافلہ جرمنی کے جلسہ سالانہ پر تشریف لانے کیلئے مورخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۹۰ء کو بذریعہ کار عازم سفر ہوئے۔ راستہ میں ایک رات بیلجیم مشن ہاؤس میں قیام فرمایا جہاں سے اگلے دن صبح فرینکفرٹ کے لیے روانہ ہوئے۔

ادھر فرینکفرٹ میں حضور اقدس کی بابرکت آمد پر ہر شخص مسرور دکھائی دیتا تھا۔ جہاں احباب جماعت مسجد و مشن ہاؤس کی تزئین و آرائش اور ناصر باغ میں جلسہ سالانہ کے انتظامات میں مصروف تھے تو ساتھ ساتھ آنکھیں اس طرف بھی لگی ہوئی تھیں کہ کب حضور اقدس کی زیارت نصیب ہو۔ غرض حضور اقدس کا استقبال کرنے کیلئے دونوں مقامات پر احباب چشم براہ تھے۔

حضور اقدس کے استقبال کیلئے امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، نائب امیر اوّل و مشنری انچارج محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم، نائب امیر دوم و افسر جلسہ سالانہ محترم چوہدری محمد شریف صاحب خالد اور محترم عبدالرشید صاحب بھٹی، نیشنل جنرل سیکریٹری شہر سے تیس۳۰ کلومیٹر دور MENDEN BACH کے مقام پر پہلے سے ہی موجود تھے۔

نو بجکر چالیس منٹ پر حضور اقدس کا قافلہ جب منڈن باخ پہنچا تو حضور اقدس نے کار سے باہر تشریف لاکر استقبال کیلئے آنے والے جملہ احباب کو شرفِ مصافحہ و معانقہ بخشا اور پھر یہ قافلہ فرینکفرٹ کیلئے روانہ ہوا۔

دس بجکر دس منٹ پر جب حضور اقدس مشن ہاؤس فرینکفرٹ میں ورود فرما ہوئے تو احباب جماعت نے نہایت پرتپاک انداز میں حضور اقدس کا استقبال کیا۔ جونہی کار گیٹ پر پہنچی حضور اقدس فوراً ہی کار سے باہر تشریف لائے اور جملہ احباب کو باری باری مصافحہ کا شرف بخشا۔ جبکہ اسی دوران حرم حضور اقدس کا استقبال لجنہ اماء اللہ کی ممبرات نے کیا۔ معاً بعد مسجد کے ساتھ ملحق مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ کے اندر تشریف لے گئے۔

اس مرتبہ حضور اقدس کے قافلہ میں شامل ہونے کی سعادت جن احباب کو حاصل ہوئی ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں : (۱) مکرم محمد عیسیٰ صاحب - پرائیویٹ سیکرٹری (۲) مکرم عبدالمومن صاحب طاہر ایڈیٹر التقویٰ (۳) مکرم چوہدری انور حسین صاحب امیر ضلع شیخوپورہ (۴) مکرم عبدالباری صاحب ملک ریجنل قائد مجلس انگلستان (۵) مکرم نعیم اللہ صاحب امینی (۶) مکرم رشید صادق صاحب امینی (۷) مکرم مبارک احمد صاحب ساہی (افسر حفاظت) (۸) مکرم ملک اشفاق احمد صاحب (افسر حفاظت) اور (۹) مکرم محمد اشرف صاحب سندھو۔

مصروفیات

"HUMAN RIGHTS" کے چیئرمین کی ملاقات

جرمنی میں تشریف آوری کی کچھ ہی دیر بعد حضور اقدس کی مصروفیات شروع ہو گئیں۔ بعد دوپہر "ہیومن رائٹس" (انسانی حقوق) کے چیئرمین جو حضور اقدس سے ملاقات کیلئے تقریباً دو سو۲۰۰ کلومیٹر کا فاصلہ طے کرکے فرینکفرٹ تشریف لائے تھے نے حضور اقدس سے تقریباً ایک گھنٹہ تک ملاقات کی۔ اس دوران موصوف نے حضور اقدس سے بہت سے اہم پہلوؤں پر تبادلۂ خیال کیا۔

ناصر باغ روانگی

اس ملاقات کے معاً بعد حضور اقدس انتظامات جلسہ سالانہ کے معائنہ کیلئے ناصر باغ تشریف لے گئے جہاں جلسہ گاہ کی تیاری میں جوش و خروش کے ساتھ مصروف کارکنان نے اپنے محبوب آقا کو والہانہ انداز میں اھلاً و سھلاً و مرحبا کہا۔ حضور اقدس باری باری تمام شعبہ جات کے دفاتر میں تشریف لے گئے اور کارکنان سے نہایت پر شفقت انداز میں باتیں کیں اور انہیں شرف مصافحہ بخشا۔ معائنہ کے دوران افسر صاحب جلسہ سالانہ نے مختلف شعبہ جات اور کارکنان کا تعارف کروایا۔ سب سے پہلے دفتر افسر جلسہ سالانہ میں کام کرنے والے کارکنان کو حضور سے تعارف کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر شعبہ سپلائی کے کارکنان کا تعارف ہوا۔ پھر حضور اقدس شعبہ ضیافت میں تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر حضور اقدس کو اپنے درمیان پاکر شعبہ ضیافت کے کارکنان خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ شعبہ ضیافت کے بعد حضور اقدس نے دیگر شعبہ جات کا معائنہ فرمایا۔ بعد ازاں حضور نے ظہر و عصر کی نمازوں کی امامت فرمائی۔ اس کے بعد حضور ۶ بجکر ۱۰ منٹ پر واپس مسجد نور تشریف لے گئے۔

اہم شخصیات کی ملاقات

مسجد نور میں حضور اقدس سے ملاقات کیلئے بعض قانون دان تشریف لائے ہوئے تھے۔ پروگرام کے مطابق سوا سات بجے شروع ہوئی۔ معزز شخصیات نے حضور اقدس سے بعض اہم موضوعات پر تبادلہ خیال کیا اور بعض اہم امور کے متعلق مودبانہ انداز میں اہم سوال کیے۔ حضور اقدس نے نہایت دلنشیں انداز میں معلومات آفریں جوابات دیے کہ یہ احباب حضور اقدس کی عالمی مسائل و واقعات پر گہری نظر اور تبحّر علمی سے بے حد متاثر ہوتے اور وقت کی پرواہ کیے بغیر متجسّس انداز میں بیٹھے رہے۔ آخر یہ میٹنگ ۹ بجکر ۳۰ منٹ پر ختم ہوئی جس کے بعد حضور اقدس نے ۱۰ بجے مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔

یکم جون کی مصروفیات

یکم جون ۱۹۹۰ء جلسہ کا پہلا دن تھا۔ حضور اقدس کی مصروفیات کا آغاز حسب معمول نماز فجر کی ادائیگی سے ہوا۔ معاً بعد حضور صبح کی سیر کے لیے تشریف لے گئے۔ بعد ازاں دوپہر تک اپنے دفتر میں تشریف فرما رہے۔ اس دوران حضور اقدس نے مختلف ممالک سے آمدہ ڈاک ملاحظہ فرمائی اور بہت سی انتظامی ہدایات دیں۔

تقریباً دو بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ناصر باغ تشریف لائے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور اقدس نے جمعہ اور عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے معاً بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تھوڑی دیر کیلئے ناصر باغ میں قائم اپنے دفتر میں تشریف لے گئے۔ ٹھیک تین بجکر تیس منٹ پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی حضور اقدس نے اپنے دست مبارک سے لوائے احمدیت کے ساتھ جرمنی کا پرچم لہرایا۔ پھر حضور اقدس پنڈال میں تشریف لائے اور افتتاحی تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ ۴ بجے حضور اقدس کا خطاب شروع ہوا۔ افتتاحی خطاب کے بعد حضور اقدس نے دعا کروائی اور دعا کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لے گئے جہاں احباب جماعت کے ساتھ انفرادی ملاقات کا پروگرام تھا۔

اجتماعی ملاقاتیں

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب جماعت کو حضور اقدس سے اجتماعی ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ملاقات کا یہ پروگرام کمرہ نما ٹینٹ میں جسے خوبصورت طریق پر سجایا گیا تھا سہ پہر پانچ بجکر پینتالیس منٹ پر شروع ہوا۔ اس بار ملاقات کیلئے پہلا دن فرینکفرٹ شہر و ریجن کے احباب کیلئے مخصوص تھا۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق فرینکفرٹ شہر و ریجن کی ۶۹ جماعتوں کے تقریباً ۱۵۰۰ احباب کو حضور اقدس سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ ملاقات کا یہ ایمان افروز منظر نہایت قابل دید تھا اور اکثر جرمن اور غیر پاکستانی دوست، احباب جماعت کے اس جذبۂ محبت کو دیکھ کر محو حیرت تھے کہ یہ کیسے جاں نثار لوگ ہیں۔ بہرکیف ربوہ کی طرح یہاں بھی احباب جماعت قطاروں میں باری باری اندر جاتے اور شرف مصافحہ حاصل کرنے کے بعد خوشی و مسرت سے کھلے ہوئے چہروں کے ساتھ واپس لوٹتے بعض دوست چند سیکنڈ کیلئے رکتے اور حضور سے دعا کی درخواست بھی کرتے۔ علاوہ ازیں اکثر احباب ملاقات کیلئے اپنے بچوں کو بھی ساتھ لائے ہوئے تھے۔ چنانچہ حضور اقدس نے بچوں کو بھی شرف مصافحہ بخشا اور پیار بھی کیا۔ ملاقات کا یہ سلسلہ تقریباً شام ۷ بجے تک جاری رہا جس کے بعد سری لنکا کے ایک وفد نے حضور اقدس سے ملاقات کی اور تصویر بنوائی۔ بعد ازاں حضور انور مسجد نور فرینکفرٹ تشریف لے گئے اور مغرب و عشاء کی نمازیں وہیں جمع کرکے پڑھائیں۔

مصروفیات ۲؍ جون ۱۹۹۰ء

۲؍ جون بروز ہفتہ کو حضور اقدس حسب معمول صبح دس بجے تک فرینکفرٹ مشن ہاؤس میں دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے بعد ازاں حضور اقدس ناصر باغ تشریف لے گئے جہاں سوا گیارہ بجے تک جرمن احباب و خواتین نے حضور انور سے ملاقات کی۔ معاً بعد حضور اقدس مستورات سے خطاب کیلئے تشریف لے گئے۔

دوپہر کو حضور انور امیر جماعت جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کے ہاں تشریف لے گئے جہاں حضور اقدس نے دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔

حضور اقدس کا انگلش زبان میں معرکتہ الآراء خطاب

حضور اقدس نے سوا تین بجے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ تقریباً

ساڑھے تین بجے حضور اقدس نے جرمن سیشن کی صدارت فرمائی۔ اس اجلاس کی کاروائی میں ہزاروں احمدی احباب کے علاوہ ۱۴۰ جرمن و دیگر قومیتوں کے احباب نے شرکت کی۔ حضور اقدس نے انگلش زبان میں خطاب فرمایا۔ اپنے خطاب میں حضور نے یورپ اور خصوصاً مشرقی اور مغربی جرمنی کی موجودہ صورتحال اور یورپ کے متحدہ مستقبل کے بارے میں انتہائی مدبرانہ اور محققانہ خطاب فرمایا۔ حضور انور اس معرکۃ الآراء اور پرمعانی خطاب جو ایک گھنٹہ جاری رہا کے بعد معزز مہمانوں کے ساتھ جماعت جرمنی کی طرف سے دی گئی دعوت عصرانہ میں تشریف لے گئے۔ حسب معمول یہاں بھی سوال و جواب کا سلسلہ چل نکلا جو شام ۸ بجکر ۴۵ منٹ تک جاری رہا۔ اس انتہائی ایمان افروز اور دلچسپ تقریب کے بعد حضور اقدس نے جرمن، ایرانی، اور روسی احباب و خواتین کے بے حد اصرار پر انہیں علیحدہ ملاقات کیلئے ایک گھنٹہ کا وقت عنایت فرمایا۔

اجتماعی ملاقات

حضور اقدس سے احباب جماعت کی اجتماعی ملاقات کا پروگرام شام ۹ بجکر ۵۰ منٹ پر شروع ہوا۔ دوسرے روز ہمبرگ، برلن کے علاوہ میونخ ریجن کے احباب کی ملاقات تھی۔ چنانچہ جملہ ریجنز کی ۵۸ جماعتوں کے تقریباً ۱۲۰۰ احباب نے باری باری حضور اقدس سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ ملاقات کا یہ پُرکیف سلسلہ رات ساڑھے دس بجے تک جاری رہا۔ جس کے بعد حضور اقدس نے ناصر باغ میں ہی مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے معاً بعد ایک ترک فیملی اور ایک پاکستانی دوست کو حضور اقدس کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ نمازوں میں شامل احباب نے بھی اس موقعہ پر تجدید بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد حضور اقدس مسجد نور فرینکفرٹ تشریف لے گئے۔

۳ جون کی مصروفیات

جلسہ سالانہ کے تیسرے روز بھی حضور اقدس بے حد مصروف رہے۔ دفتری امور کی سرانجام دہی کے بعد حضور اقدس ناصر باغ تشریف لے گئے۔ جہاں تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تک بعض خاندانوں کو شرف ملاقات بخشا۔ جسکے بعد مختلف تبلیغی ڈیسکس نے حضور اقدس سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ یہ تبلیغی ڈیسکس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کے تحت قائم کیے گئے ہیں تاکہ مختلف قومیتوں کے افراد کو ان کی زبان میں مؤثر رنگ میں تبلیغ کی جا سکے۔ جرمنی میں اس وقت تک جو ڈیسکس مصروف عمل ہیں ان میں ترک ڈیسک، عرب ڈیسک اور افریقن ڈیسک خاص طور پر نمایاں ہیں (ابھی حال ہی میں روسی ڈیسک کا قیام بھی عمل میں آیا ہے) متذکرہ بالا ڈیسک متعلقہ قومیتوں کے افراد کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں

تبلیغی ڈیسک کی ملاقات

حسب پروگرام ان ڈیسکس کی ملاقات ۱۱ بجکر ۳۰ منٹ پر شروع ہوئی۔ حضور اقدس نے نہایت پرشفقت انداز میں ڈیسکس کے ممبران اور دیگر احباب سے گفتگو فرمائی۔ انہیں مؤثر رنگ میں تبلیغ کرنے کے لئے از حد ضروری نصائح سے نوازا۔ اور ان مسائل پر روشنی ڈالی جو آج اسلام کو درپیش ہیں۔ دوران گفتگو احباب نے حضور اقدس سے مختلف نوعیت کے سوال بھی پوچھے۔ حضور نے وقت کی مناسبت سے اختصار کے ساتھ جوابات عنایت فرمائے۔ ان ڈیسکس کے ساتھ حضور اقدس کی ملاقات کی مختصر روئیداد درج ذیل ہے:

افریقن ڈیسک

سب سے پہلے افریقن ڈیسک جس میں غانا، نائیجیریا اور صومالیہ کے ۸ احمدی اور ۵ مہمان دوستوں نے حضور اقدس سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ افریقن ڈیسک کے انچارج نے تمام احباب کا تعارف کروایا۔ صومالین دوستوں کی شمولیت پر حضور اقدس نے خوشنودی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا "اس میٹنگ کی خاص بات صومالین مسلمان بھائیوں کا یہاں موجود ہونا ہے"۔ پھر صومالیہ میں جماعت احمدیہ کو درپیش بعض مشکلات کا ذکر کیا۔ مزید فرمایا "صومالین بہت ذہین ہیں مگر ان کو احمدیت کو سمجھنے کا موقعہ ہی نہیں دیا گیا"۔

اس مختصر سی گفتگو کے بعد حضور اقدس نے فرمایا کہ سوال کریں گے یا صرف تعارف پر ہی اکتفا کریں گے۔ چنانچہ احباب نے جو پہلے ہی سے منتظر تھے اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے بعض اہم سوالات کیے۔ ایک عیسائی دوست نے سوال کیا کہ "تعددِ ازدواج کیوں اہم ہے؟" ایک سوال کیا گیا کہ لکھا ہے کہ اندر سے آنے والی ہر چیز ناپاک ہے"؟ حضور نے فرمایا "یہ غلط بات ہے کیونکہ لعاب میں شفا ہے۔ لعاب کھانے میں مل کر معدے میں جاتا ہے اور جاکر بیکٹیریا کو ختم کرتا ہے مگر نیچے سے نکلنے والے مواد کو ناپاک قرار دیا ہے"۔ یہ نہایت دلچسپ مجلس ۴۵ منٹ تک جاری رہی۔

ٹرکش ڈیسک

افریقن ڈیسک کے معاً بعد ٹرکش ڈیسک کے احباب نے ملاقات کی۔ حضور اقدس نے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور آغاز گفتگو یوں فرمایا "ہمیں ترکی سے بہت محبت ہے۔ ہم حنفی ہونے کے لحاظ سے ایک ہیں مگر افسوس اس بات کا ہے کہ وہاں صحیح رنگ میں احمدیت کا پیغام نہیں پہنچ سکا لیکن زمین ضرور موجود ہے"۔ ملاقات کے دوران ایک ترکی دوست نے اپنا خواب بیان کیا کہ وہ بار بار اپنی فوت شدہ بہن اور بہنوئی کو دیکھتے ہیں اور وہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دیں۔ حضور نے اس پر دریافت فرمایا کہ ان سے تعلقات ٹھیک تھے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ تب حضور نے فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ تم احمدیت کو قبول کر لو۔ کیونکہ ان کو تو یہ پیغام اس وقت نہیں پہنچ سکا تھا۔ ایک ترک احمدی دوست نے حضور اقدس سے درخواست کی کہ یہاں جرمنی میں چار ملین ترک آباد

ہیں اور ترکوں کے اندر دین کی محبت ہے اور ان کے اماموں کا خطبہ حضور انور کے خطبہ کے مقابلہ میں صفر ہے۔ اگر حضور کے خطبہ کا ٹرکش زبان میں ترجمہ کیسٹس کی صورت میں ملنا شروع ہو جائے تو یہ ان کے اماموں کا زبردست توڑ ہے۔ حضور اقدس نے فرمایا کہ میں پہلے ہی یہی بات سوچ رہا تھا کہ چونکہ یہ پیشہ ور لوگ ہیں اور امام کی بات پر آمین کہتے ہیں۔ قوم کی عملی تربیت ہونی چاہیئے، اس لیے کثرت سے غیر متنازعہ لٹریچر اور احمدیت کا موقف، احمدیت کے عقائد شائع کرنے چاہیئں اور اسی طرح ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ و تفسیر اور تربیتی اور عارفانہ نکات کی وسیع اشاعت ضروری ہے۔ کیسٹیں بھی تیار کریں مگر ایک چھوٹا سا رسالہ نکالیں جو علمی ہو اور اس میں پھر سوالات اٹھائیں۔ حضور نے جملہ ممبران کو موثر رنگ میں تبلیغ کرنے کیلئے ہدایات دیں، ٹرکش ڈیسک کے بعد عرب ڈیسک کے احباب نے ملاقات کی جس کی رپورٹ انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں شائع کی جائے گی۔

ان ڈیسک کی ملاقات، جس پر حضور اقدس نے نہایت خوشنودی اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا ایک بجکر تیس منٹ پر جب ختم ہوئی تو حضور اقدس واپس مشن ہاؤس فرینکفرٹ تشریف لے گئے۔ جہاں دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے بعد دوبارہ ناصر باغ تشریف لائے اور ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کے معاً بعد جلسہ کی اختتامی تقریب شروع ہوئی۔

تلاوت و نظم کے بعد حضور اقدس کا اختتامی خطاب شروع ہوا۔ حضور کا یہ ایمان پرور اور بصیرت افروز خطاب ایک گھنٹہ تک جاری رہا جس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کی دعا دے کر ناصر باغ میں قائم اپنے دفتر تشریف لے گئے جہاں ملاقات کا پروگرام شروع ہوا۔ ۵ بجکر ۴۵ منٹ پر کولون اور سٹٹگارٹ ریجنز کے ۱۴۸۰ احباب نے حضور اقدس سے باری باری مصافحہ کا شرف حاصل کیا جس کے بعد تقریباً ۳۷ پاکستانی اور ۱۰ جرمن فیملیز نے ملاقات کی۔ ملاقات کا یہ پروگرام شام ۱۰ بجکر ۱۰ منٹ پر جب ختم ہوا تو حضور اقدس نے مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور نے مولوی محمد صدیق امرتسری صاحب مرحوم کی بچی کے نکاح جو ایک نو احمدی مکرم ولید طارق سے ہوا اعلان فرمایا۔ اس موقع پر حضور نے جرمنی کے احباب کو اپنے بچوں کے لیے بھی ایک پیغام دیا۔ فرمایا

"یہ نکاح جس کے اعلان کیلئے میں کھڑا ہوا ہوں وہ ہمارے بہت ہی مخلص مبلغ سلسلہ مولوی صدیق امرتسری مرحوم کی بچی کا ہے۔ اس بچی کے والد نے ایک کتاب "روح پرور یادیں" لکھی تھی وہ میں نے بھی پڑھی تھی۔ واقعی روح پرور یادیں ہیں پرانے زمانے میں افریقہ کے جنگلوں میں بڑی مشکلات میں کس طرح مبلغین کو تجربے ہوئے کسطرح انہوں نے تکلیفیں اٹھائیں اور ساتھ کیسے کیسے خدا نے فضلوں کے نشان دکھلائے، بہت ہی ایک عظیم کتاب ہے، پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے، نئی نسل کے بچوں کو یہاں جرمنی وغیرہ میں جو اردو دان ہیں ان سب کو پڑھنی چاہیئے۔ اس سے ان کو علم ہوگا کہ وقف زندگی ہے کیا اور آج جو آپ بڑے زور اور شور کے ساتھ افریقہ کی کامیابی پر نعرے لگاتے ہیں آپ کو پتہ چلے گا کہ کل حال کیا تھا وہاں۔ کن لوگوں کی خون کی قربانیاں ہیں جو اب رنگ لا رہی ہیں۔ ان کے ساتھ واقعی انسان کی روح تازگی پاتی ہے"۔ بعد ازاں حضور نے اس رشتہ کے مبارک ہونے کیلئے دعا کرائی اور واپس مسجد نور تشریف لے گئے۔

مصروفیات ۴ جون ۱۹۹۰ء

حسب معمول حضور اقدس اپنے دفتر میں مصروف رہے۔ دس بجکر تیس منٹ پر حضور اقدس ناصر باغ تشریف لائے اور ۴ فیملیز کو شرف ملاقات سے نوازا۔ ایک بجکر ۴۵ منٹ پر نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔

کارکنان کے ساتھ کھانا

نماز ظہر و عصر کے بعد حضور اقدس نے جلسہ سالانہ پر ڈیوٹیاں دینے والے تقریباً ۸۰ کارکنان کے ساتھ ازراہ شفقت گروپ فوٹو بنوائی اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ ازاں بعد حضور واپس مشن ہاؤس فرینکفرٹ تشریف لے گئے۔ جہاں سے پھر دوبارہ سوا پانچ بجے ناصر باغ تشریف لائے اور نیشنل مجلس عاملہ کی میٹنگ کی صدارت فرمائی۔ میٹنگ سے قبل شعبہ ضیافت کی درخواست پر حضور نے ازراہ شفقت ان کو شرف مصافحہ سے نوازا اور شدید بارش کے باوجود باہر جہاں شعبہ کے کارکنان کھڑے تھے ان کے ساتھ فوٹو بنوائی۔

۷ بجکر ۴ منٹ پر جب عاملہ کی میٹنگ ختم ہوئی تو فیملیز ملاقات کا پروگرام شروع ہوا جو ساڑھے دس بجے تک جاری رہا۔ جس کے بعد گیارہ بجے حضور واپس نے واپس مسجد نور تشریف لے جاکر مغرب و عشاء کی نمازیں پڑھائیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا دورہ مشرقی برلن

اور

پُرسوز دعا

۵ جون ۱۹۹۰ء کا دن تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یادگار رہے گا کہ جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مشرقی برلن تشریف لے گئے اور مشرقی بلاک کے دروازے پر کھڑے ہوکر پرسوز دعا کی۔ اور گویا حضرت اقدس نے یہ ابتداء فرمائی ہے اسلام کے اس انقلاب عظیم کے لیے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق روس میں آنا ہے اور یقیناً یہ دعا ریت کے ان ذروں کو آسمان کے ستارے بنائے گی اور دنیا دیکھے گی کہ واقعی یہ دیوار حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کے لیے گرائی گئی ہے۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق حضور اقدس اپنے قیام جرمنی کے دوران مورخہ ۵ جون ۱۹۹۰ء کو صبح دس بجے کے قریب فرینکفرٹ ائرپورٹ سے مغربی برلن کیلئے روانہ ہوئے حضور اقدس کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مکرم مولانا عطاءاللہ صاحب کلیم، مکرم ہدایت اللہ صاحب ھبش اور مکرم نعیم اللہ صاحب امینی کو حاصل ہوئی جبکہ مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ، مکرم مقصود الحق صاحب مکرم ملک اشفاق احمد صاحب، مکرم ملک عبدالباری صاحب، مکرم اشرف احمد صاحب سندھو، بذریعہ کار پہلے ہی برلن پہنچ چکے تھے۔

۱۱ بجکر ۳۰ منٹ پر جب حضور اقدس کا قافلہ برلن ائرپورٹ پر پہنچا تو ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مبلغ برلن مشن و ممبران جماعت برلن نے حضور اقدس کا استقبال کیا جہاں سے پھر قافلہ کاروں کے ذریعہ مشن ہاؤس پہنچا۔ برلن مشن میں احباب حضور اقدس کے استقبال کیلئے چشم براہ تھے۔ جونہی حضور اقدس مشن ہاؤس پہنچے احباب جماعت نے والہانہ انداز میں حضور کا استقبال کیا۔ ازاں بعد حضور انور نے مشن ہاؤس کا معائنہ فرمایا اور سیٹنگ روم میں تشریف فرما ہوئے حضور اقدس نے ازراہ شفقت تمام احباب کو اپنے پاس ہی بلا لیا اور علم و معرفت سے معمور ارشادات سے نوازا۔ اس موقع پر بعض امریکن و عرب احباب نے حضور انور سے مختلف سوالات کیے۔ انگریزی زبان میں حضور نے نہایت مدلّل اور بڑی تفصیل کے ساتھ ان کو جوابات دیئے۔ سعودی عرب کے احمدیوں کو حج سے روکنے کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ سعودیوں کی حقیقت امریکہ کے ہاتھ میں ہے پھر ابن سعود کی تعریف فرمائی۔ اس کا علماء کو بلانا اور ان سے سوال کرنا کہ احمدی قرآن کریم کو مانتے ہیں؟ ان پر عمل کرتے ہیں؟ جواب اثبات میں پاکر اس کا کہنا کہ جو قرآن کو آخری کتاب مانتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں عبدالعزیز کی کیا طاقت ہے انہیں حج سے روکے۔ پھر شاہ فیصل کا سر ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ کو سٹیٹ گیسٹ کے طور پر بلا کر حج کرانا۔ سعودیوں کا خانہ کعبہ کا متولی ہونا، سعودیوں کی ناگفتہ بہ حالت، تیل کی دولت سے پہلے اسلام کی خدمت کون کر رہا تھا۔ برلن میں سب سے پہلے احمدیوں نے مسجد بنائی۔ افریقہ، امریکہ وغیرہ میں سب سے پہلے کس نے اسلام کی خدمت کی وغیرہ اور دیگر اہم موضوعات پر روشنی ڈالی۔ ایک فلسطینی کے سوال کے جواب میں حضور اقدس نے مسیح کی آمد ثانی کے بارہ میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ایک اور سوال پر فرمایا مسیح میں خدائی نہیں۔ اگر اس میں خدائی ہوتی تو وہ کہتا میری عبادت کرو۔ کہیں نہیں لکھا کسی کتاب میں بھی نہیں لکھا بلکہ ہمیشہ خدا یعنی باپ کی عبادت کا کہا۔ یہ گفتگو تقریباً اڑھائی گھنٹہ تک جاری رہی جس کے بعد حضور نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرائیں، اور دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ تین بجکر تیس منٹ پر حضور اقدس معہ قافلہ مشرقی برلن کے لیے روانہ ہوئے جہاں حضور اقدس نے ایک جگہ سڑک کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا آؤ اب ہم سب مل کر دعا کر لیتے ہیں۔ چنانچہ مشرقی بلاک میں اسلام کی سربلندی اور لوگوں کی ہدایت کیلئے حضور نے پرسوز دعا کرائی اور پھر واپس تشریف لے آئے۔ چونکہ واپسی فلائٹ کے لیے وقت بہت کم تھا اس لیے حضور اقدس مشرقی برلن سے سیدھے ایئرپورٹ پہنچے جہاں سے ساڑھے چھ بجے بخیر و عافیت فرینکفرٹ مشن ہاؤس تشریف لائے الحمدللہ۔ فرینکفرٹ پہنچتے ہی فیملیز ملاقات کا پروگرام شروع ہوا جو رات گئے تک جاری رہا۔

۶ جون بروز بدھ، حضور کی واپسی کا دن تھا۔ صبح دس بجے کے قریب حضور انور روانگی کے لیے جب باہر تشریف لائے تو حضور نے جملہ احباب کے علاوہ ڈیوٹیاں دینے والے خدام جن کا تعلق مجلس بادلوہائم سے تھا کو شرف معانقہ بخشا اور مشن سے پہلے گروس گیراؤ تشریف لے گئے جہاں حضور نے ایک مقامی اسکول میں اساتذہ سے خطاب فرمایا اور ان کے مختلف سوالات کے جواب دیئے۔ اس میٹنگ کے اختتام پر سوا بارہ بجے جب حضور اقدس باہر تشریف لائے تو جملہ احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور روانگی سے قبل دعا کرائی۔ اور یوں حضور اقدس اپنے قیام جرمنی کے دوران احباب جماعت کے ایمانوں کو ایک نئی تازگی بخشتے ہوئے واپس لندن تشریف لے گئے۔

اے اللہ تو ہمیشہ حضور اقدس کو اپنے حفظ و امان میں رکھ اور حضور کے دور خلافت میں اسلام کو عظیم فتوحات سے نواز۔ آمین

OO OO OO OO OO OO

جماعتی ڈاک کیلئے نیا ایڈریس

براہ کرم صدران کرام نوٹ فرمالیں کہ محترم امیر صاحب کے نام تمام خطوط اور نیشنل سیکرٹریان کے لئے تمام خطوط آئندہ **صرف** مندرجہ ذیل ایڈریس پر ارسال کیئے جائیں۔

AHMADIYYA CENTRE
GENFER STR. 12 — BONAMES
6000 FRANKFURT/M

مسجد نور یا ناصر باغ گروس گیراؤ کے پتہ پر خطوط نہ بھیجے جائیں

جزاکم اللہ

پس منظر

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کا تازہ منظوم کلام اس پس منظر کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے جو حضورِ اقدس نے مکرم محمد شریف صاحب خالدؔ کے نام اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا۔ حضورِ انور کا یہ تازہ منظوم کلام جرمنی کے جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء کے موقع پر پڑھا گیا

”ایک اور رؤیا جس میں انذار کا پہلو بھی تھا اور ایک خوشخبری کا رنگ بھی رکھتی تھی۔ وہ اگرچہ میں اپنے بعض دوستوں کے سامنے بیان کر چکا ہوں لیکن جماعت کے سامنے غالباً ابھی تک پیش نہیں کی۔ جب حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب کا وصال ہوا ہے تو جس دن اس کی اطلاع ملی اس سے پہلی رات میں نے یہ رؤیا دیکھی کہ اقبالؔ کی ایک مشہور غزل کے دو اشعار میں پڑھ رہا ہوں اور خاص اس میں درد کی ایک کیفیت ہے اور اقبالؔ کی یہ وہ غزل ہے جو بچپن میں کالج کے زمانے میں مجھے بہت پسند تھی لیکن چونکہ مدّت سے پڑھی نہیں، اس لئے خواب میں کوشش کر کر کے یاد کر کے وہ شعر پڑھتا ہوں اور پھر آخر یاد آجاتے ہیں، اور وہ رواں ہو جاتے ہیں اور وہ شعر یہ تھے ؎

تھا جنہیں ذوقِ تماشا وہ تو رخصت ہو گئے ∴ لے کے اب تُو وعدۂ دیدارِ عام آیا تو کیا
آخرِ شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ ∴ صبح تک کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

تو بہت ہی دردناک اشعار ہیں اور جب آنکھ کھلی تو میرے دل پر بہت ہی اس بات کا گہرا اثر تھا اور غم کی کیفیت تھی کہ معلوم ہوتا ہے کہ سلسلے کے ایسے بزرگ جن کا خدا کے نزدیک ایک مرتبہ ہے، رخصت ہونے والے ہیں جو انتظار کی راہ دیکھتے دیکھتے میرے جانے سے پہلے پہلے وصال پا جائیں گے۔ دوسرے دن صبح جب ملک سیف الرحمٰن صاحب کے وصال کی اطلاع ملی تو اس وقت لاہور کے دوست چوہدری حمید نصر اللہ صاحب اور ان کے ساتھ ایک دو اور وکلاء بھی تھے، یہ ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے، اُن سے میں نے بیان کی اور میں نے کہا کہ یہ نیک فال کے طور پر یعنی اگرچہ لفظ ”نیک فال“ کا اطلاق پوری طرح تو نہیں ہوتا مگر ان معنوں میں نیک فال کے طور پر کہ گویا انذار ٹل چکا ہے اور جو ہونا تھا ہو چکا ہے اس خواب کے مضمون کو ملک سیف الرحمٰن صاحب کے وصال پر لگا رہا ہوں۔ اگرچہ وہ اس عرصے میں ملتے بھی رہے لیکن جس مرتبے کے انسان تھے، خواب میں جیسا میرے ذہن پر اثر تھا کہ اس مرتبے کا کوئی انسان رخصت ہونے والا ہے یہ اُن پر صادق آتا ہے اور دوسرا یہ خیال تھا کہ ملک صاحب کو خواہش تو بہرحال یہی ہوگی کہ میں بھی ربوہ جاؤں اور ربوہ میں واپسی ہو اور اس تقریب میں شمولیت ہو تو اس خیال سے اگر اس پر اطلاق ہو جائے تو کوئی بعید از قیاس بات نہیں۔ آپ کو میں رؤیا بتاتے ہوئے اس دعا کی تحریک کرتا ہوں کہ اللہ کرے کہ یہ انذار کا پہلو یہاں تک ہی ٹل جائے اور جو دوسرا پہلو ہے واپسی کا، اس کے آثار جلد جلد ظاہر ہوں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ ایسی حالت میں لے کے جائے کہ کم سے کم تکلیف کی خبریں ملیں۔ اب کے بار خدا کرے یعنی میں تو دعا کے رنگ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بظاہر چیز ناممکن بھی ہو تو دعا کے ذریعے ممکن بن سکتی ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اب کے بعد واپسی تک کوئی فوت نہ ہو۔ وفات کا جو سلسلہ ہے وہ تو جاری رہے گا لیکن دُعا کرتے وقت یہ کہنے میں کیا حرج ہے کہ کوئی بھی نہ ہو۔ اس لحاظ سے میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ دعا کریں کہ کم سے کم لوگ، اگر فوت ہونا کسی کا مقدّر بھی ہے تو کم سے کم لوگ اس عرصے میں وفات پائیں اور کم سے کم لوگوں کے متعلق پھر یہ دردناک مضمون صادق آئے کہ ؎

تھا جنہیں ذوقِ تماشہ وہ تو رخصت ہو گئے ∴ لے کے اب تُو وعدۂ دیدارِ عام آیا تو کیا“

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

تازہ منظوم کلام

جائیں جائیں ہم رُوٹھ گئے اب آ کر پیار جتاتے ہیں
جب ہم خوابوں کی باتیں ہیں جب ہم یادوں کے سائے ہیں

اب کِس کو بھیج بلائیں گے کیسے سینے سے لگائیں گے!
مَر کر بھی کوئی لوٹا ہے، سائے بھی کبھی ہاتھ آئے ہیں؟

کیا قبروں پر رو رو کر ہی نینوں کی پیاس بجھالیں گے؟
کیا یوں بھی کسی نے رُوٹھے یار منا کر بھاگ جگائے ہیں

جو روتے روتے مُند گئیں آنکھیں گھل گھل کر جو چراغ بُجھے
اب ان کی پچھلی یادوں میں کیا بیٹھے نیر بہائے ہیں

جو صُبح کا راستہ تکتے تکتے اندھیروں میں خواب ہوئے،
اب ان کے بعد آپ ان کیلئے کیا خاک سویرے لائے ہیں

ہم نے تو آپ کو اپنا اپنا کہہ کر لاکھ بلا بھیجا
پر پھر بھی آپ نہیں آئے آپ اپنے ہیں کہ پرائے ہیں

اب آپ کی باری ہے تڑپیں اب آپ ہمیں آوازیں دیں،
روتے جاگیں، سوتے میں ہنسیں، کہ خواب ملن کے آئے ہیں

ہم جن راہوں پر مارے گئے وہ مسیح کی روشن راہیں تھیں
ظالم نے اپنے ظلم سے آپ اپنے ہی اُفق دھندلائے ہیں

ہم آ بھی بسے ہیں اپنے خوابوں کی سرمد تعبیروں میں
آپ اب تک فانی دنیا میں سپنوں سے دل بہلائے ہیں

ہر خوشبو اور ہر رنگ کے لاکھوں پھول کِھلے ہیں آنگن میں
پھر چند گلوں کی یادیں کیوں کانٹوں کی طرح تڑپائے ہیں

ہم سرافراز ہوتے رخصت، ہے آپ سے بھی امید بہت
یہ یاد رہے کس باپ کے بیٹے اور کس ماں کے جائے ہیں

ایک ضروری تصحیح — حضور اقدس کے اپنے الفاظ میں

مرسلہ : نصیر احمد قمر، لندن

حضور انور نے ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء کے خطبہ جمعہ فرمودہ مسجد فضل لندن میں روس سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک رؤیا کا ذکر فرمایا تھا۔ اس رؤیا کے بیان کے سلسلہ میں ایک ضروری تصحیح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ میں مع مکمل رؤیا درج ذیل ہے۔ حضور نے فرمایا تھا کہ "کچھ عرصہ پہلے میں نے خطبے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ کے ایک رؤیا کا ذکر کیا تھا کہ وہ کسی خوف کی وجہ سے جگہ چھوڑ کر کسی اور ملک میں جانے پر مجبور ہوئے ہیں۔ وہاں انہوں نے مجھے گود میں اٹھایا ہوا ہے یا امّ طاہر کے ایک بیٹے کو اور اس میں مَیں نے حضرت مصلح موعود رض کی طرف منسوب کر کے نام طاہر لے دیا تھا۔ چونکہ وہ رؤیا بہت پہلے سے پڑھی ہوئی تھی اس لئے خطبے کے معاً بعد میں نے ربوہ لکھا کہ یاد داشت سے بعض دفعہ غلطی ہو جاتی ہے اس لئے آپ اصل رؤیا جس اخبار میں چھپی تھی اس کی عکسی تصویر مجھے بھجوائیں تاکہ اگر غلطی سے کوئی بات واقعہ کے خلاف مذکور ہو گئی ہو تو اس کی درستی کر لی جائے۔ وہ رؤیا میں نے دوبارہ پڑھی تو اس میں باقی مضمون تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بالکل رؤیا کے مطابق ہی تھا یعنی یاد داشت نے کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ لڑکے کا ذکر تو ہے مگر اس میں میرا نام نہیں بلکہ جس رنگ میں وہ ذکر ہے وہ اپنی ذات میں خاص ایک معنی رکھتا ہے اور اس میں بھی ایک پیشگوئی مضمر تھی۔ آپ نے یہ لکھا ہے کہ جب میں نے خطرہ محسوس کیا تو میں بالاخانے پر اس غرض سے گیا کہ اپنی اہلیہ امّ طاہر کو بھی جگا دوں اور ان کو بھی ساتھ لے چلوں۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ ان کا ایک بچہ لیٹا ہوا ہے۔ اب وہ بچہ جو حضرت مصلح موعود رض کے ذہن میں موجود نہیں تھا اچانک اس طرح دکھایا جانا خود اپنی ذات میں ایک اعجازی رنگ رکھتا ہے اور پھر اس سے دلچسپ بات یہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے بچے کو اٹھایا تو وہ لڑکا بن گیا، تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے موجود بچوں کی طرف اشارہ کرنا مراد نہیں تھی بلکہ کسی ایسے بچے کی طرف اشارہ کرنا مراد تھی جو خدا کی تقدیر میں دین کے کام آنے والا تھا اور اس کا لڑکا بن جانا بتاتا ہے کہ بعد میں اس میں کوئی تبدیلی پیدا ہونی تھی۔ پس ایک تو یہ الفاظ کی درستی ذہن نشین کر لیں اور جو چھپ چکے ہیں خطبے یا ریکارڈ ہو چکے ہیں ان میں تو اب درستی ممکن نہیں لیکن تاریخ میں یہ بات میرے اس خطبے کے ذریعے درج ہو جائے گی۔

دوسری بہت دلچسپ بات جو دوبارہ پڑھنے سے سامنے آئی وہ یہ تھی کہ جو خطرہ تھا وہ فوجیوں کی طرف سے تھا اور ان فوجیوں کی تعین نہیں ہیں کہ کون ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ میں اچانک گھر سے باہر دیکھتا ہوں تو کچھ فوجی افسر گویا بدنیتی کے ساتھ وہاں کھڑے ہیں اور مجھے ان کی طرف سے خطرہ محسوس ہوتا ہے تو میں زمین پر اتر کر جانے کی بجائے جس طرح پہاڑوں پر گھر بنے ہوتے ہیں کہ اوپر کی منزل کا بھی بالا بالا تعلق ہوتا ہے۔ میں بالائی رستے سے نکل گیا ہوں اور یہ میری ہجرت کے عین مطابق ہے یعنی بالائی رستے سے یہاں فضائی رستے کے ذریعے رخصت ہونا اور خاموشی سے رخصت ہونا مراد ہے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ جون ۹۰ء)

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آئندہ کے حالات کے متعلق اپنی بعض رؤیا بیان کرتے ہوئے ۲۷ اپریل ۱۹۴۵ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں :

"اسی تسلسل میں مجھے اپنا ایک رؤیا یاد آ گیا جو ۴۱ء کے شروع کا ہے مجلس شوریٰ کے موقعہ پر دوسرے دن شام کو باہر سیر کرتے وقت میں نے یہ رؤیا چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو سنا دیا تھا اور ام طاہر مرحومہ (رضی اللہ عنہا) کو بھی سنایا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ خواب مجھے بھول گیا۔ ایک دن ٹہلتے ٹہلتے مجھے اس کا خیال آیا۔ اس پر میں نے سوچنا شروع کیا کہ وہ خواب کیا تھا۔ میں نے امّ طاہر مرحومہ (رضی اللہ عنہا) سے کہا کہ مجھے ایک خواب بھول گیا ہے۔ اس وقت وہ ذہن میں نہیں آتا، وہ اہم خواب تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک خواب آپ نے مجھے بھی سنایا تھا وہی تو نہیں۔ پھر انہوں نے وہ خواب سنایا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ آپ نے مجھے خواب سناتے وقت یہ بتایا تھا کہ یہ خواب آپ نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو بھی سنایا تھا۔ وہ خواب بھی آئندہ کے حالات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ترکوں کے علاقہ میں ہوں اور ایک بڑی بھاری عمارت ہے اس میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ کسی نے میری دعوت کی ہے اور میں اس دعوت میں گیا ہوں۔ جب میں دعوت سے واپس آیا ہوں تو اس وقت میں اکیلا ہوں۔ ساتھ والے دوست جو ہیں ان میں سے کوئی بھی اس وقت ساتھ معلوم نہیں ہوتا۔ عمارت جس میں ہم ٹھہرے ہوئے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ صرف امّ طاہر مرحومہ رض میرے ساتھ ہیں اور وہ اوپر کے کمرے میں سو رہی ہیں۔ جب میں اس عمارت کے پہلے کمرے میں داخل ہوا ہوں تو مجھے پیچھے سے آہٹ سنائی دی اور مجھے شبہ ہوا کہ کوئی

شخص کمرے کے اندر آنا چاہتا ہے۔ میں نے روشن دان میں سے باہر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ ایک شخص فوجی وردی پہنے ہوئے کمرے کے اندر جھانک رہا ہے۔ میں نے کھڑکی کے پاس سے آکر باہر کی طرف جھانکا تو مجھے معلوم ہوا کہ چند فوجی افسر باہر کھڑے آپس میں باتیں کر رہے ہیں اور ان کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ حملہ کر کے عمارت کے اندر گھس جائیں۔ پہرے دار اور دوسرے ساتھی اس وقت تک نہیں پہنچے۔ میں نے جلدی جلدی اوپر چڑھنا شروع کر دیا تاکہ امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) کو بیدار کر دوں۔ بہت اونچا جا کر عمارت ایسی ہے کہ ایک طرف شیڈ سا بنا ہوا ہے اور ساتھ صحن ہے وہاں امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) سو رہی ہیں اور ایک بچہ ان کے پاس سو رہا ہے۔ میں نے جس وقت یہ خواب دیکھا ہے یہ اس وقت کی بات ہے اس وقت ہماری لڑکی امۃ الجمیل ساڑھے تین سال کی تھی تو میں نے دیکھا کہ امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) وہاں سو رہی ہیں اور ان کے ساتھ ایک بچہ سو رہا ہے۔ میں نے امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) کو جگانا شروع کیا لیکن وہ میرے جگانے پر جلدی نہ اٹھیں۔ میں کہتا ہوں: خطرہ ہے اٹھو اور بچہ کو لے لو مگر انہوں نے اٹھنے میں دیر کی تو میں نے وہ بچہ اٹھا لیا۔ اس وقت وہ بچہ لڑکا بن گیا۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ امّ طاہر مرحومہ رضی اللہ عنہا کی بچیوں یا بچوں کو مبارک لڑکا دے یا امۃ الجمیل جو لڑکے کی صورت میں دکھائی گئی ہے ممکن ہے جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق آتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہی مردوں کے کام کی توفیق دے دے۔ بہرحال میں نے بچہ کو اٹھا لیا اور میں نے کہا: لو میں بچہ لے کر چلتا ہوں تم جلدی جلدی میرے پیچھے آؤ۔ وہاں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے مٹی ڈال کر کسی اونچی جگہ پر رستہ بنا دیا جاتا ہے۔ جیسے پہاڑوں پر مکان ہوتے ہیں اور ایک منزل نیچے اور ایک اوپر ہوتی ہے اور اوپر کی منزل کے ساتھ بھی گو وہ اونچی ہوتی ہے پہاڑ پر رستہ مل جاتا ہے۔ اسی طرح اس مکان کی بھی دوسری یا تیسری منزل ہے اور وہاں سے بھی ایک سڑک نیچے کی طرف جاتی ہے۔ اس پر میں تیز تیز چلتا ہوں اور پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا جاتا ہوں اور امّ طاہر مرحومہ (رضی اللہ عنہا) کو اشارہ کرتا چلا جاتا ہوں کہ جلدی جلدی چلو دُور جانے کے بعد میں نے دیکھا کہ کچھ جھونپڑیاں ہیں جن کی پھُوس کی دیواریں اور پھوس کی چھتیں ہیں۔ وہاں ایک کٹہرے کے ساتھ جو سڑک پر بنا ہوا ہے مجھے ایک عورت نظر آئی۔ میں نے اسے کہا کہ یہاں کوئی ٹھہرنے کی جگہ مل سکتی ہے؟ اس نے کہا ہاں مل سکتی ہے۔ اتنے میں امّ طاہر (مرحومہ رضی اللہ عنہا) بھی قریب آگئیں۔ اور میں نے اس عورت سے کہا کہ بتاؤ کون سی جگہ ہے۔ وہ ہمیں گاؤں میں لے گئی جیسے گاؤں میں جگہیں ہوتی ہیں، کہیں اُپلے پڑے ہیں اور کہیں کوڑا کرکٹ پڑا ہے۔ ایسی جگہوں سے چلتے چلتے ایک چھوٹی سی پھوس کی دیواروں والی جھونپڑی آئی۔ وہ ہمیں وہاں لے گئی، کچھ لوگ وہاں جمع ہو گئے۔ میں نے ان سے حالات پوچھنے شروع کئے۔ حالات پوچھتے ہوئے مذہب کی باتیں شروع ہو گئی ہیں۔ اس وقت میں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ تمہارا مذہب کیا ہے؟ تو ان میں سے ایک مرد پہلے تو ہچکچاتا ہے اس کے بعد اس نے کہا کہ ہم ایک نئے مذہب کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے کہا وہ کون سا فرقہ ہے تو پھر وہ ایسے رنگ میں جیسے کوئی شخص خیال کرتا ہے کہ مخاطب اس کے متعلق نہیں جانتا۔ اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ اس کو بتانا فضول ہے۔ کہتا ہے کہ

ہندوستان کا ایک فرقہ

ہے۔ میں نے کہا: ہندوستان کا کون سا فرقہ ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہندوستان میں ایک شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے ہم اس کے مرید ہیں۔ پھر وہ کچھ خلافت کا بھی ذکر کرتا ہے کہ

وہاں ہمارا خلیفہ ہے

مجھے اس پر خواب میں خوشی ہوتی ہے اور میں اسے بتانا چاہتا ہوں کہ جس کے متعلق تم کہتے وہ خلیفہ میں ہی ہوں۔ وہ میری بات فوراً سمجھ کر اشارہ کرتا ہے کہ آپ بولیں نہیں اور اس کے بعد اس نے الگ یا کان میں مجھے بتایا کہ ہم چند لوگ احمدی ہیں اور باقی لوگ دہریہ ہیں۔ میں پوچھتا ہوں یہ کون سا علاقہ ہے؟ تو وہ کہتا ہے

یہ روس کا علاقہ ہے

اور کہتا ہے کہ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ ان لوگوں کو آپ کا پتہ لگ جائے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

یہ رؤیا بھی اس امر کی خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو روس میں احمدیت کی تبلیغ کے ذرائع کھول دے۔ ممکن ہے ترکی کے علاقہ کی طرف سے یا ایران کے علاقہ کی طرف سے اللہ تعالیٰ روس میں تبلیغ اسلام کا رستہ کھول دے۔"

(روزنامہ "الفضل" - قادیان - مورخہ ۷ رمئی ۱۹۴۵ء - شمارہ ۱۰۷ - جلد نمبر ۳۳)

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا
(دُرِّ ثمین)

میرے تأثرات

مولانا دوست محمد شاہد ، مورخ احمدیت

تلونڈی موسیٰ خاں، گوجرانوالہ کے مشہور صنعتی شہر کے ماحول میں ایک پیاری بستی ہے جو پاکستان کے ممتاز شاعر جناب سید عبدالحمید عدمؔ کا مولد ہے۔ اس بستی کے آٹھ مخلص احمدی نیز عزیزم شبیر احمد صاحب ثاقبؔ مربی سلسلہ اور خاکسار ایک ماہ اسیر راہ مولا رہے اور ۳ مئی ۱۹۹۰ء کو ضمانت پر رہا ہوئے۔

رہائی کے بعد مخلصین جماعت جس والہانہ ذوق وشوق اور غیر معمولی للّٰہی محبت سے بے اختیار ہوکر دیوانہ وار ملاقات کیلئے تشریف لا رہے ہیں اس کا نقشہ قلم کھینچنے سے قاصر ہے۔ احمدیت کے بین الاقوامی رشتۂ اخوت کے بے شمار روح پرور نظارے آج تک ایک عالم دیکھتا آ رہا ہے۔ مگر ہم اسیرانِ راہ مولا یہ دیکھ کر سچ مچ مبہوت اور دنگ رہ گئے کہ ہم مجبوروں کی خاطر ہمارے جان سے پیارے امام ہمام اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ایک کروڑ سے زیادہ احمدی جن میں جوان، بوڑھے، خواتین اور بچے بھی شامل ہیں پورا ایک ماہ آستانہ الوہیت پر نہایت بے قراری کے ساتھ سجدہ ریز رہے اور اپنے آنسوؤں سے اپنی سجدہ گاہوں کو تر کرکے عرش الٰہی پر گویا دھوم مچادی۔

کوئی آنکھ نہ تھی جو گریاں نہ ہو، کوئی دل نہ تھا جو ہمارے لیئے آنسو نہ بہا رہا ہو۔ تیس ۳۰ دن کی دعاؤں کی یہ ایک عالمگیر ریاضت تھی جس نے بلا مبالغہ اور بلا استثناء تمام مخلصین جماعت کے آنسوؤں کو گویا ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں تبدیل کردیا اور افسردہ دنیا مسرّتوں کی کائنات میں ڈھل گئی۔ ہم اسیرانِ راہِ مولا کے پاس وہ الفاظ نہیں جن میں اپنے پیارے امام اور شمع احمدیت کے پروانوں کے اس احسان عظیم کا شکریہ ادا کرسکیں جن کی مسلسل ایک ماہ کی پُرسوز اور متضرعانہ دعاؤں کو ربّ کریم نے بالآخر شرف قبولیت بخشا۔ ہماری زبان خدا کی حمد سے لبریز ہے اور ہمارے دل جماعت کے ایک ایک فرد کے لیئے جذبات تشکّر سے معمور اور مجسّم دعا ہیں۔ ہم فرزندان احمدیت کی دعاؤں کا بدلہ قیامت تک نہیں ادا کرسکتے۔ یہ دعائیں ہمارے لیئے لازوال خزانہ ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوسکتا اور لافانی لعل وجواہر ہیں جن کی چمک دمک کبھی ماند نہیں پڑسکتی۔ (انشاء اللہ)

ایام اسیری میں ہم سب کو خدا کے فضل وکرم سے نہایت درجہ سوز اور رقت سے نہ صرف اپنے پیارے اور محبوب آقا، سکھر اور ساہیوال کے اسیران راہ مولا اور ربوہ کی جماعت کے لیئے دعائیں کرنے کی توفیق عطا ہوئی بلکہ اپنے پیارے وطن پاکستان، نیز کشمیر اور فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کیلئے بھی دردبھری دعاؤں کے مواقع میسّر آئے۔

ایک خاص قابل ذکر بات یہ ہے کہ سب اسیران راہ مولا نے اس عرصہ میں درود شریف کے وِرد کا بھی کثرت سے التزام رکھا ؎

تیرے صدقے تیرے قربان رسولِ عربی
تجھ سے جاری ہے ہوا فیضان رسولِ عربی

سب سے بڑی نعمت جو ہمیں اس ایک ماہ میں جنابِ الٰہی سے نصیب ہوئی وہ محبت الٰہی کا ایک نرالہ تجربہ تھا۔ شائد یہ ایک "روحانی وقفہ" تھا جس کی تاریخیں ہمارے حکیم وخبیر خدا نے خود مقرر فرمادی تھیں۔ یہ "وقفہ" اوّل سے آخر تک ذکر الٰہی، تعلیم دین اور مشقّت سے مخصوص رہا۔

اِس سلسلہ میں یہ عجیب روحانی انقلاب ہم نے مشاہدہ کیا کہ ہمارے بعض ساتھی جو جیل میں آنے سے پہلے نمازوں میں سُست تھے خدا کے فضل وکرم سے سب بیدار بلکہ مستجاب الدعوات بن کر نکلے حتیٰ کہ ایک احمدی نوجوان کو قبل از وقت بذریعہ رویاء بتا دیا گیا کہ ہماری ضمانت بدھ کو اور رہائی جمعرات کو ہوگی چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا۔

بالآخر یہ عاجز اپنی طرف سے اور اپنے سب ساتھیوں کی طرف سے حضور انور اور تمام مخلصین جماعت کی خدمت میں نہایت عاجزی کے ساتھ درخواست دعا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سب اسیران راہ مولا کی اس حقیر قربانی کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے، ہر آن اپنے حفظ وامان میں رکھے اور زندگی کے آخری سانس تک خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا رہے کہ ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو حاصل ہے ؎

اک نظر لطف وکرم کی اور دعا
ہے فقط اتنا ہی میرا مدعا

اچھی زندگی وہ ہے جو عمدہ ہو اگرچہ تھوڑی ہو

(ملفوظات جلد دوم صـ ۳۳۴)

اشارات

جناب قیس مینائی نجیب آبادی کی ایک طویل نظم سے چند اشعار

یہ کہتی ہے مرے اشکوں کی برسات
بڑی زرخیز ہے تاروں بھری رات

عجائب خانۂ عالم ہے وہ راز
جہاں ہر ذرّہ ہے قفلِ طلسمات

حدودِ کُن فکاں سب کر گیا طے
جنونِ عشق کی دیکھیں کرامات؟

مرے ہر تارِ سازِ دل کی لرزش
ہوئی ہے باعثِ صد حشرِ جذبات

اگرچہ جوہرِ قابل نہیں میں
مگر مقبول ہیں میرے مقالات

چمک اے ذرّہ جوہر فضا میں
کہ روشن ہے دلیلِ ہستیٔ ذات

حدیثِ سرِّ معنیٰ نشر کردو
سنا دو کھول کر قرآں کی آیات

بلائیں درپئے آزار ہیں پھر
کہ پھر منڈلا رہی ہیں سر پہ آفات

اٹل ہے گردشِ تقدیرِ عالم
یہ ہیں انگشتِ فطرت کے اشارات

اٹھیں گے پھر قیامت خیز فتنے
کہ کروٹ لے رہے ہیں انقلابات

زمیں پر ڈھیر ہو جائیں گے سارے
رفیع الشان آطام و عمارات

سنبھل جائیں مسلمانانِ عالم
کریں مضبوط پھر باہم مواخات

اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو!
کرو پھر زندہ اسلامی مساوات

دُعا کر قلب کی گہرائیوں سے
کہ تا آساں ہوں ساری مہمّات

تجھے اللہ نے انساں بنایا
بجا لا شکر کے ہر وقت سجدات

الٹ تاریخِ ماضی کا ورق پھر
پلٹ پھر جانبِ مقصودِ بالذّات

الٰہی پھر انہیں نورِ یقیں دے
عطا کر پھر انہیں ذوقِ عبادات

الٰہی پھر انہیں سوزِ دروں دے
عطا کر پھر انہیں روشن خیالات

انہیں پھر صاحبِ عرفاں بنا دے
عطا کر پھر انہیں زندہ کرامات

انہیں کر مجتمع اے جامع النّاس
کہ یہ بکھرے پڑے ہیں مثلِ ذرّات

یہ آخر امّتِ خیر الرّسل ہیں
کہ ہیں سب تیرے محتاجِ عنایات

تجھے بھی تیری رحمت کی قسم ہے
تہتّر ملّتوں کو کر دے یکذات

بنا دے پھر انہیں فوجِ ظفر موج
پھر ان پر کھول دے بابِ فتوحات

کہاں عینی شہادت کی نظیریں
کہاں جھوٹے گواہوں کے بیانات

قلم برداشتہ نوکِ قلم سے
جو ٹپکے بے مزہ سے چند رشحات

انہیں پر اکتفا کرتا ہوں اے قیس
کہ فکرِ نارسا کی ہے یہ سوغات

غزل

فصیلِ غم میں دریچہ کوئی تو رہنے دو!
خوشی کے واسطے رستہ کوئی تو رہنے دو

مہکتے خواب کہیں راستہ نہ کھو بیٹھیں
کنارِ چشم دِیا سا کوئی تو رہنے دو

مرے نصیب کی ویران رہگذاروں میں
کِرن، خیال، اُجالا، کوئی تو رہنے دو

کوئی تو صُبح تلک ہو اُمید کی صُورت
کہ وحشتِ شب میں سِتارہ کوئی تو رہنے دو!

یہ کیا کہ وقت تمہاری ہی دسترس میں رہے
مِری گرفت میں لمحہ کوئی تو رہنے دو،

نویدِ صبحِ طَرب کون دینے آئے گا
کسی شجر پہ پرندہ کوئی تو رہنے دو،

طاہر یزدانی ۔ کولون

الوداعیہ سپاسنامہ

مکرم و محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیمؔ قریباً عرصہ تین سال سے جرمنی میں خدمات دینیہ بجالا رہے تھے۔ مرکز کی ہدایت کے مطابق آپ کی تبدیلی واپس امریکہ کردی گئی ہے۔ آپ ۱۳ ؍جون ۱۹۹۰ء کو واپس امریکہ تشریف لے گئے۔ روانگی کے موقع پر جماعت جرمنی کی نیشنل مجلس عاملہ کے علاوہ مختلف تنظیموں نے جن شاندار الفاظ میں آپ کی خدمات کو سراہا اور خراج تحسین پیش کیا ان کو یہاں شائع کرنے کے ساتھ ساتھ ادارہ محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیمؔ نگران "اخبار احمدیہ" کو شکریے کے رسمی الفاظ کی بجائے احسان مندی کے ان جذبات کے ساتھ الوداع کہتا ہے جو آپ کیلئے ہمارے دل میں ہیں۔ اخبار احمدیہ کیلئے آپ کی راہنمائی اور محنت پڑھنے والوں کو ہمیشہ نظر آتی رہے گی (ادارہ)

منجانب نیشنل مجلس عاملہ جرمنی

(نوٹ: یہ الوداعی ایڈریس ۱۱ ؍جون کو مجلس عاملہ کے اجلاس میں جماعت جرمنی کی طرف سے مکرم عرفان احمد خان صاحب سیکرٹری امور خارجہ نے محترم امیر صاحب کے حکم پر پڑھ کر سُنایا)

بخدمت محترم مولانا عطاء اللہ کلیمؔ صاحب، مشنری انچارج جرمنی! ______ السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ

آنمحترم کی جرمنی سے روانگی سے قبل جدائی کے شدید احساس کے زیر اثر آج ہم آپ کو خلوص دل اور متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ الوداع کہنے کی غرض سے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ ہم اسے اپنی بہت بڑی خوش قسمتی سمجھتے ہیں کہ ہمیں جرمنی میں اپنے دینی اور جماعتی فرائض کی بجاآوری کے لئے آپ جیسے جیّد عالم دین اور دنیا کے مختلف برِّاعظموں میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے کی غیر معمولی سعادت پانے والے نہایت کامیاب اور فائز المرام مبلغ اسلام کی راہنمائی میسّر آئی اور اسطرح ہم آپ کے علم وفضل سے مستفیض ہونے اور آپ کی راہنمائی اور نگرانی میں خدمات دینیہ بجالانے کی غیر معمولی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

آپ نے اس نازک دَور میں اپنے آپ کو بطور واقف زندگی پیش کیا جس وقت چاروں طرف دشمن ہی دشمن تھے اور خلیفۂ وقت کو احیائے اسلام کیلئے ایسے نوجوانوں کی ضرورت تھی جو جرأت ایمانی کے ساتھ میدان میں نکلیں اور حفاظت اسلام کی مضبوط عمارت کی بنیادی اینٹ بن سکیں الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس میدان میں سرخرو فرمایا اور آپ بحیثیت صفِ اوّل کے مبلغین کے کم وبیش نصف صدی تک ہر قسم کے ذاتی مفادات سے بالا تر رہتے ہوئے دنیا کے مختلف ممالک میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا جھنڈا بلند کرنے کی کوشش میں مصروف عمل رہے۔ پھر یہ ہی نہیں بلکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان پر پورا اترے: "میری غرض ان واقفین سے یہ ہے کہ ان میں سے ہی قاضی تیار کروں اور ان میں سے ہی مدرّس ہوں اور ان میں سے ہی مربّی اور تعلیم وتربیت دینے والے ہوں۔ جب ان میں سے کسی کو قاضی بنایا جائے تو وہ ایسا نمونہ دکھلائے کہ لوگ تسلیم کریں کہ وہ انصاف سے کام کرتا ہے۔ جب اسے مُفتی بنایا جائے تو لوگ محسوس کریں کہ اس نے جو فتویٰ دیا ہے صحیح ہے اور جب کوئی مُربّی بنے تو لوگ محسوس کریں کہ وہ جو بات بھی کرتا ہے خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر کرتا ہے۔"

آنمحترم آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان خوش نصیب واقفین زندگی میں سے ایک ہیں جنہیں سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے عظیم المرتبت اور اولوالعزم وجود باجود کی زیر تربیت رہنے کی عظیم الشان سعادت نصیب ہوئی۔ اس تربیت سے مستفیض ہونے کے بعد آپ کو جماعت کے بہت سے اداروں سے وابستہ رہنے کی توفیق ملی۔ اور ایک زمانہ اس بات پر گواہ ہے کہ آپ نے جس حیثیت میں بھی اور جہاں بھی کام کیا حضرت مصلح موعودؓ کا مذکورہ بالا ارشاد آپ کا مطمع نظر رہا۔

جہاں تک سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نامور جیّد علماء اور بزرگ اساتذہ کی جانشینی کا تعلق ہے آپ کو جامعہ احمدیہ ایسی بلند پایہ دینی درسگاہ کے پرنسپل کے طور پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ پھر آپ کو افریقہ، امریکہ اور یورپ کے بعض ممالک میں مبلغ انچارج کی حیثیت سے خدمات بجالانے کا شرف حاصل ہوا۔ مغربی افریقہ کے ملک گھانا میں آپ سالہا سال تک مبلغ انچارج رہے۔ اگر آج پاکستان کے بعد گھانا سب سے بڑی جماعت شمار کیا جاتا ہے تو یہ یقیناً آپ کی بھی ان جانفشانیوں کا ثمر ہے جو برسوں آپ نے اس سنگلاخ زمین میں کیں اور انتہائی شوق اور جذبہ و جوش سے انہیں جاری رکھا لیکن ایک گھانا کیا آج جہاں بھی باغِ احمد کا درخت بار آور نظر آتا ہے، جو شاخ بھی ثمردار دکھائی دیتی ہے اور جو ڈالی بھی پھلوں کے بوجھ سے جھکی نظر آتی ہے اسکی آبیاری میں واقفین زندگی کی محنت اور قربانی کا بھی دخل ہے۔

آخر میں آپ کو یورپ کے اہم ترین ملک جرمنی میں مبلغ انچارج کے طور پر خدمات بجالانے کا موقعہ ملا۔ آپ کا چناؤ یہاں کے جن مخصوص حالات اور جماعتی ضرورت کے تحت کیا گیا تھا۔ آپ نے دن رات ایک کر کے اور اپنی تکلیف یا بیماری پر جماعتی ضرورت کو مقدّم جانتے ہوئے جس طرح سعی مسلسل کے ساتھ محنت کی یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ جماعت جرمنی میں بتدریج ترقی ہر ایک محسوس کرتا ہے۔ آپ نے جماعتی مشن ہاؤسز میں پرانے آئمہ کی نادر کُتب کا ذخیرہ جمع کر کے ایک ایسی گراں قدر خدمت انجام دی ہے جس کے لیۓ جماعت جرمنی کی آئندہ نسلیں بھی آپ کی ممنون احسان رہیں گی۔

آپ نے اپنی محنت شاقہ اور اپنی پوری توجہ کی بدولت جماعت جرمنی کے ترجمان "اخبار احمدیہ" کو نئی زندگی عطا کی۔ آپ کی دلچسپی اور توجہ کے نتیجہ میں صد سالہ جوبلی کے سال اخبار احمدیہ کا خصوصی شمارہ اور پھر صد سالہ سووینئر کا شائع ہونا ہم سب کیلئے عزت اور فخر کا باعث ہوا۔ جرمن قرآن کریم کے عربی متن کی صحت کی طرف آپ کی خصوصی توجہ جماعت جرمنی کے ساتھ ایک ایسی نیکی ہے جس کا حق ادا کرنا بھی چاہیں تو شائد ممکن نہ ہو۔ آپ کی گراں قدر خدمات کے اعتراف کے اظہار کے ساتھ اگر ہم آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ کے احسانات کا ذکر نہ کریں تو یہ یقیناً ایک ناشکری اور ان کی حق تلفی ہوگی۔ آنمحترمہ نے اپنی طویل علالت کے باوجود ہم سب سے مادرِ مہربان کا سلوک روا رکھا اور ہر ایک کے ساتھ شفقت سے پیش آنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آنمحترمہ کا وجود بالخصوص جماعت کے بچوں اور بچیوں کیلئے سراپا شفقت و رحمت رہا۔ مشن ہاؤس میں کام کرنے والے کارکنان خالہ جی کی محبت و شفقت بھری آواز کو کبھی فراموش نہ کر سکیں گے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آنمحترمہ کو معجزانہ طور پر شفا کامل و عاجل عطا فرمائے اور خیر و برکت سے معمور طویل فیض رساں عمر سے نوازے۔ آمین۔

ہمارے مُربّی و محسن اب جبکہ آپ یہاں قابل قدر خدمات بجالانے کے بعد جماعت جرمنی سے رخصت ہو رہے ہیں ہم آپ کو پرخلوص طور پر الوداع کہتے ہوئے تین ایسے جماعتی امور سے متعلق آپ سے خصوصی طور پر دعاؤں میں یاد رکھنے کی درخواست کرتے ہیں جن کے کام کا آغاز آپ ہی کے ہاتھوں یا آپ ہی کے دور میں ہوا ہے۔ ملک جرمنی کی سرحدوں میں جغرافیائی تبدیلی کا امکان جماعت جرمنی کے کندھوں پر بہت بھاری ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالنے کا موجب بننے والا ہے۔ خلیفۂ وقت کی یہ خواہش کہ یورپ میں سب سے پہلے جرمن قوم اسلام قبول کر کے دوسری قوموں کو روحانیت میں بھی LEAD کرے، ہم میں سے ہر ایک کے داعی الی اللہ بن جانے کا لازمی تقاضا کرتی ہے۔ آپ ہماری کمزوریوں سے بھی واقف ہیں اور ہماری اب تک کی کوششیں بھی آپ سے چھپی ہوئی نہیں۔ خدارا ہمیں اس میدان میں فتح یاب ہونے کیلئے کبھی اکیلا نہ چھوڑیں۔ آپ جہاں بھی ہوں ہماری راہ نمائی فرمائیں اور دعا کے ساتھ ہماری مدد فرماتے رہیں۔

دوسرا اہم امر آئندہ بیس سال میں جرمنی میں سو مساجد کی تعمیر کا ہے۔ خدا کے فضل سے اس کام کیلئے ہم میں سے کوئی بھی پیچھے ہٹنے والا نہیں۔ ہم کامل وفاداری اور دیانتداری کے ساتھ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا عہد کیئے ہوئے ہیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کی اس تمنا کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تیسرا ایک نہایت خوشکن لیکن بہت بڑی اور بھاری ذمہ داری کا کام جماعت جرمنی کے احباب و خواتین نے محض اسلام کی سربلندی اور کامل فتح کو قریب تر لانے کیلئے انجام دینے کی توفیق پائی ہے۔ اور وہ پاکستان کے بعد سب سے زیادہ بچے وقفِ نو کی تحریک میں پیش کرنے کی سعادت ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ ازراہ ذرہ نوازی ان بچوں کو اپنی دعاؤں میں ہرگز نہ بھولیں۔ ان بچوں کے والدین کی تمناؤں کو پھل آپ کی دعاؤں اور آپ کی تربیت کے نتیجہ میں لگنا ہے۔ خدا کرے کہ ہم ان کی تربیت سے غافل نہ ہوں۔ اور آج کے واقفین نو شاہراہ غلبہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والے ہوں۔ یورپ کے مادہ پرستی کے اس ماحول میں خدا ان کے قدموں کو ڈگمگانے سے محفوظ رکھے اور انہیں خلافت اِسلام کی مضبوط عمارت کا وہ ستون بنائے جس کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کا شرف آپکو حاصل ہوا ہمارے لیۓ یہ بھی دعا کریں کہ ہم اسلام کی آواز جرمنی کے ہر شہر میں پہنچانے والے بنیں۔ خدا تعالیٰ کا نام اس سرزمین میں سدا بلند ہوتا رہے۔ ہم قرآن خود سیکھیں اور دوسروں کو سکھانے والے ہوں۔ ہم پہلے خود شریعت اسلامیہ پر عمل کریں اور پھر دوسروں سے بھی عمل کروائیں۔ ہم میں سے ہر ایک اور ہم میں

ہر نیا شامل ہونے والا نظامِ جماعت سے وابستہ رہنے کا عہد کرنے والا ہو۔ نظامِ خلافت کی حفاظت کی خاطر جان دینے کے لئے ہم میں سے ہر ایک مستعد رہے۔ صداقت ہمارا زیور، امانت ہمارا حُسن اور تقویٰ ہمارا لباس ہو۔ خدا تعالیٰ ہمارا ہو اور ہم اس کے ہو کر زندہ رہیں۔ آمین

امیر و ممبران نیشنل مجلسِ عاملہ۔ جرمنی

منجانب نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ جرمنی

(نوٹ : یہ الوداعی ایڈریس مکرم عبدالغفور صاحب صدر مجلس انصاراللہ۔ جرمنی نے مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیمؔ کو دی جانیوالی الوداعی تقریب میں مجلس انصاراللہ جرمنی کی طرف سے پڑھ کر سنایا)

جیسا کہ دوستوں کو علم ہے کہ آج کی یہ تقریب مکرم و محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیمؔ کو الوداع کہنے کیلئے منعقد کی جارہی ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق یہاں سے تشریف لے جارہے ہیں۔ مکرم و محترم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیمؔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی اجازت و منظوری سے اگست ۱۹۸۷ء میں جرمنی میں بطور مشنری انچارج تشریف لائے اس سے قبل آپ امریکہ اور غانا میں خدماتِ دینیہ بجالاتے رہے۔ محترم مولانا صاحب کو ایک لمبا عرصہ خدمتِ دین کی توفیق ملی۔ اس راہ میں آپ کو مشکلات و مصائب کا سامنا بھی کرنا پڑا لیکن آپ پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔ ضعیفیٔ عمر کے باوجود بھی آپ اپنے دینی فرائض کی بجا آوری میں ہمہ تن مشغول رہتے۔

آپ کی آمد سے قبل جرمنی کی جماعت میں روحانی تشنگی پائی جاتی تھی۔ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے جماعتی ڈھانچہ کی از سرِ نو تشکیل کی اور نوجوانوں کی اس جماعت میں بیداری کی نئی لہر پیدا کی۔ خصوصاً اپنے خطبات اور تقاریر میں آپ نے یہاں کی ذیلی تنظیموں میں فرداً فرداً احساس ذمہ داری کا شاندار جذبہ پیدا کیا جس کی بناء پر جماعت نے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقیات کیں۔ جماعتہائے مغربی جرمنی مولانا صاحب کی ان عظیم خدمات کو کبھی بھی فراموش نہیں کرسکے گی۔

گو کہ مولانا صاحب نے ہمارے درمیان انتہائی قلیل عرصہ گزارا ہے لیکن اپنے کردار میں، گفتار میں اور برتاؤ میں انتہائی عظیم انسان ہیں۔ جب بھی آپ سے کسی مسئلہ پر مشورہ لیا جاتا، انتہائی پیار اور محبت کا سلوک کرتے۔ ہم سب کیلئے ایک شفیق باپ کی طرح تھے، اب جبکہ ہم سے جدا ہو رہے ہیں، ان کی یادوں کو ہم کبھی بھی بھلا نہیں سکیں گے۔

آخر میں خاکسار اور تمام ممبران نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ، جرمنی دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہر گام پر آپ کے شاملِ حال رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپکی اہلیہ محترمہ کو صحت و تندرستی والی لمبی عمریں عطا کرے اور اپنے بچوں کی خوشیاں نصیب کرے اور آپ پر اپنے بے پایاں فضل نازل کرے۔ اسلام اور احمدیت کی خاطر کردہ خدمات و قربانیوں کو قبول فرماوے اور اس کا احسن بدلہ عطا فرماوے اور مزید خدمتِ دین کی توفیق دے۔ آمین۔ ان پر امید دعاؤں کے ساتھ ایک بزرگ شاعرہ کی ایک یادگار نظم کے اس دعائیہ شعر پر رخصت کرتے ہیں ؎

ہر گام پر ہمراہ رہے نصرتِ باری ❖ ہر لمحہ ہر آن خدا حافظ و ناصر۔

صدر و ممبران نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ۔ جرمنی

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبّر سے بچو کیونکہ تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے

نزول المسیح صہ ۲۴

ایک سچی کہانی

عمل میں کامیابی ہے

ڈاکٹر نذیر احمد ساجد ...... KAISERSLAUTERN

صاحبِ مضمون ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ساجد ۱۹۳۴ء میں کوٹ احمدیہ ضلع حیدرآباد سندھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۵ء میں انٹرمیڈیٹ کا امتحان دیال سنگھ کالج لاہور سے پاس کیا۔ ۱۹۶۰ء میں چار سالہ طبّی کورس بی۔یو۔ایم۔ایس سندھ یونیورسٹی سے اوّل پوزیشن لے کر پاس کیا۔ اس کے بعد ایک عرصہ تک ڈسٹرکٹ کونسل حیدرآباد کے ہسپتالوں میں بطور انچارج خدمات انجام دیں۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۷ء تک طبیہ کالج ربوہ میں پرنسپل کے عہدہ پر فائز رہے۔ آپ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مہتمم عمومی رہے۔ اس کے علاوہ جلسہ سالانہ اور اجتماعات کے موقعہ پر مختلف انتظامی امور سرانجام دیتے رہے۔ مختلف طبّی موضوعات پر آپ نے ۹ کتب لکھی ہیں جن میں سے میڈیکل ڈکشنری، امراض متعدیہ، علم الادویہ، اور جنرل سرجری طبی حلقوں میں بہت مقبول ہیں۔ آپ کی کتب پاکستان بورڈ آف یونانی کے نصاب میں شامل ہیں، اور پاکستان کے تمام طبیہ کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ آپ کا نام اور مفروض (DATA) امریکہ کی کانگریس لائبریری اور تمام امریکن لائبریری کی کیٹلاگز میں بطور مصنف درج ہے ۱۹۷۳ء میں "امراض قلب اور طبِ یونانی" کے موضوع پر آپ کے مقالے نے ہمدرد فاؤنڈیشن سے دوم قرار پاکر انعام حاصل کیا۔ آج کل آپ جماعت احمدیہ KEISERSLAUTERN کے جنرل سیکرٹری تھے۔ یہاں کے امریکی BASE پر امریکن مسلمانوں سے آپ نے خصوصی روابط پیدا کئے اور ان کا ایک وفد امسال جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوا۔

ڈاکٹر نذیر احمد ساجد مرحوم

آپ گذشتہ کئی برسوں سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ چنانچہ ۳۱ جولائی ۱۹۹۰ء کو آپ کو دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ ۹ جون ۱۹۸۸ء کا دن تھا۔ بین کارسن آج اپنے ماضی کے ماحول میں گم تھا۔ وہ اپنے اسکول کی ایک ایک کلاس کو حیرت سے دیکھ رہا تھا یہ وہی اسکول تھا جہاں سے اس نے اپنے تلخ سفرِ حیات کا آغاز کیا تھا اور آج سے ۱۹ سال قبل یہاں سے ڈگری کا کورس پاس کیا تھا۔ لیکن اس کی ابتدائی زندگی بہت تلخی میں گزری تھی۔ آج اس عظیم ڈاکٹر کو اپنے ماضی کی ایک ایک تلخی یاد آ رہی تھی آج اپنے اسی اسکول میں اسے خطاب کے لیئے بلایا گیا تھا۔ وہ ایک ماہر دماغی سرجن بن کر پوری دنیا میں شہرت حاصل کر چکا تھا۔ اپنے بچپن میں وہ اسی شہر کی گلیوں میں آوارہ اور غریب بچوں کی طرح افلاس، بے چارگی اور بے بسی سے ٹھوکریں کھاتا پھرا کرتا تھا۔ اسے اپنا مستقبل گہرے بادلوں کی طرح سیاہ اور تاریک نظر آتا تھا۔ اس کے صحنِ سینہ میں ہر وقت دکھوں کی ایک ہنڈیا ابلتی رہتی تھی۔ اسے بالکل یقین نہیں تھا کہ وہ اپنی منزل کو پالے گا، لیکن آج اسی اسکول کے پوڈیم میں ایک کامیاب ڈاکٹر بن کر کھڑا اسکول کے شاگردوں سے مخاطب تھا۔

اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور اپنی لمبی لمبی سیاہ نرم انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "میں نے اپنی ان انگلیوں سے ہمیشہ سرجری اور آپریشن کا کام ہی نہیں لیا۔ میں اپنے بچپن میں جب تمہاری طرح چھوٹا تھا تو ان انگلیوں سے لڑائی کے لیئے چاقو بھی چلایا کرتا تھا۔ اور اگر مجھے قدرت نہ بچاتی تو میں آج ایک قاتل کی حیثیت سے جانا جاتا۔" تمام طالب علم بے یقینی کی حالت میں اتنے عظیم ڈاکٹر کے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔

بین کارسن اور اس کے بڑے بھائی نے بہت غربت اور تنگدستی میں زندگی گزاری تھی۔ ان کی ماں سونیا نے ۱۳ سال کی عمر میں شادی کی اور کارسن ابھی آٹھ سال کا ہی تھا کہ اس کی ماں کو طلاق مل گئی۔ ان کی غریب ماں مختلف مقامات پر سروس کرتی پھرتی مگر اسے اپنے بیٹوں کی بہتر زندگی کا بہت خیال تھا، بچوں کو نظمیں سنا سنا کر ان کا جذبۂ ہمّت ابھارتی۔ پھر بھی جب دونوں بچّوں اسکول میں داخلہ لیا تو اتنے ذہین طالب علم نہیں تھے۔ خاص طور پر بین کارسن کی پڑھائی کا یہ حال تھا کہ وہ اپنی جماعت میں سب سے کم نمبر لے کر پاس ہوا، لیکن اس کی ماں سونیا جانتی تھی کہ اس کے بیٹے میں بہت سی صلاحتیں موجود ہیں۔

ایک شام اس کی ماں نے حکم دیا "تم ہفتے میں صرف دو ٹی وی شو دیکھ سکتے ہو' اور تمہیں ہفتے میں کم از کم دو کتابیں پڑھ کر ختم کرنی ہیں' اور بعد میں مجھے بتایا بھی کرو" تاکہ مجھے معلوم ہو کہ تم نے کتابیں پڑھ لی ہیں"۔

شروع میں تو بین کا پڑھائی میں دل نہیں لگتا تھا لیکن پھر وہ کتابوں میں دلچسپی لینے لگا۔ کتابوں نے اسے ایک نئی راہ دکھائی اور وہ بہت زیادہ کتابیں پڑھنے لگا۔ اس کی ماں اپنے بچے کو پڑھتا دیکھتی تو پیار سے کہتی "بیٹی یہ نہایت نفیس کام ہے"۔

ایک دن بین نے گھر میں اعلان کر دیا کہ میں بڑا ہو کر مشنری ڈاکٹر بنوں گا اور دوسرے ملکوں میں جا کر بیماروں کا علاج کیا کروں گا۔ اس کی ماں سونیا یہ سن کر مسکرا دی کیونکہ اسے علم تھا کہ کچھ روز پہلے ہی بین نے ایسی کتاب پڑھ کر ختم کی ہے جس میں مشنریوں کا ذکر ہے۔ ماں نے اسے تسلّی دیتے ہوتے کہا تم وہ سب کچھ بن سکتے ہو جو تم چاہو گے۔ صرف خدا سے مدد مانگتے رہو کہ وہ تمہیں سیدھے راستے پر چلائے۔ خدا ان لوگوں کی مدد کو ضرور آتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

اس کے بعد بین میں نیا حوصلہ اور عزم پیدا ہو گیا۔ وہ جو پہلے اپنی کلاس میں سب سے پیچھے تھا اب اوّل آنے لگا۔ اس پر اس کے تمام استاد حیران تھے لیکن ایک بات بین میں اب بھی ایسی تھی کہ اسے اپنے غصّے اور مزاج پر قابو نہیں تھا۔ کبھی وہ اپنے بچھڑے ہوئے باپ پر غصہ دکھاتا۔ کبھی اپنی ماں کی مصیبت زدہ زندگی پر تپ کر طیش میں آجاتا اور کبھی اپنے ارد گرد کے غریب اور بھوکے ننگے انسانوں کو دیکھ کر افسوس کرتا اور اپنے آپے سے باہر ہو جاتا۔

ایک شام ایسا ہوا کہ اسکول سے گھر آتے ہوئے بین اپنے ایک دوست سے بحث اور تکرار کرنے لگا۔ پھر بات اتنی بڑھی کہ بین نے اپنی جیب سے چاقو نکال کر اپنے دوست کے جسم میں آنکھیں بند کر کے گھونپ دیا۔ اس بے چارے کی قسمت اچھی تھی، فولادی چاقو کی نوک اس کی پیٹی کی بکل سے ٹکرائی اس طرح چاقو کا وار خطا ہو گیا اور بین کا دوست اپنی جان بچانے کے لئے بھاگ کھڑا ہوا۔ کچھ دیر بعد غصّہ ٹھنڈا ہوا تو بین کو ہوش آیا۔ اس نے سوچا یہ میں نے کیا کیا۔ آج تو میں نے اپنے دوست کو تقریباً مار ہی ڈالا تھا۔ پھر وہ گھر تک پہنچا۔ سیڑھیاں چڑھتا ہوا گھر کے باتھ رُوم میں بند ہو کر بیٹھ گیا اور کئی گھنٹے باتھ ٹب پر بیٹھا افسوس کرتا رہا۔ اس نے سوچا کیا اسی امید پر وہ ڈاکٹر بننے جا رہا ہے۔ اسے انسانی زندگیوں کو بچانا ہے یا اس طرح چاقو چلا کر انسانیت کا خون کرنا ہے۔ آخر وہ ایک فیصلے پر پہنچ گیا۔ آج سے اسے انسانیت کو بچانا ہے، پھر وہ وہیں فرش پر اپنے خدا کے حضور سجدے میں گر گیا اور پکارنے لگا "اے میرے خدا اس غصّہ اور غضب کو مجھ سے دُور رکھ"۔ وہ دیر تک یہ دعا کرتا رہا۔ بعد میں جب اس نے اس چاقو والے واقعہ کا ذکر اپنی ماں سے کیا تو اس نے مشورہ دیا "تم جو کچھ بھی کرنے لگو پہلے اپنے خدا سے مدد مانگ لیا کرو"۔

۱۹۶۹ء میں بین نے ساؤتھ ویسٹ ہائی اسکول سے تیسری پوزیشن لے کر ڈگری مکمل کر لی۔ اسے ییل (YALE) جانے کے لیئے اسکالرشپ مل گئی۔ پھر اسے مچی گن میڈیکل اسکول کے لیئے گرانٹ مل گئی۔ اور پھر پانچ سال تک جون ہاپکنس ہسپتال میں دماغی سرجری میں تجربہ حاصل کیا۔ ۱۹۸۳ء میں بین آسٹریلیا چلا گیا اور وہاں بہت بڑے میڈیکل سینٹر کا دماغی سرجن بن گیا۔ ۱۹۸۴ء میں وہ واپس لوٹا تو اس کے تجربہ کی بناء پر ۳۳ سال کی عمر میں ہی اسے جون ہاپکنس ہسپتال میں بچوں کی دماغی سرجری کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا،

پچھلی جنوری میں کارسن کا واسطہ ایک ایسے مریض سے پڑا جو لا علاج نظر آتا تھا۔ اس چار سالہ بچہ کا نام کرسٹوفر تھا۔ جب اسے ہسپتال لایا گیا تو اس کے دماغ کے نچلے حصہ میں خطرناک قسم کا ٹیومر تھا۔ دوسرے ڈاکٹروں نے کینسر بتاتا اور کہا کہ اس کا آپریشن نہیں ہو سکتا، لیکن بچے کے باپ نے بین کارسن سے کہا "میرا ایمان ہے کہ تم اس بچے کی زندگی بچا سکتے ہو"۔ جب کارسن نے آپریشن کے لیئے دماغ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بہت بڑا کینسر کا پھوڑا تھا اور پورے دماغ پر پھیلا ہوا تھا۔ اصل دماغ تو نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔ کارسن نے جس حد تک ممکن تھا متاثرہ حصے کو نکال ڈالا۔ لیکن وہ اپنے اس آپریشن سے پر امید نہیں تھا۔ لیکن چند روز بعد کرسٹوفر کی حالت سُدھر گئی۔ بین کارسن نے اس کے دماغی معائنہ کے بعد دوسرا آپریشن کیا۔ اس دفعہ وہ ٹیومر کو کاٹتا ہوا دماغ کے اصل حصہ تک پہنچ گیا۔ بعد میں بچہ مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا۔

۸ اگست ۱۹۸۵ء کو کارسن نے دماغی آپریشن میں ایک اور کارنامہ انجام دیا۔ یہ فرانسسکو کی ایک چار سالہ بچی میرانڈا تھی۔ اسے دن میں ۱۲۰ دفعہ دماغی دورے پڑتے تھے اور تشنجی جھٹکے لگتے تھے اس کے جسم کا دایاں حصہ مفلوج ہو چکا تھا۔ وہ دماغ کی سوزش کے مرض میں مبتلا تھی۔ اس آپریشن میں کارسن کو دس گھنٹے لگے، اس نے دماغ کے بائیں لوتھڑے کو ہی آپریشن سے نکال دیا۔ چھ ماہ بعد بچی کا مفلوج دھڑ، بازو اور ٹانگیں سب حرکت کرنے لگ گئے۔ اس کے دماغی دورے غائب ہو گئے۔ ۳۵ سال کی عمر میں ہی بین کارسن میڈیسن کی دنیا میں ایک معجزہ نما ڈاکٹر کے نام سے پکارا جانے لگا۔

اپریل ۱۹۸۷ء میں مغربی جرمنی کا ایک ڈاکٹر اس کے ہسپتال میں دو جڑواں بچوں کا ریکارڈ لے کر پہنچا۔ ان دونوں بچوں کے دماغ تو جدا جدا تھے لیکن دونوں

کے سر پچھلی طرف سے آپس میں جڑے ہوئے تھے۔ ان کے خون کی نالیاں بھی ایک دوسرے سے ملی ہوئی تھیں۔ اس سے قبل اس قسم کے جڑواں بچوں کے علاج میں ایک بچے کی جان بچالی جاتی تھی۔ لیکن ان بچوں کی ماں کسی ایک بچے کیلئے دوسرے بچے کو قربان کرنے پر تیار نہیں تھی۔ ڈاکٹر کارسن نے کہا "میں یہ آپریشن کر سکتا ہوں"۔ اس کے منصوبے کے مطابق ۷۰ افراد نے اس آپریشن میں حصّہ لیا۔ پہلے بچوں کے جسم سے تمام خون نکال لیا گیا۔ ان کے دل کی حرکت روک دی گئی۔ اس پورے آپریشن میں ۲۲ گھنٹے لگے۔ دل کی حرکت روکنے اور تمام خون خارج کر دینے کے بعد کارسن کے پاس صرف ایک گھنٹہ باقی بچا تھا کہ جڑواں بچوں کو علیحدہ بھی کرے اور پھر خون کی نالیوں کی مناسب درستی بھی کرے۔ ڈاکٹر کارسن نے آپریشن کے ۲۰ منٹ بعد آخری شگاف لگایا، اب اس کے پاس ۴۰ منٹ باقی بچے تھے۔ اس نے اپنی پوری ٹیم کے ساتھ دونوں بچوں کی خون کی نالیوں کو بحال کیے اور دونوں بچوں کے سروں کو ٹانکے لگا دیئے گئے، دونوں جڑواں بچے مکمل طور پر علیحدہ ہو چکے تھے۔ یہ آپریشن کامیاب رہا۔

آج وہ اپنے اسکول کے بچوں کو اپنی داستان حیات سنا رہا تھا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے اپنی زندگی کا آغاز گلیوں میں گھومنے والے ایک آوارہ، غصیلے، اور جھگڑالو لڑکے کے طور پر کیا تھا۔ لیکن اب وہ عالمی شہرت پا چکا تھا اور بہت بڑا دماغی سرجن بن چکا تھا۔ ڈاکٹر کارسن نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "ایک دماغی سرجن بننا ناممکن نہیں لیکن یہ بات ذہن میں رکھو کہ ضروری نہیں کہ تم میں سے ہر ایک دماغی سرجن ہی بنے، اس دنیا میں ہر جگہ خوش نصیبی کے وسیع میدان کھلے پڑے ہیں۔ تم کامیابی حاصل کرنے کیلئے مکمل عزم اور ارادہ کر کے چل پڑو بہت اونچا سوچو، اپنی نگاہیں بلند رکھو، کوہ ہمالیہ کی سب سے اونچی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ سے بھی نظر اونچی رکھو۔ کوئی بھی شخص ناکامی کا خمیر لے کر پیدا نہیں ہوتا۔ اگر تم میں یہ احساس پیدا ہو جائے تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی، کام اور عمل کی قوت کو اپنی انتہا تک پہنچا دو، تم کامیاب ہو جاؤ گے"۔

پھر ڈاکٹر کارسن نے اپنی ماں کی طرف دیکھا جو سامعین کی پہلی قطار میں بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ وہی ماں تھی جو ہمیشہ اپنے بیٹے کو اونچی اڑان کے لیے ابھارتی تھی اسے حوصلہ اور ہمّت دلاتی تھی۔ سونیا کارسن ایک عظیم بیٹے کی عظیم ماں تھی۔

ڈاکٹر کارسن نے کہا میں اپنے عظمت والے خدا اور اس عظیم ماں کا شکرانہ بجا لاتا ہوں جن کے طفیل آج میں کامیابی اور شہرت کے مینار پر کھڑا ہوں۔ ہال میں موجود تمام طلباء اٹھ کھڑے ہوئے اور پورے جوش اور جذبے سے دیر تک تالیاں بجا بجا کر ڈاکٹر کارسن کو خراج تحسین پیش کرتے رہے۔ ڈاکٹر کارسن جذبات سے بے قابو ہو چکا تھا۔ اتنے بڑے ڈاکٹر کی آنکھ سے بے اختیار آنسو بہہ رہے تھے۔ (تلخیص و ترجمہ ریڈرز ڈائجسٹ)

اطفال الاحمدیہ کا کالم

اطفال الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

پیارے اطفال بھائیو! خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کی آمد آمد ہے۔ یہ اجتماع جہاں بہت سے تربیتی پہلوؤں کے حوالے سے خدام و اطفال کے لیے مفید ثابت ہوگا وہاں خدام و اطفال کیلئے مختلف شعبوں میں صلاحیتوں کے اظہار کا نادر موقع بھی ہوگا۔ لہٰذا میں نے سوچا کہ بروقت اپنے اطفال بھائیوں کی اس حوالے سے راہنمائی کی جائے۔

دورانِ اجتماع ہونے والے مقابلہ جات

(۱) مقابلہ تلاوت (کوئی سی تین آیات) (۲) مقابلہ نظم (کوئی سے تین اشعار) (۳) مقابلہ اذان (۴) مقابلہ تقاریر (وقت تین منٹ) (۵) مقابلہ پیغام رسانی۔

(۶) دوڑیں (۷) رسّہ کشی (ریجن کی ٹیمیں حصہ لیں گی) (۸) فٹبال

عناوین تقریری مقابلہ جات

(ا) معیار صغیر: (۱) آنحضرتؐ کا بچوں سے حسن سلوک (۲) حضرت بلالؓ (۳) حضرت مولوی حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) نماز باجماعت کے فائدے (۵) اطاعت والدین۔

(ب) معیار کبیر: (۱) ہم احمدی بچے ہیں کچھ کر کے دکھا دیں گے (۲) میں کس طرح اپنے دوستوں کو بہتر رنگ میں تبلیغ کر سکتا ہوں (۳) آنحضرتؐ کے اخلاق حسنہ (۴) سیرت حضرت مسیح موعودؑ (۵) تلاوت قرآن پاک کے فائدے (۶) حصول علم کے ساتھ کھیلوں میں شمولیت کیوں ضروری ہے۔

نوٹ: معیار صغیر ۷ تا ۱۱ سال۔ معیار کبیر ۱۲ تا ۱۵ سال۔

اس کے علاوہ خدام و اطفال کی اپنے ہاتھ سے تیار کردہ اشیاء کی نمائش بھی ہوگی اوّل دوم اور سوم آنے والے خدام و اطفال کو انعام اور تعریفی اسناد دی جائیں گی۔

نیز (۱) وہ اطفال جنہیں درثمین سے ۴۰ اشعار یاد ہوں گے (۲) معیار صغیر کے وہ اطفال جنہیں قرآن کریم کی پانچ ۵ سورتیں یاد ہوں گی (۳) معیار کبیر کے وہ اطفال جنہیں قرآن کریم کی کوئی سی دس سورتوں کے علاوہ سورۃ بقرہ کی ابتدائی ۱۷ آیات یاد ہوں گی انعام کے مستحق ہوں گے۔

تمام ریجنل قائدین اور قائدینِ مجالس سے گذارش ہے کہ اس پروگرام کے مطابق اپنے اطفال کو بھرپور تیاری کروائیں۔ اسی طرح اطفال بھائی بھی قرآن کریم کی سورتیں اور درثمین سے اشعار یاد کرنے کے علاوہ نمائش کی طرف بھی خصوصی توجہ دیں۔ جزاکم اللہ۔

(محمد منوّر عابد۔ ایڈیشنل مہتمم اطفال احمدیہ، جرمنی)

لیزر

برقی و مقناطیسی توانائی پیدا کرنے کا ایک نہایت طاقتور آلہ

ڈاکٹر نعیم احمد طاہر — KARLSRUHE

لیزر بلاشبہ موجودہ ترقی یافتہ دور کی ایک ایسی اہم ایجاد ہے جس کے استعمال سے زندگی کے کئی شعبوں میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ یہ آلہ نہایت طاقتور برقی و مقناطیسی شعاعیں خارج کرتا ہے اور یہ شعاعیں ایک ہی طول موج (WAVE LENGTH) کی توانائی پر مشتمل ہوتی ہیں۔ سائنس کی اصطلاح میں اس توانائی کو MONOCHROMATIC کہا جاتا ہے۔ نیز یہ توانائی اپنے منبع سے ایک نہایت باریک شعاع کی صورت میں خارج ہوتی ہے اور یہ شعاع اپنے اندر اتنی توانائی رکھتی ہے کہ آناً فاناً سخت سے سخت چیز کو بخارات میں تبدیل کر سکتی ہے ہیرے جیسی سخت چیز میں اس کی مدد سے نہایت باریک سوراخ کیئے جا سکتے ہیں بعض دھاتوں کو کاٹنے اور ویلڈ کرنے میں بھی اس شعاع کو استعمال کیا جاتا ہے۔ مواصلاتی نظام میں بھی لیزر سے کام لیا جا رہا ہے اور RADAR میں لیزر شعاع کے استعمال سے زیرِ نگرانی اشیاء کی نقل و حرکت کا نہایت صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اس کے علاوہ ان مہلک شعاعوں کا استعمال ایسے ہتھیاروں میں بھی ہوتا ہے جن کی مدد سے دشمن کے ٹینک، ہوائی جہاز وغیرہ کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔

چند سال قبل امریکہ کے اس وقت کے صدر نے اپنی قوم کے سامنے ایک بہت بڑا منصوبہ پیش کیا جس کا مقصد کسی دوسرے ملک کی جانب سے کسی امکانی ایٹمی حملہ کے خلاف دفاع کرنا تھا۔ اس منصوبہ کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ ایسا دفاعی نظام قائم کیا جائے جس میں لیزر کی شعاعوں کی مدد سے ایٹمی ہتھیار لانے والے میزائل امریکہ کی سرزمین پر پہنچنے سے پہلے ہی ہوا میں تباہ کر دیئے جائیں۔ اس منصوبہ کو — STRATEGIC DEFENCE INITIATIVE یا SDI کا نام دیا گیا تھا اور یہ عرف عام میں STAR WARS کے نام سے مشہور ہوا۔ اس پیچیدہ دفاعی نظام میں طاقتور لیزر کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ گزشتہ چند سالوں سے بڑی طاقتوں نے اپنے درمیان عرصۂ دراز سے چلنے والی کشمکش کو چھوڑ کر باہمی افہام و تفہیم کی راہ اختیار کی ہے جس کی وجہ سے ان ممالک میں ہتھیاروں پر ریسرچ کرنے کا رجحان کسی حد تک کم ہو گیا ہے اور سائنسدانوں کی توجہ اب اسی طرف ہو رہی ہے کہ اہم سائنسی ایجادات کو انسانیت کی بھلائی کیلئے کام میں لایا جائے حال ہی میں ایک دلچسپ مضمون شائع ہوا ہے جس کے مطابق امریکی اور روسی سائنسدانوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو اس بات پر تحقیق کر رہی ہے کہ کس طرح لیزر سے خارج ہونے والی طاقتور شعاعوں کی مدد سے ٹڈی دل کو ہلاک کیا جا سکتا ہے یہ ٹڈیاں ہر سال براعظم افریقہ میں کروڑوں ڈالر مالیت کی فصلیں تباہ کرتی ہیں، اگر یہ منصوبہ کامیاب ہو گیا تو امید ہے کہ افریقہ کو ایک بہت بڑی مصیبت سے نجات مل سکے گی۔ میڈیکل سائنس میں بھی لیزر کی مدد سے بہت اہم کام کیئے جا رہے ہیں خصوصاً آنکھ کے بعض نازک حصوں کی سرجری لیزر شعاعوں کی ایجاد سے قبل ناممکن تھی۔ ایٹمی توانائی بذریعہ فیوژن (FUSION) کے حصول کیلئے جو مختلف منصوبے زیرِ غور ہیں اور جن پر ایک لمبے عرصے سے کام ہو رہا ہے ان میں سے ایک فیوژن کا حصول بذریعہ لیزر (LASER FUSION) ہے۔ اس منصوبہ کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ طاقتور لیزر کی شعاعیں ایٹمی ایندھن پر اس طریق سے ڈالی جائیں کہ اس ایندھن کی کثافت (DENSITY) عام حالت سے ہزاروں گنا بڑھ جائے اور درجہ حرارت کئی سو ملین ڈگری تک پہنچ جائے۔ اس کے نتیجہ میں ایٹمی ایندھن میں فیوژن کا عمل ہو گا جس سے بڑی مقدار میں توانائی خارج ہو گی۔ خاکسار تحقیق کے جن مختلف موضوعات پر کام کر رہا ہے لیزر فیوژن ان میں سے ایک ہے۔

اس مضمون کا مقصد لیزر جیسی اہم ایجاد سے قارئین کو اختصار کے ساتھ متعارف کروانا ہے۔ لفظ LASER جن الفاظ سے بنا ہے وہ یہ ہیں:

LIGHT AMPLIFICATION BY STIMULATED EMISSION

OF RADIATION - جس اصول پر یہ آلہ کام کرتا ہے اسے سمجھنے کیلئے ایٹم کی ساخت کو سمجھنا ضروری ہے۔ ایٹم تین مختلف قسم کے ذرات سے مل کر بنا ہے یعنی الیکٹران (ELECTRON)، پروٹان (PROTON) اور نیوٹران (NEUTRON) الیکٹران پر منفی برق (CHARGE) ہوتی ہے، جبکہ پروٹان پر مثبت۔ مقدار میں دونوں چارج برابر ہوتے ہیں۔ پروٹان کمیت کے لحاظ سے الیکٹران سے قریباً دو ہزار گنا بڑا ہوتا ہے۔ نیوٹران پر کسی قسم کا برقی چارج موجود نہیں ہوتا۔ اور اس کی کمیت پروٹان کے تقریباً برابر ہوتی ہے۔ ہر ایٹم میں پروٹان اور نیوٹران مل کر ایٹم کا مرکز (NEUCLEUS) بناتے ہیں اور اس ایٹمی مرکز کا نصف قطر قریباً 10^{-12} سینٹی میٹر (یعنی ایک سینٹی میٹر کے اگر دس لاکھ حصے کیئے جائیں اور پھر ان میں سے ایک حصے کے مزید دس لاکھ حصے کیئے جائیں تو اس ایک حصے کے برابر) ہے۔ ایٹم کے مرکز کو طاقتور نیوکلیائی قوت (STRONG NUCLEAR FORCE) یکجا رکھتی ہے الیکٹران اس ایٹمی مرکز کے گرد برقی و مقناطیسی قوت (ELECTROMAGNETIC FORCE) کے زیر اثر گردش کرتے رہتے ہیں۔ ایٹم کا نصف قطر 10^{-8} سینٹی میٹر (یعنی ایک سینٹی میٹر کو دس لاکھ برابر حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد ان میں سے ایک حصہ لے کر اسے مزید سو حصوں میں تقسیم کیا جائے تو اس ایک حصہ کے برابر) ہے ایک ایٹم میں الیکٹران کی تعداد پروٹان کی تعداد کے برابر ہوتی ہے جبکہ نیوٹران کی تعداد ان سے کم و بیش ہو سکتی ہے۔ چونکہ الیکٹران پر پائے جانے والے منفی برقی چارج کی مقدار پروٹان پر پائے جانے والے مثبت برقی چارج کے برابر ہے اس لیئے ایک ایٹم اپنی نارمل حالت میں برقی چارج کے لحاظ سے نیوٹرل ہوتا ہے۔ یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ ایٹم کی ساخت نظام شمسی کی ساخت کے ساتھ بڑی گہری مماثلت رکھتی ہے۔ نظام شمسی میں سیارے سورج کے گرد گھومتے ہیں جبکہ ایٹم میں الیکٹران ایٹم کے مرکز کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ اول الذکر نظام کو کشش ثقل یکجا رکھتی ہے جبکہ ایٹم کے مختلف حصوں کو برقی و مقناطیسی قوت اپنی اپنی جگہ پر قائم رکھتی ہے۔ اس وقت تک کی تحقیق کے مطابق قدرتی طور پر زمین پر پائے جانے والے عناصر کی تعداد ۹۲ ہے۔ سب سے ہلکا ایٹم ہائیڈروجن ہے جس کا مرکز صرف ایک پروٹان پر مشتمل ہے اور اس کے گرد ایک الیکٹران گردش کرتا ہے۔ جبکہ سب سے بھاری ایٹم یورینیم ہے ہے جس میں ۹۲ الیکٹران، ۹۲ پروٹان اور ۱۴۶ نیوٹران پائے جاتے ہیں۔

اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ ایٹم کے اندر الیکٹران صرف چند خصوصی مداروں میں ہی گردش کر سکتے ہیں اور ہر مدار کے ساتھ توانائی کی ایک مخصوص مقدار منسوب ہے۔ اس کے علاوہ ہر مدار میں الیکٹران کی ایک مخصوص تعداد ہی رہ سکتی ہے اور یہ تعداد طبیعات کے بعض خاص اصولوں کے تحت محدود ہے۔ مثال کے طور پر مرکز سے قریب ترین مدار میں صرف دو الیکٹران رہ سکتے ہیں۔ دوسرے میں آٹھ تیسرے میں اٹھارہ، چوتھے میں بتیس وغیرہ۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ برقی و مقناطیسی شعاعیں بے شمار چھوٹے چھوٹے ذرات پر مشتمل ہوتی ہیں، جنہیں فوٹان (PHOTON) کہا جاتا ہے۔ جب برقی و مقناطیسی توانائی کی شعاع مادّہ میں سے گزرتی ہے تو اس میں موجود فوٹان ایٹموں کے الیکٹران کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔ اگر تو فوٹان کی توانائی ایٹم کے دو مداروں کی توانائی کے فرق کے برابر ہو تو کم توانائی والے مدار میں گردش کرنے والا الیکٹران اس فوٹان کو جذب کر لیتا ہے اور اس کی مجموعی توانائی بڑھ جاتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں ایٹم کے مرکز کیلئے اسے زیادہ توانائی والے الیکٹران کو اسی مدار میں روکے رکھنا ممکن نہیں رہتا اور یہ الیکٹران زیادہ توانائی والے مدار میں منتقل ہو جاتا ہے۔ ایسے ایٹم کو EXCITED ATOM کہا جاتا ہے۔ کچھ وقفہ کے بعد EXCITED ELECTRON فاضل توانائی ایک فوٹان کی صورت میں خارج کر کے دوبارہ اپنی پہلی حالت پر واپس آ جاتا ہے جسے GROUND STATE کہتے ہیں۔ خارج شدہ فوٹان کی توانائی جذب شدہ فوٹان کی توانائی کے برابر ہوتی ہے۔ اس عمل کو SPONTANEOUS EMISSION کہتے ہیں، جس کا مطلب ہے خود بخود عمل میں آنے والا توانائی کا اخراج۔

EXCITE شدہ ایٹم سے توانائی کے اخراج کا ایک دوسرا طریقہ بھی ہے جسے STIMULATED EMISSION کہا جاتا ہے اور اس کا مطلب ہے بیرونی تحریک کے نتیجہ میں عمل میں آنے والا توانائی کا اخراج۔ اگر ایک ایسا فوٹان جس کی توانائی EXCITE شدہ ایٹم کے الیکٹران کی فاضل توانائی کے برابر ہو اس الیکٹران کے ساتھ عمل کرے تو اس عمل کے نتیجہ میں الیکٹران اپنی فاضل توانائی ایک فوٹان کی صورت میں خارج کر کے اپنی پہلی حالت پر واپس آ جائے گا۔ ان دونوں فوٹانوں کی توانائی اور دیگر خصوصیات یکساں ہوں گی اور یہ دونوں ایک ہی سمت میں حرکت کر رہے ہوں گے۔ اگر مادہ کے کسی حصہ میں EXCITE شدہ ایٹموں کی تعداد کسی ذریعہ سے GROUND STATE ایٹموں کی تعداد سے بڑھ جائے تو STIMULATED EMISSION کے ذریعہ جب یہ ایٹم اپنی فاضل توانائی خارج کریں گے تو فوٹان ایک سیلاب کی طرح پیدا ہوں گے۔ اس کے نتیجہ میں برقی و مقناطیسی توانائی کی ایک طاقتور لیکن باریک شعاع تشکیل پا جائے گی۔ لیزر اسی اصول پر کام کرتا ہے۔ یہ اصول سب سے پہلے آئن سٹائن نے ۱۹۱۷ میں دریافت کیا تھا لیکن سب سے پہلا لیزر ۱۹۶۰ میں بنایا گیا۔ اس لیزر سے خارج ہونے والی شعاع کی قوت دس ہزار (۱۰۰۰۰) واٹ تک پہنچ گئی۔ اس وقت سے اب تک لیزر کی ٹیکنالوجی میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے اور اس وقت مختلف اقسام کے لیزر سے خارج ہونے والی توانائی کی قوت ایک بلین بلین 10^{17} واٹ تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کارآمد ایجاد میں مزید بہتری پیدا کرنے کیلئے بدستور کام ہو رہا ہے اور آئے دن اس کے نئے نئے استعمال معلوم ہو رہے ہیں جس کے نتیجہ میں یہ آلہ زندگی کے بہت سے شعبوں میں غیر معمولی اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

غزل

خالد ہدایت بھٹی - ایم اے

غم کے چراغ جل گئے آہوں میں شعر ڈھل گئے
آنکھوں تک آنچ آگئی آنسو اُبل اُبل گئے

ظلم وستم کی آندھیاں، اونچے الاؤ آگ کے
قلب و نظر بھی جل گئے دل بھی دہل دہل گئے

پاک یہ سرزمین تھی کس کی اسے نظر لگی
اس میں عداوتوں کے کیوں چشمے اُبل اُبل گئے

شہر میں روشنی کے اب لاشوں کے ڈھیر ہیں لگے
امن وامان اٹھ گئے کون ومکان جل گئے

ساقی بھی بے اصول تھا، مے بھی تھی بے سرور سی
مے کدے اور ڈھونڈنے رِند نکل نکل گئے

ذرّوں میں آفتاب ہیں بند کیئے ہوں جیسے جن
کر دیں گے راکھ بستیاں گر یہ نکل نکل گئے

پیار کی صحبتیں نہیں، پہلی سی رونقیں نہیں
جانے سے تیرے جانِ جاں وقت بدل بدل گئے

باتوں سے بات چل پڑی، زلفوں کی چھاؤں تک گئی
دل میں جو تھے دبے دبے جذبے مچل مچل گئے

وقتِ وداعِ یار بھی کیسا عجیب وقت تھا
پہلو میں دل تڑپ گیا آنکھوں سے اشک ڈھل گئے

○○○

سب کو دکھا تو شمع منور کا راستہ

خلیق بن فائِق گوردا سپوری

اک رہگذر اگر ہوئی مسدُود کیا ہوا
ہر راستہ خدا ہی کے ہے گھر کا راستہ

تصویرِ کائنات میں جس کا جمال ہے
ہر شے سے ہے عیاں اُسی دِلبر کا راستہ

اُس نے دکھائی خود ہمیں یہ راہِ مستقیم
جس پر چلے تو پالیا رہبر کا راستہ

دشمن کی آرزوئیں سبھی خاک ہوگئیں
ہم سے چھڑا سکا نہ ترے در کا راستہ

ظلم وستم، مخالفت، نفرت، ہر ایک سے
ہم جانتے ہیں یہ ہے ستمگر کا راستہ

صبرِ جمیل، عزمِ صمیم، عجز وانکسار
اپنا لیا ہے ہم نے پیغمبر کا راستہ

شکوہ کبھی زباں پہ ہماری نہ آئے گا
ہم چل رہے ہیں خالقِ اکبر کا راستہ

انجام کار اُن کو مِلے گا کیئے کا پھَل
ناداں جو بھُول بیٹھے ہیں محشر کا راستہ

عرضِ خلیقؔ در پہ ترے ہے مرے قدیر
سب کو دکھا تُو شمع منوّر کا راستہ

○○○

صوبہ HESSEN میں نظامِ تعلیم

ایک جائزہ

مکرم طاہر محمود صاحب (نیشنل سیکرٹری تعلیم)

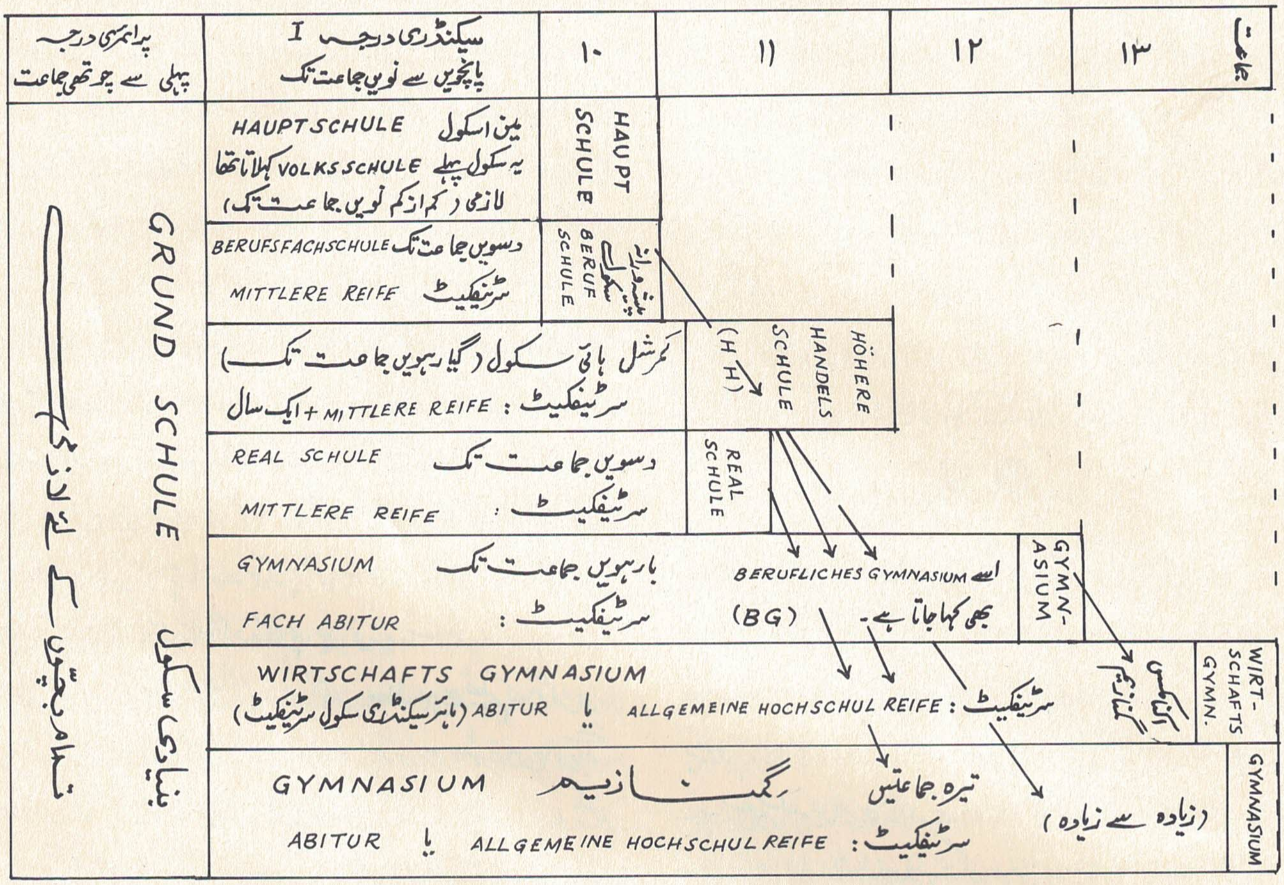

(۱) گرنڈ شولے (GRUND SCHULE) (پرائمری سکول) کی تعلیم ہر اس بچے کے لیئے لازمی ہے جو چھ سال کی عمر کو پہنچ چکا ہے۔ یہ سکول پہلی سے چوتھی جماعت تک ہے۔ یہ سکول بچے کی آئندہ تعلیم میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے چوتھی جماعت میں جن بچوں کا تعلیمی معیار اچھا ہوتا ہے ان کے لیئے ممکن ہوتا ہے کہ وہ گمنازیم (GYMNASIUM)، ریال شولے (REAL SCHULE)؛ کمرشل گمنازیم (WIRTSCHAFTS GYM.) یا پیشہ ورانہ گمنازیم (BER-UFLICHES GYM.) میں داخلہ لے سکتے ہیں۔ جو بچے تعلیم میں کمزور ہوتے ہیں ان کو ہاپٹ شولے (HAUPT SCHULE) میں جانا پڑتا ہے۔ یہ سکول ایسا ہے کہ جس میں آئندہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے امکانات تقریباً نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔ یہ سکول نویں جماعت تک ہوتا ہے۔

(۲) جن بچوں کا تعلیمی معیار درمیانہ درجہ کا ہوتا ہے ان کے لیئے ممکن ہے کہ انہیں پیشہ ورانہ سکول (BERUF FACHSCHULE) میں داخلہ مل سکتا ہے۔

(۳) جن بچوں کا معیار قدرے بہتر ہوتا ہے وہ ریال شولے یا کمرشیل (تجارتی) سکول میں جا سکتے ہیں؛

(۴) اچھے تعلیمی معیار کے بچے گمنازیم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ گمنازیم یا کمرشیل گمنازیم میں تیرہویں جماعت تک تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کا آخری امتحان پاس کرنے کے بعد یونیورسٹی یا فاخ ہوخ شولے (FACH HOCH SCHULE) میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے۔

(۵) ہاپٹ شولے کے علاوہ دیگر تمام سکولوں میں اگر اچھا معیارِ تعلیم بچے کا ہو تو وہ پہلے سے بڑے اور بہتر سکول میں داخلہ لے سکتا ہے۔ اس طرح

سے اس کے لئے اعلیٰ تعلیم کے مواقع میسّر ہو سکتے ہیں۔ جیساکہ تیروں کے نشان سے چارٹ میں واضح کیا گیا ہے۔ (مخصوص امتحان پاس کرنے کے بعد)

(۶) ریال شولے اور گمنازیم کے نصاب میں چند ایک مستثنیات کے زیادہ فرق نہیں ہوتا۔ مثلاً چند ایک کلاسیکل زبانیں، جیسے یونانی اور لاطینی، اسی طرح سے آرٹ وغیرہ کے مضامین ریال شولے میں یا تو بالکل نہیں یا پھر ضمنی طور پر پڑھائے جاتے ہیں۔

(۷) کمرشل گمنازیم میں صرف ایک سائنسی مضمون اور باقی سب معاشیات سے تعلق رکھنے والے مضامین پڑھائے جاتے ہیں۔ کچھ سکولوں میں ELECTRO DATA PROCESSING پڑھانے کا انتظام بھی موجود ہوتا ہے۔

(۸) بنیادی سکول کے بعد یعنی چوتھی جماعت کے بعد اس بات کا امکان بھی موجود ہوتا ہے کہ بچے کو FÖRDER STUFE میں داخل کرا دیا جائے۔ جو بچے یا بچوں کے والدین چوتھی جماعت کے بعد بچے کے ذہنی رجحان کے بارہ میں کوئی فیصلہ نہیں کر پاتے کہ وہ کس سکول میں جائیں تو وہ انہیں فوئرڈر سٹوفے کی پانچویں جماعت میں داخل کرا سکتے ہیں۔ یہ دو سال کا کورس ہوتا ہے یعنی پانچویں اور چھٹی جماعت۔ یہ کرنے کے بعد بچے دوسرے سکولوں کی ساتویں جماعت میں جا سکتے ہیں لیکن یہاں بھی چھٹی جماعت کی کارکردگی اس بات میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے کہ بچے کو کون سے سکول میں داخلہ ملے گا۔ یعنی پھر اسی صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو کہ چوتھی جماعت کے بعد پیش آتی ہے کلچرل منسٹری کی جانب سے شائع کردہ کتابچہ میں فوئرڈر سٹوفے کو بہت ہی اچھا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن یہ معاملہ ماہرین تعلیم کو دو گروہوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ ہر بچے کو اس سٹوفے میں جانا چاہیئے تاکہ اس کے ذہنی رجحان کا فیصلہ کرنے کیلئے مزید دو سال مل جائیں۔ اس کے برعکس دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ بہتر ہے کہ بچے چوتھی جماعت کے بعد ہی اپنے تعلیمی معیار کے مطابق بڑے سکولوں کی پانچویں جماعت میں چلے جائیں۔ اس سلسلہ میں خاکسار کا مشورہ یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ چوتھی جماعت کے بعد ہاپٹ شولے کے علاوہ کسی بھی دوسرے اچھے سکول میں جا سکتا ہے تو اسے اس میں داخلہ لے لینا چاہیئے۔ ہاں البتہ اگر بچے کی تعلیمی حالت چوتھی جماعت میں تسلی بخش نہ ہو اور اسے صرف ہاپٹ شولے میں داخلہ مل سکتا ہو تو ایسی صورت میں فوئرڈر سٹوفے کی پانچویں جماعت میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فوئرڈر سٹوفے میں دو سال گزارنے کے بعد اسکی تعلیمی حالت بہتر ہو جائے اور وہ بہتر سکول کی ساتویں جماعت میں داخلہ لے سکے۔

(۹) والدین بڑے سکول کے انتخاب میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہ فیصلہ کہ بچہ کس سکول میں جائے، والدین اور ٹیچر دونوں مل کر بچے کے رجحان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کرتے ہیں۔ لہٰذا والدین کے لئے یہ مشورہ ہے کہ اپنے بچے کے ٹیچر سے مسلسل رابطہ رکھیں۔ (ELTERN ABEND) والدین کی میٹنگ میں ضرور شرکت کریں۔ بچے کی تعلیمی حالت سے باقاعدہ خود کو باخبر رکھیں۔ اس کیلئے وقتاً فوقتاً کلاس ٹیچر سے وقت لیکر اس سے ملا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں جرمن زبان سے ناواقفیت کو رکاوٹ نہ بنائیں۔ اپنے ساتھ کسی جرمن بولنے والے دوست کو لے جایا جا سکتا ہے۔ بچے کے رجحان اور تعلیمی حالت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کے آئندہ سکول کے بارہ میں فیصلہ کریں اور اسے مجبور نہ کریں کہ وہ صرف آپ کی خواہشات کے مطابق ہی چلے۔ ہر بچہ انجینئر اور ڈاکٹر وغیرہ نہیں بن سکتا۔ اس ملک میں بہت سے ایسے پیشے جو کہ پاکستان میں کمتر خیال کیے جاتے ہیں بہت اہمیت کے حامل ہیں اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ لہٰذا اگر بچے کا رجحان ایسے کسی پیشہ میں ہے تو اسے وہی کرنے دیں۔

پہلی قسط کے طور پر یہ مختصر تعارف حاضر خدمت ہے، مزید معلومات کے لئے بذریعہ خط خاکسار سے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔ آئندہ انشاء اللہ مختلف پیشوں (BERUF) کی تعلیم (AUSBILDUNG) کے بارہ میں معلومات فراہم کی جائیں گی ٭

سانحہ ارتحال

مکرم ناصر احمد راجپوت آف STADE کے والد محترم چوہدری عظمت اللہ صاحب (سیکشن آفیسر۔ ریٹائرڈ، حکومت سندھ) مورخہ ۸ جون ۱۹۹۰ء کو اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت مرحوم اپنی بیٹی لیڈی ڈاکٹر فہمیدہ منیر کے ہاں دارلیمن ربوہ میں رہائش پذیر تھے۔ واضح رہے کہ مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۸۹ء کو ان کی والدہ محترمہ صاحبہ بھی انتقال فرما گئی تھیں۔

اسی طرح ان کی بھابھی صاحبہ محترمہ عائشہ احمد صاحبہ بنت ڈاکٹر شیخ سردار علی صاحب آف ربوہ اہلیہ مکرم شاہد احمد صاحب راجپوت چیف کوآرڈینیٹر ڈیزائنر پاکستان ڈیزائن انسٹیٹیوٹ مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۹۰ء کو کراچی میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو ان پے در پے صدمات کو برداشت کرنے کی محض اپنے فضل سے توفیق بخشے، آمین

● ●

غیر سیاسی باتیں

عبدالقادر حسن

بہت دنوں سے اس کالم میں قارئین کو براہ راست نمائندگی نہیں مل سکی۔ ان کے گرامی نامے مسلسل سینکڑوں کی تعداد میں موصول ہو رہے ہیں اور میں بڑی احتیاط کے ساتھ پڑھ رہا ہوں۔ کئی خطوط ایسے ہیں کہ ان سے دوسرے قارئین کا لطف اندوز ہونا ضروری ہے لیکن میری خود غرضی کہ کئی موضوعات ایسے آجاتے ہیں کہ میں خود شروع ہو جاتا ہوں اور قارئین کے خطوط کو جگہ نہیں دیتا۔ آج چند ایک خطوط اور ان خطوط میں بعض قارئین نے کچھ شاعری بھی کی ہے۔ پہلے شاعر قارئین کے خطوط۔

لاہور سے ایک قاری لکھتے ہیں کہ تمہارے بعض کالموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ تم بھی اپنے حکمرانوں سے مایوس ہوتے جا رہے ہو۔ مایوسی کفر ہے اپنے آپ کو سنبھالو اور کالموں کی مدد سے عوام کے دلوں کو گرماتے۔ میں تمہاری مایوسی دور کرنے اور حوصلہ افزائی کے لئے چند شعر پیش کرتا ہوں ویسے میں شاعر نہیں ہوں۔

یہ ملک پاکستان نہ کشمیر چاہئے
مجھ کو تو میرے باپ کی جاگیر چاہئے
یہ قوم بے وقوف ہے اس کو عقل کہاں
اس کے تو دونوں پاؤں میں زنجیر چاہئے
پٹرول مہنگا کر دیا تو بلبلا اٹھے
کل تک تو چیختے تھے ہمیں "تیر" چاہئے

میں نے چند ایسے اشعار جو زیادہ تیز تھے نکال دیئے ہیں۔

اسلام آباد سے ش۔ انور صاحب نے بھی شاعری کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک تو سرکاری ملازم ہوں اوپر سے کم تعلیم یافتہ اس لئے شعر کہنے کی ہمت نہیں پڑتی مگر اس کے باوجود کبھی کبھی طبیعت رواں ہو جاتی ہے۔ شعروں میں چونکہ وزن نہیں ہوتا اس لئے اپنے دفتر میں موجود ایک ٹھیک ٹھاک شاعر سے اصلاح لے لیتا ہوں۔ میرے دو اصلاح شدہ شعر قبول فرمایئے

آواز قارئین

یہ منصب کے تاجر یہ قلمی ہمارے
شہادت کی دیتے ہیں کیسی نوید
مرا ایک جل کے لا کے ایک پھانسی
ضیاء اور بھٹو ہیں دونوں شہید

جناب ساری قوم سب کام چھوڑ چھاڑ کر ان شہیدوں کے در پے ہے۔ قوم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دے اور کوئی کام کاج کرنے کی کوشش کرے ورنہ ایسا کب تک چلے گا۔

لاہور سے غلام الثقلین نقوی صاحب لکھتے ہیں کہ سرکاری خرچ پر بیرون ملک علاج کرانے والوں کے نام اخبارات میں چھپے ہیں۔ ان میں سے اکثر دولت مند لوگ ہیں اور کچھ ایسے ہیں جنہیں علاج کی ضرورت نہ تھی۔ یہ لوگ تو اپنے خرچ پر دوسروں کو علاج کے لئے باہر بھجوا سکتے ہیں۔ خبر پڑھ کر پنجابی کا ایک محاورہ یاد آیا کہ سرکار سے تیل ملے تو اور جگہ نہ ہو تو گھٹنوں میں ڈال لینا چاہئے۔ اس شکل سے دور غلامی کی یاد تازہ ہوتی ہے جب انگریز کی سرکار کو لوٹنا قومی فرض سمجھا جاتا تھا۔ دوسری طرف دیکھئے کہ مفلس حبیب جالب نے سرکاری خرچ پر علاج سے معذرت کر لی ہے۔ فرق ملاحظہ فرمایئے۔

اب دلیل یہ دی جاتی ہے کہ ضیاء الحق کے اہل خانہ کے علاج پر روزانہ ایک لاکھ روپے خرچ ہوتے تھے قطع نظر کہ یہ کس حد تک درست ہے ضیاء تو ایک آمر تھے آپ جمہوری ہیں اگر آپ کو آمر کی نقل ہی کرنی ہے تو پھر جمہوریت کا کیا فائدہ۔ یہ کیسی جمہوریت ہوئی جو ایک آمر کے نقش قدم پر چلتی ہے اور اس کی باقیات کو وزارتوں اور اسمبلیوں میں بٹھائے ہوئے ہے۔

گوجرانوالہ سے شہناز احمد بٹ صاحب وزیر اطلاعات ملک محمد سعید اعوان صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ ان کا ایک بیان پڑھا تھا کہ آئندہ سے ٹی وی پر خواتین دوپٹہ اوڑھیں گی لیکن معاملہ بالکل الٹ نکلا۔ ٹی وی پر ایک خاتون کا اضافہ ہوا ہے جن کے بال کھلے ہوئے ہیں آواز زنانہ نہ مردانہ بلکہ درمیانہ ہے اور دوپٹہ تو دور دور تک نام و نشان نہیں ہے۔ ایک اور صاحبہ ایسی ہیں کہ انہوں نے ضیاء الحق کے دور میں دوپٹہ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے استعفیٰ دے دیا تھا اب وہ پھر دوپٹے کے بغیر ٹی وی پر آگئی ہیں۔ ملک صاحب اب ایک بیان دوپٹے کے خلاف ضرور جاری کریں۔

کراچی سے ایک نوجوان شہزاد احمد اعوان اپنی کم سنی اور معصومانہ خیالات کی وجہ سے اسمبلیوں کے اراکین کی خرید و فروخت سے بہت پریشان ہیں حالانکہ ان کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے جب ان کے بزرگ یہ کام دن دہاڑے کر رہے ہیں تو وہ کیوں شرما رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے طویل خط میں حیرت کا اظہار کیا ہے کہ صدر صاحب کے اعتراض کے باوجود انہوں نے یہ کاروبار جاری رکھا ہوا ہے۔ یہ سلسلہ جو سرحد سے شروع ہوا تھا اب پنجاب میں بھی جاری ہے اور خود وزیر اعظم نے حال ہی میں تین ارکان اسمبلی کو وزیر بنا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔

انکل یہ چودھری اور وڈیرے ہمارے ملک اور قوم کے ناسور ہیں ان سے نجات کا کوئی طریقہ دریافت کریں۔ ڈر ہے کہ یہ ایمان فروش کہیں ملک نہ بیچ دیں کیونکہ ان ایمان فروشوں کا کوئی ملک نہیں ہے۔ مشہور ہے کہ انگریز کا کوئی ملک نہیں ہوتا لیکن اب معلوم ہوا کہ پاکستان کے منتخب نمائندوں کا بھی کوئی ملک نہیں ہے ورنہ وہ ملک کی اس قدر توہین نہ کرتے۔

حیرت ہے کہ یہ کہ ہم انہیں جمہوری نمائندے کہتے ہیں اگر جمہوریت یہی ہے تو پھر ہمارا خدا ہی حافظ ہے اور خدا بھی تو صرف ان کی حفاظت کرتا ہے جو اس کے اہل ہوتے ہیں۔

اب ملک کے ایک "وزیر اعظم" کا خط ملاحظہ فرمایئے

موجودہ ملکی حالات کے پیش نظر میں اپنے آپ کو بطور وزیر اعظم پاکستان پیش کرتا ہوں میں یہ اقدامات فوری طور پر کروں گا۔

☆ وہ تمام سیاستدان جو گزشتہ 12 سال سے قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبر رہے ہیں ان سب کو ملک بدر کر دیا جائے گا۔

☆ ان تمام سیاستدانوں کی تمام جائیداد ضبط کر لی جائے گی اور اس کو بیچ کر تمام رقم بلا امتیاز غریبوں میں تقسیم کر دی جائیگی۔

☆ میں کوئی وزیر یا مشیر مقرر نہیں کروں گا۔

☆ ملک میں اسمبلیوں کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں ملک بھر کے بدمعاش، غنڈے، لٹیرے ووٹ لیکر پہنچ جاتے ہیں۔

☆ ملک میں صوبائی تعصب، فسادات اور بدامنی پھیلانے والے کو چاہے وہ کتنا ہی با اثر ہو فوراً گولی مار دی جائے گی۔

☆ فوراً اسلامی قوانین نافذ العمل ہوں گے۔ یہ صرف دکھاوے کے لئے نہیں ہوں گے بلکہ ان پر عمل بھی ہو گا۔

☆ میں روزانہ عوام کی عدالت لگایا کروں گا اور ان کو فوری انصاف دلاؤں گا۔

☆ تمام غیر ضروری ٹیکس واپس لئے جائیں گے۔

یہ تمام باتیں یقیناً سچ ہوں گی۔ یہ وقت انشاء اللہ ضرور آئے گا میں نہ سہی کوئی اور ایسا آئے گا جو یہ سب کرے گا۔ عوام تک یہ خط ضرور پہنچنا چاہئے۔

خدا حافظ
آنے والے وقت کا وزیر اعظم

صدر کے اعلان سے قبل فوج نے اسلام آباد کا کنٹرول سنبھال لیا

اہم تنصیبات پر فوج تعینات کر دی گئی۔ دارالحکومت کا دنیا سے مواصلاتی رابطہ منقطع کر دیا گیا

صدر اسحاق جمہوریت کو سبوتاژ اور پیپلز پارٹی کو تباہ کر رہے ہیں۔ بے نظیر

روزنامہ جنگ لندن

THE DAILY JANG LONDON

منگل ۷ اگست ۱۹۹۰ء ○ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ — نمبر ۱۸۰ — ۱۹

بے نظیر حکومت برطرف۔ جتوئی نگراں وزیر اعظم ہو گئے

اندرونی کشیدگی، تنازعات، سیاسی مفادات کی خاطر ہارس ٹریڈنگ کے اسکینڈل، ذاتی مفادات کے حصول بدعنوانیوں اور لالچ کی وجہ سے قومی اسمبلی اپنی افادیت، صلاحیت اور عوام کے اعتماد سے محروم ہو چکی تھی

مالیاتی بل منظور کرنے کے سوا کوئی قانون سازی نہیں ہوئی۔ صوبوں کے اختیارات اور حقوق غصب کئے۔ آئینی انتظامات، ملکی یکجہتی، وقار اور بہبود کو نقصان پہنچایا۔ مشترکہ مفادات کونسل اور پارلیمنٹ کو آئین کے تحت کام نہیں کرنے دیا

آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پیپلز پروگرام پر عمل کیا گیا۔ سینٹ کے آئینی کردار کو مسخ کر کے مضحکہ خیز بنا یا گیا۔ عدالتوں کا مذاق اڑایا گیا۔ سول سروس کو بے عزت کیا گیا۔ سرکاری ادارے سیاسی مقاصد کیلئے استعمال کئے گئے

بینکوں اور دیگر اداروں میں بدعنوانیاں بے تحاشہ بڑھ گئیں۔ سندھ کو تحفظ نہیں ملا۔ دہشت گردی، لوٹ مار، آتشزنی، اغواء، ڈکیتی اور قتل کا دور دورہ رہا۔ اختیارات کے استعمال کیلئے صدر سے اجازت نہیں لی گئی

صدر اسحاق نے قومی اسمبلی توڑ دی۔ انتخابات ۷۸ دن کے بعد بدھ ۲۴ اکتوبر کو ہوں گے

شیر افگن، اکبر لاسی اور مخدوم انور پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئے

بے نظیر کو ایٹمی ٹیکنالوجی کے فروغ پر انتقام کا نشانہ بنایا گیا۔ الزامات کا کوئی ثبوت نہیں

لوگ جنرل ضیاء کے ۹۰ دن کے وعدے سے خوفزدہ ہیں

انتخابات کی تاریخ طے ہو جانے سے لگتا ہے کہ بینظیر حکومت کی برطرفی انقلاب ہے

ایمرجنسی کے نفاذ سے بے نظیر جلسے نہیں کر سکیں گی۔ برطانوی اخبارات کے تبصرے

جماعت احمدیہ گور گیج (سندھ) کے حالات

ظلم و ستم کے دور میں بھی جماعت رفاہ عام کے کاموں میں مشغول ہے

مکرم رشید احمد چوہدری - پریس سیکرٹری، لندن

ضلع لاڑکانہ سندھ میں جماعت احمدیہ گور گیج ایک چھوٹی سی مگر مخلص جماعت ہے جو باوجود شدید مخالفت کے تبلیغ دین اور رفاہ عام کے کاموں میں دن رات مشغول ہے وہاں کے قائد مجلس خدام الاحمدیہ جناب غلام الدین چانڈیو اور امیر ضلع جناب محمد سرور اڈرو اپنے خطوط میں اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ :

(۱) باہر سے مولوی آکر تقریریں کرتے ہیں جو انتہائی اشتعال انگیز ہوتی ہیں، اور عوام الناس کو جماعت احمدیہ کے افراد کے قتل پر اکساتے ہیں۔ کئی مرتبہ احمدیوں پر نمازوں کے دوران پتھراؤ کیا گیا۔ حکام بالا کو جماعت احمدیہ کے خلاف غلط درخواستیں دی گئیں جس کے نتیجہ میں مسجد احمدیہ گور گیج کو سربمہر کر دیا گیا۔ جماعت کے مخالفین نے ہم پر تین مقدمات قائم کئے اور ان میں ۹ احمدیوں کو ملوّث کیا گیا۔ مقدمات کی پیشی کے موقعہ پر مولوی صاحبان نے سکول کے طلباء کو لے کر شہر میں جلوس نکالے۔ حکام سے مطالبہ کیا کہ احمدیوں کو کڑی سزائیں دی جائیں۔ جلوسوں میں دل کھول کر جماعت احمدیہ کے بزرگوں کے خلاف دشنام دہی کی گئی۔ جب ان جلوسوں کی شکایت پولیس افسران کو کی گئی تو ان افسران نے الٹا ہمیں برا بھلا کہا اور انتہائی بداخلاقی کا مظاہرہ کیا۔

اسی طرح قائد صاحب نے ڈپٹی کمشنر کی توجہ بذریعہ درخواست جب ان حالات کی طرف مبذول کروائی تو SDM صاحب قائد صاحب سے خفا ہو گئے اور قتل کرا دینے تک کی دھمکی دی۔

(۲) جماعت احمدیہ نصیر آباد کے ایک دوست مکرم ریاض بیگ صاحب مرحوم کی لاش کو SDM نے دو دن کے بعد قبر سے نکلوا دیا اور جماعت احمدیہ نے انہیں ۱۵ کلومیٹر دور باڈہ میں دفن کیا۔

(۳) ایک اور احمدی دوست مکرم حاجی خان مرحوم قائد مجلس نصیر آباد کا جنازہ قبرستان میں دفن کرنے سے روک دیا گیا جس کی وجہ سے انہیں ۲۵ کلومیٹر دور ایک احمدی کی ملکیتی زمین میں دفن کرنا پڑا۔ وہاں دفنانے پر بھی مولویوں نے مخالفت کی جس پر ایک غیر احمدی نوجوان تقریباً ۸۰ نوجوانوں کے ساتھ آیا اور نہ صرف جماعت احمدیہ کو جنازہ پڑھنے کی اجازت دی بلکہ خود بھی جنازے میں شریک ہوا۔

(۴) امیر ضلع محمد سرور اڈرو صاحب اور ایک اور احمدی دوست انور حسین صاحب کو وارہ ہائی سکول سے تبادلہ کے لئے مولویوں نے بڑے بڑے جلوس نکالے اور ان دونوں کو قتل کرنے کی دھمکی دی۔ نتیجتاً دونوں اساتذہ صاحبان کو دوسرے گاؤں کے سکول میں تبدیل کر دیا گیا۔

(۵) ہوٹلوں میں احمدیوں کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے اور ان کو چائے یا دیگر اشیائے خوردنی خریدنے میں بعض اوقات دشواری پیش آ رہی ہے۔

(۶) چند احمدی نوجوانوں کو صرف اس لئے ملازمت نہ دی گئی کہ وہ احمدی ہیں۔ ایک نوجوان کو احمدیت کی بناء پر ملازمت سے برخواست کر دیا گیا۔

(۷) علاقہ میں بڑے بڑے جلوسوں میں مولویوں نے عوام الناس کو یہ کہہ کر احمدیوں کے قتل پر اکسایا کہ احمدیوں کے قتل کے نتیجہ میں جنت ملے گی۔ غیر احمدی مساجد میں بار بار یہ اعلان بھی کئے جاتے رہے کہ احمدیوں کو نماز پڑھنے سے روکا جائے کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔

(۸) بسوں میں احمدی طلباء کے ساتھ بدسلوکی کی گئی اور انہیں مغلّظات سنائے گئیں۔ اس سلسلہ میں جمعیت طلباء اسلام پیش پیش ہے۔

(۹) پچھلے سال غضب کی برسات ہوئی۔ تمام علاقے میں تباہی آئی۔ گورنمنٹ کی طرف سے عوام کو ان کے نقصان کا معاوضہ ادا کیا گیا مگر احمدیوں کے نقصانات کا نہ تو سروے کیا گیا اور نہ ہی انہیں کسی قسم کا معاوضہ دیا گیا۔

ظلم کی اس شدّت کے باوجود ممبران جماعت احمدیہ گور گیج عوام الناس اور سرکاری حکّام وغیرہ کو وقتاً فوقتاً پیغام حق پہنچاتے رہے اور جب کبھی موقعہ ملا اپنے آقا کی قرآنی معارف سے بھری ہوئی تقاریر سنوائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کاوش کا پھل بھی انہیں عطا فرمایا اور سارے علاقے میں بیعتیں بھی ہوئیں۔

احمدی اساتذہ نے خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو کر طلباء کے لئے فری کوچنگ کلاسز کا انتظام کیا جس میں نویں اور دسویں جماعت کے طلباء شامل ہوئے اور تقریباً ۸۰ طلباء نے تین ماہ تک ان کلاسوں سے استفادہ کیا۔ اسی طرح پہلی تا آٹھویں جماعت تک بھی فری کوچنگ کلاسیں جاری (بقیہ صہ ۵۳)

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو آفتِ ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہِ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رُخ پلٹ جائیگا رُت بدل جائے گی

پاکستان سے مندرجہ ذیل تازہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں :

(۱) عید سے چند دِن پیشتر ملاّں امیر محمد نے چک سکندر میں مقیم احمدی بچوں عورتوں اور بوڑھوں کو سخت پریشان کر رکھا ہے اور بار بار اعلان کر رہا ہے کہ جماعت احمدیہ کا نام ونشان مٹا دیا جائے گا۔ جب جماعت احمدیہ کے افراد انتظامیہ کے پاس شکایت لے کر جاتے ہیں تو راجہ ریاض S.H.O. کھاریاں مذاق اڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ مسلمان ہو جاؤ۔ مخالفین کو کہتا ہے کہ جو چاہو کرو تمہیں کوئی نہیں پوچھے گا۔ آج کل انہوں نے مکان کی رہی سہی چھتیں بھی اکھاڑنا شروع کر دی ہیں اور اینٹیں تک اکھیڑ کر لے جا رہے ہیں۔

(۲) ۱۴ر جولائی کو مولویوں نے ختم نبوت کے نام پر مسجد میں جلسہ کیا اللہ وسایا نے جماعت کے خلاف زہر اگلا۔

(۳) پچھلے دنوں صاحبزادہ عبدالرشید کی کار کا احاطہ کچہری میں پیچھا کیا گیا۔ اسی طرح صاحبزادہ عبدالسلام صاحب کے ۱۶ سالہ بیٹے کو مولویوں نے پکڑ لیا اور الزام لگایا کہ یہ ہمیں تبلیغ کر رہا ہے۔ ایک دن تھانہ اور دو دن جیل میں رکھا گیا۔

(۴) 16 M.P.O اور 298/c کے تحت ۱۲ر احمدی احباب کے خلاف مقدمات درج کیے گئے ہیں۔ پانچ احباب کو ۲½ ماہ جیل میں رکھنے کے بعد ضمانت پر رہا کیا گیا ہے۔ (۱) ڈاکٹر محمد اسلم جہانگیر صدر جماعت ہری پور (۲) صوبیدار عبدالرحیم صاحب صدر جماعت داتہ (۳) صاحبزادہ عبدالسلام صاحب (۴) مکرم حبیب فخر اللہ صاحب۔ (۵) صاحبزادہ خلیل الرحمٰن صاحب

(رشید احمد چوہدری - پریس سیکرٹری)

قابلِ تقلید

ہمارے ایک خادم کو "KAVALIER der STRASSE" کا خطاب ایک ایسے ادارے کی طرف سے ملا ہے جو لوگوں کو ٹریفک سے متعلق معلومات فراہم کرتا ہے۔ مثلاً AUTO-BAHN پر گاڑی کس طرح چلانی چاہیئے، حادثات سے بچنے کے طریقے وغیرہ نیز ان لوگوں کی جو حادثے یا ٹریفک سے متعلق پریشانی کے وقت دوسروں کی مدد کرتے ہیں ان کی خدمات کو اخبار میں سراہا جاتا ہے۔ چنانچہ آیئے ایک ایسے ہی خادم سے آپ کا تعارف کرواتے ہیں جن کا ذکر متذکرہ بالا اخبار میں آیا ہے۔ نام ہے ان کا زاہد افضال آف SULZBACH اور ان کے دو ساتھی۔ خدمتِ خلق کا جذبہ رکھنے والے یہ تین احمدی احباب آٹوبان سے اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے کہ رستے میں ایک گاڑی کو رکے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ کچھ پریشانی ضرور ہے چنانچہ یہ خادم رکے اور پاس جاکر پہلے اس گاڑی کو کھینچ کر پیٹرول پمپ تک لے گئے، پھر اس کی مرمت کی۔ گاڑی کے ٹھیک ہونے پر عورت نے ان احباب کی گاڑی کا نمبر متذکرہ ادارہ کو دے دیا جس پر اس نے مزید معلومات حاصل کرکے ان کی خدمات کو اخبار میں شائع کیا۔

دُعائے مغفرت

(۱) سید مبارک شاہ صاحب ابن حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام، کی اہلیہ محترمہ ہمبرگ میں انتقال فرما گئی ہیں، مرحومہ نہایت خوش اخلاق، ملنسار اور نیکی میں اپنی مثال آپ تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

(۲) فرزند محسن عزیزم محی الدین احمد جو کہ خاکسار کے ساتھ ۱۹۷۵ء سے فرینکفرٹ میں مقیم تھے ایک آپریشن کے دوران کسی دوائی کے شدید ری ایکشن کی وجہ سے بقضائے الٰہی ۱۴ر اگست ۱۹۸۹ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف کو HAUPT-FRIEDHOF ÜGENDORF کے اس قطعہ میں جو مسلمانوں کیلئے وقف کیا گیا ہے امانتاً دفن کیا گیا ہے۔ عزیز محی الدین نے بیوہ کے علاوہ تین چھوٹے بچے چھوڑے ہیں سب احباب کی خدمت میں مرحوم کیلئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبر کی توفیق کی درخواست ہے۔ (ضیاء الدین احمد - BILL STR-194 - ہمبرگ - ۲۶ -)

(۳) مکرم افضال احمد صاحب عابد صدر جماعت PLAIDT کے والد محترم چوہدری منیر احمد صاحب آف کوٹ احمدیہ (سندھ) مورخہ ۲۱ر اپریل ۱۹۹۰ء کو اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سے ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کیلئے دعا کی درخواست ہے

مشرقی جرمنی کی طرف تبلیغی سفر اور میرے تاثرات

مکرم ظہور احمد صاحب - ریجنل امیر و قائد ہمبرگ ریجن

مشرقی بلاک کی طرف ہمارا یہ سفر اس غرض سے تھا کہ یہاں سے معلومات اکٹھی کی جائیں کہ کیسے یہاں اسلام کا پیغام پہنچایا جا سکتا ہے اور کس طرح یہ لوگ اسلام کو قبول کر سکتے ہیں۔ چنانچہ مکرم فضل الرحمٰن صاحب انور، مکرم ممتاز بٹ صاحب مکرم بشیر احمد رانا صاحب اور خاکسار پر مشتمل ہمارے اس قافلہ کا تبلیغی سفر مشرقی جرمنی کے انتہائی شمال OST SEE کی طرف شروع ہوا۔ بارڈر کراس کرنے کے بعد سب سے پہلے پرسوز دعا کی۔ بعد از دعا سب سے پہلے وہاں کے ایک چھوٹے سے شہر WISMAR پہنچے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو تمام دوستوں کی دلی کیفیت کچھ عجیب سی تھی۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیسے یہاں کے لوگوں سے معلومات اکٹھی کی جائیں اور کیا بہتر طریقہ اپنایا جائے۔

تصوّر کیجئے! ایک ایسا ملک جس کے بارہ میں عجیب و پراسرار واقعات مشہور ہوں اور کافی عرصہ وہ ملک کمیونزم کا گہوارہ رہا ہو، وہاں مقصد ہو اسلام کی تبلیغ اور اسی طرح کے دیگر کوائف اکٹھے کرنا! کیسے ممکن ہے!۔ لیکن خدا کا پیغام پھیلانے کی غرض سے جو نکلتا ہے خدا اس کی مدد بھی خود فرماتا ہے اور ہماری مدد خدا نے اس رنگ میں فرمائی کہ جیسے ہی ہمارا قافلہ وہاں کے ریلوے اسٹیشن کے پاس پہنچا وہاں ایک دوست ایشیائی شکل و صورت کے نظر آئے۔ تمام دوستوں نے سوچا کیوں نہ اسی سے یہاں کے بارہ میں معلومات لی جائیں۔ چنانچہ فوراً ان سے رابطہ کیا۔ بعد از تعارف یہ حقیقت سامنے آئی کہ ان کا تعلق آذربائیجان (روس) سے ہے اور ترک النسل ہیں۔ جب انہیں اس حقیقت کا علم ہوا کہ ہم چاروں بھی مسلمان ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ہم نے اس سے کہا کہ ہم شہر دیکھنا چاہتے ہیں، آپ اس سلسلہ میں ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں۔ تو محترم فوراً تیار ہو گئے اور کہا کہ آج میری چھٹی ہے اور ہر قسم کی مدد کے لیئے تیار ہیں۔ چنانچہ ان کے ساتھ شہر کی بعض جگہیں دیکھیں۔ ایک روسی آرمی ڈائلٹی سٹور جانے کا بھی موقعہ ملا۔ وہاں داخل ہوتے ہی ایک خوش کن صورت حال سامنے آئی۔ یعنی سلام! سلام! کی آوازیں کانوں نے جب سنیں تو عجیب سا محسوس ہوا۔ تعارف ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی آذربائیجان کے رہنے والے ہیں۔ وہاں کے تمام عملہ سے ہمارا اسی دوست نے تعارف کروایا۔

شہر کی مارکیٹ و بندرگاہ دیکھنے کا بھی موقعہ ملا۔ اسٹال لگانے والوں کی اکثریت مغربی جرمنی سے جانیوالے دوکانداروں پر مشتمل تھی۔ اسٹال لگانے کے سلسلہ میں ایک مقامی باشندہ نے بتایا کہ معمولی فیس ادا کر کے اجازت حاصل کی جا سکتی ہے۔ پہلے وہ شخص سمجھا کہ ہم ویسٹ کی طرف سے آئے ہیں۔ مکان خریدنا یا کاروبار کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ وہاں پر عموماً ویسٹ سے آنے والوں کے متعلق تاثر پایا جاتا ہے اور یہ کافی حد تک حقیقت پر مبنی بھی ہے۔ یہاں سے جو معلومات حاصل ہوئیں ان میں سے کچھ تحریر ہیں مثلاً (i) یہاں بالکل معمولی کرایہ پر مکان ملتے ہیں مثلاً ۳۰۔ ۴۰ مارک۔ (ii) مغربی جرمنی کے سرمایہ دار و کاروباری لوگ یہاں زیادہ سے زیادہ مکانات اور عمارات خریدنے کی خواہش رکھتے ہیں مگر مقامی حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ ان مکانوں کی الاٹمنٹ سب سے پہلے سستے داموں مقامی لوگوں کو کی جائے۔ مکان کی قیمتیں ۲۰ ہزار مارک سے شروع ہوتی ہیں۔ (iii) مقامی لوگوں کا یہ بھی رجحان ہے کہ مغربی جرمنی کے علاقوں میں آباد ہوا جائے (iv) یہ توقعات بھی ہیں کہ مستقبل میں مقامی حکومت ان کیلئے کافی بہتر اقدامات کرے گی۔ مگر موجودہ حالات غیر یقینی سے ہیں۔ وہاں پر میوزیم دیکھنے کا بھی موقعہ ملا۔

ایک خاص بات جو دیکھنے میں آئی اس کا ذکر بھی کرتا چلوں۔ شہر کے ایک گرجا کے باہر بہت سے لوگ کھڑے نظر آئے۔ گرجا کا دروازہ بند تھا اور لوگ آپس میں چہ مگوئیاں کر رہے تھے کہ گرجا بھر گیا ہے اس لیئے آدھ گھنٹہ کے بعد دروازہ دوبارہ کھولا جائے گا۔ اصل بات کا بعد میں علم ہوا کہ لوگ گرجے کا میوزک سننے آئے ہیں مذہب سے تعلق کی وجہ سے نہیں۔ وہاں سے کچھ ایسا ہی تاثر ملا کہ مذہب وہاں کی عمومی زندگی کا حصہ نہیں۔

سہ پہر کے قریب وہ ترکی مسلمان بھائی ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ چائے پلائی اور ویلو کارڈز تحفتہً دیئے۔ ایک دوست کے پاس قرآن کریم کا ایک چھوٹا نسخہ تھا، جو پڑھنا کافی مشکل تھا۔ ہم نے اسے ایک نسخہ ہمبرگ سے بھیجنے کا وعدہ کیا۔ تاہم کچھ لٹریچر جرمن زبان میں اس کی جرمن بیوی و ایک اور جرمن خاتون کو دیا۔ مسجد کے ویلو کارڈز بھی دیئے اور محترم دوست سے اجازت لیکر پھر اگلی منزل ROST-OCK کی طرف روانہ ہوئے۔ ROSTOCK مشرقی جرمنی کا ایک بہت بڑا شہر ہے اور OST SEE پر واقع بڑی بندرگاہ ہے۔ یہاں پر بہت سے

کہی تھی۔ تو جب باہر کی نصیحت انسان سنتا ہے تو نفس سے ایک ردّ عمل پیدا ہوتا ہے جب اپنے ضمیر کو ملامت کرنے کیلئے نفس سے آواز اٹھتی ہے اور یہ کہتی ہے نظر رکھو، خبردار تم کس کی طرف منسوب ہوتے ہو تو اس کے نتیجے میں انسان کا نفس اپنے آپ کو اندرونی ناصح کے حضور بچھا دیتا ہے اور اس کی آواز پر کان دھرتا ہے اور اس کے خلاف ردعمل نہیں دکھاتا بلکہ اس کے نتیجے میں پوری توجہ کے ساتھ اپنے حالات پر مزید غور کرتا ہے اور اس سے انکساری پیدا ہوتی ہے اس سے دن بدن انسان اصلاح پذیر ہوتا چلا جاتا ہے۔

پس سب سے پہلے آپ کو میں اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ یاد رہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی اولاد ہیں اور آپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اس پہلو سے اس دنیا میں جتنے بھی مسلمان کہلانے والے ہیں ان کے مقابل پر ہماری ذمہ داریاں امتیازی ہو جاتی ہیں کیونکہ ہم ایک ایسے امام کی طرف منسوب ہوتے ہیں جس کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں آپ کے دین کو ازسرِ نو زندہ کرنے کیلئے خدا نے قائم فرمایا تھا۔ پس ہے تو وہی اسلام جو ایک ہی ہے اور اُسے ایک ہی ہونا چاہیئے لیکن جب وقت کے امام کی آواز پر لبیک کہا جائے تو پھر ماننے والوں کی ذمہ داریاں اسی نسبت سے بڑھ جاتی ہیں یا جاگ اٹھتی ہیں اور ضمیر بیدار ہو جاتا ہے۔ اس بات کو آپ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ اسی جلسے پہ یعنی ایک دن پہلے میں نے آپ کو بیرونی نظر کو پیشِ نظر رکھنے کی ہدایت کی تھی، یہ درحقیقت اسی مضمون کا دوسرا حصّہ ہے۔ انسان کی تربیّت میں بیرونی نظر بھی کام کرتی ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا اور بیرونی آواز بھی کام کرتی ہے لیکن اگر اندرونی نظر کُھل جائے اور انسان کو اپنے اندر جھانکنے کی بصیرت عطا ہو جائے، اگر اندر کی زبان چلنے لگے اور انسان کو وہ کان نصیب ہو جائیں جو اپنے ضمیر کی آواز کو سنتے ہیں تو یہ ایک

بہت ہی عظیم الشّان مُربّی

ہے جو انسان کو عطا ہوتا ہے۔ اس مربی کو بیدار کریں اور میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں جتنے بھی لوگوں نے بڑے بڑے مراتب پائے ہیں، بڑے بڑے ارفع مقامات تک پہنچے ہیں انہوں نے ان ہر دو قسم کے مربیوں سے پورا استفادہ کیا ہے، بیرونی دنیا کی آوازوں پر بھی انہوں نے کان دھرا اور اُس کے خلاف ردعمل نہیں دکھایا جب بھی انہیں نصیحت کی گئی خواہ ادنیٰ نے نصیحت کی ہو خواہ اعلیٰ نے نصیحت کی ہو انہوں نے نصیحت پر توجہ کی اور یہ نہیں دیکھا کہ بولنے والا کون ہے اسی طرح بسا اوقات اُن کو طعنے دیئے گئے اور اصلاح کی خاطر نصیحتیں نہیں کی گئیں بلکہ دل جلانے کی خاطر نصیحتیں کی گئیں، انہوں نے اُس غم کو بھی جو ان کو اس وجہ سے پہنچا اپنی اصلاح کے لئے استعمال کیا اور غلط ردّ عمل پھر بھی نہیں دکھایا اور اس کے ساتھ ہی ان کا اندرونی مربّی بھی بیدار ہوتا چلا گیا اور اندرونی طور پر بھی مسلسل وہ اپنی کمزوریوں پر نگاہ رکھتے رہے اور اس کے نتیجے میں جو انکے ضمیر کی آوازیں اٹھتی تھیں ان پر کان دھرتے رہے اور مسلسل ہر لمحہ ان کا ہر گزرے ہوئے لمحے سے بہتر ہوتا چلا گیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی زندگی میں اس بیرونی آواز نے بھی کام کیا اور اندرونی آواز نے بھی کام کیا۔ بیرونی ناقد نگاہوں نے بھی کام کیا اور اندرونی ناقد نگاہوں نے بھی کام کیا۔ اور آپؑ دونوں لحاظ سے خدا تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ پوری توجہ کے ساتھ اپنے نفس کی دن بدن اصلاح میں یا تزئین میں کہنا چاہیئے کیونکہ

جو خدا کے پاک بندے ہیں

اُن کی اصلاح سے مراد ان کے نقوش کا دن بدن بہتر ہوتے چلے جانا ہے تو اس رنگ میں وہ اپنے نفس کی تزئین میں ہمیشہ مشغول رہے۔ چنانچہ یہ مضمون بھی آپ کے کلام میں ملتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ اٰلہٖ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا تصور ہمیشہ آپؑ کی زندگی میں آپؑ کے ضمیر میں کارفرما رہا ہے اور یہ احساس ہمیشہ بیدار رہا ہے کہ جو کچھ میں نے پایا ہے وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کے ذریعے پایا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں ؎

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

معلوم ہوتا ہے ساری زندگی آپ کی توجہ اس طرف رہی کہ اپنے آقاؐ کی طرف منسوب ہونے کے نتیجے میں میرے اوپر کیا تقاضے آتے ہیں کیا توقعات از خود پیدا ہوتی ہیں۔ اور پھر اپنے آقا کے قدموں کی تلاش میں رہے۔ جس رُخ پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چلتے ہوئے دیکھا قدم پر قدم رکھتے ہوئے آگے بڑھے اور اس طرح جب آپ تربیت کے ایک اعلیٰ مقام پر پہنچے تو پھر یہ کہنے کے مستحق ٹھہرے، یہ کہنے کے مجاز بنے کہ ؏

ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل

اس مضمون میں اگرچہ انفرادی طور پر اپنی ذات کا ذکر نہیں ملتا بلکہ ساری مِلّتِ اسلامیہ کا ذکر ہے اور اوّل طور پر اس مضمون کا تعلق ساری قوم سے ساری امّت سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتی ہے، لیکن اس مضمون کی طرف توجہ ذاتی تجربے کے بغیر ممکن نہیں۔ آپ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں کہے جانے والے عالمی کلام پر نظر ڈال کر دیکھیں یہ مضمون آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کہیں نظر نہیں

سٹٹگارٹ مشن کی تبلیغی مساعی

دوران سال سٹٹگارٹ مشن کی تبلیغی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے مکرم چوہدری منیر احمد صاحب معاون شعبہ اصلاح وارشاد اپنی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں:

سٹٹگارٹ ریجن بننے سے پہلے گو کہ تبلیغی کام ہو رہے تھے لیکن سٹٹگارٹ ریجن میں باقاعدہ مشن کی تشکیل اور مشنری انچارج صاحب کے تقرر کے نتیجہ میں اس کام میں پہلے سے بڑھ کر تیزی آئی۔ مشنری انچارج صاحب محترم ڈاکٹر محمد جلال صاحب شمس نے تبلیغی کاموں کو تیز کرنے کیلئے ایک کمیٹی تشکیل دی جو اِن ممبران پر مشتمل ہے۔ چوہدری منیر احمد صاحب، مکرم مبرور احمد بھٹی صاحب اور مکرم ابرار احمد شاہد صاحب چنانچہ امام صاحب کی نگرانی میں کمیٹی نے اپنا کام شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض شہروں میں تقریبات منعقد کرنیکی توفیق ملی۔ اس سلسلہ میں بعض اہم میٹنگز کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) مورخہ ۲۵ مارچ ۸۹ء کو (صد سالہ جوبلی ویوم تشکر کے سلسلہ میں) جماعت احمدیہ WAIBLINGEN میں ایک بڑی میٹنگ کا اہتمام کیا گیا۔ مہمانوں کو بلانے کیلئے تقریباً دو سو (۲۰۰) دعوتی کارڈ تقسیم کیئے گئے۔ ایسٹر کی چھٹیوں کی وجہ سے اکثر دوستوں نے معذرت کر لی تھی لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ۵۵ جرمن اور ۱۵ دیگر قومیتوں کے دوستوں نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں شہر کی انتظامیہ اور میئر کے نمائندہ اور شہر کے پانچ بڑے پادریوں میں سے ایک پادری صاحب جو کہ زیر تبلیغ تھے، ایک پولیس انسپکٹر صاحب، ایک پروفیسر صاحب اور سوشل ورکز بھی دعوت میں شامل ہوئے۔

(۲) اسی سلسلہ کی دوسری بڑی میٹنگ مورخہ ۱۱ اپریل ۸۹ء کو سٹٹگارٹ شہر میں منعقد ہوئی۔ اس میٹنگ میں ۳۵ جرمن دوستوں اور چند چیکوسلاویکی دوستوں نے شمولیت کی۔ اس موقع پر بھی نمائش کا بندولیست تھا۔ دوستوں تک احمدیت اور اسلام کا پیغام احباب نے اپنی تقاریر کے ذریعہ پہنچایا۔ سوالات کے جوابات مکرم برادر طارق احمد گدات صاحب نے دیئے۔ آخر میں مہمانوں کی خاطر تواضع کی گئی۔

(۳) اسی سلسلہ کی تیسری میٹنگ مورخہ ۹ ستمبر ۸۹ء کو منعقد کی گئی جو کہ صرف ترک دوستوں کیلئے تھی۔ ریجن کی تمام جماعتوں سے زیر تبلیغ دوستوں کو مدعو کیا گیا تھا اس پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے احباب نے بھرپور تعاون کیا اور اپنے ساتھ ترک دوستوں کو لے کر آئے۔ حاضری اچھی رہی ۶۵ ترک دوست شامل ہوئے اور پروگرام سے استفادہ کیا۔ محترم ڈاکٹر محمد جلال صاحب شمس کی تقریر بڑی دلچسپی سے سنی گئی بعد میں دوستوں کے سوالوں کے جوابات محترم ڈاکٹر صاحب نے بڑی وضاحت سے دیئے اس موقع پر بھی نمائش کا بندولبست تھا۔ دوستوں نے نمائش دیکھی اور اکثر دوستوں نے اس کو سراہا۔ اور خوشی کا اظہار کیا۔ دوستوں نے محترم ڈاکٹر صاحب سے رابطہ کیلئے اپنے ایڈریس دیئے اور ان کا ایڈریس حاصل کیا۔ آخر میں مہمانوں کو خاطر تواضع سے رخصت کیا گیا۔ یہ میٹنگ بابلنگن شہر میں ہوئی۔

(۴) مورخہ ۲۲ اکتوبر کو چوتھی میٹنگ کا بندولبست کیا گیا جو کہ OBENDORF میں ہوئی جس کا بندولبست جماعت بالنگن نے کیا تھا۔ یہ میٹنگ بھی ترک دوستوں کے لیئے تھی۔ اس میں ۳۶ ترک دوستوں نے شرکت کی۔ تمام کاروائی بڑے دوستانہ ماحول میں ہوئی۔ اس میٹنگ میں ایک مولوی صاحب اور ایک تنظیم کے صدر بھی تشریف فرما تھے۔ مکرم ڈاکٹر محمد جلال صاحب شمس مبلغ سلسلہ نے اپنا اور مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مبلغ سلسلہ کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کے ذریعے اسلام کی صحیح تعلیمات دنیا میں پیش کرنے پر مشتمل منشور اور عزائم سے دنیا کو مطلع کیا۔

محترم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب نے وفات مسیح اور ظہور مسیح موعود علیہ السلام پر ایک پر معارف تقریر کی اور دوران تقریر ہی ترک دوستوں کے بعض سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں دیئے جن کی تصدیق ساتھ ساتھ ترک مولوی صاحب سے بھی کرواتے رہے۔

محترم ڈاکٹر جلال شمس صاحب نے بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی دینی خدمات اور دعویٰ پر بڑی حکمت سے روشنی ڈالی۔ ترک احباب نئی معلومات حاصل کر کے بہت متاثر ہوئے۔ ترکوں کی تنظیم کے صدر صاحب نے محترم ڈاکٹر شمس صاحب اور محترم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب کا بے حد شکریہ ادا کیا۔ ترک امام صاحب نے بھی شکریہ ادا کیا اور یقین دلایا کہ وہ اپنے ذاتی اثر سے ساتھ والے گاؤں میں بھی میٹنگ کا بندولبست کریں گے۔

(۵) مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۸۹ء کو ایک میٹنگ بالٹ منس وائیلر میں منعقد کی گئی اس میٹنگ میں ۳۶ جرمن مرد وخواتین اور ۱۲ بچے شامل ہوئے۔ یہ میٹنگ ہمارے تین احمدی دوستوں کی کوششوں سے منعقد کی گئی اور لاگر کے ہی دو کمرے خالی کر کے مہمانوں کے بیٹھنے اور نمائش کیلئے جگہ بنائی گئی تھی۔ نمائش میں دینی کتب کے علاوہ مختلف بینرز اور تصاویر رکھی گئی تھیں۔ احباب کے سامنے نہایت اچھے انداز میں جماعت کا تعارف پیش کیا گیا۔

(۶) اس سلسلہ کی چھٹی اور جوبلی سال کی آخری میٹنگ ۱۵ مارچ ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوئی جس میں تقریباً ۳۵ جرمن مرد وخواتین شامل تھے۔ یہ میٹنگ ایک ترک مسجد (بقیہ صفحہ ۵۳)

احمدیہ کرکٹ ٹیم کی جیت

شعبہ صحتِ جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے زیر اہتمام مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۹۰ء بروز ہفتہ CRICKET AND REDERVEREIN, HANAU کے خلاف WILHELMSBAD STADION میں کھیلے جانے والے دوستانہ میچ میں احمدیہ کرکٹ ٹیم نے شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ محدود اوورز کے اس ایک روزہ میچ میں ٹاس جیت کر پہلے بیٹنگ کرتے ہوئے احمدیہ ٹیم نے کُل ۳۶۵ رنز اسکور کیے جن میں عبدالسلام بھٹی کے ۱۷۳ رنز بھی شامل ہیں جنہوں نے عمدہ اسٹروکس اور شاندار بیٹنگ کا مظاہرہ کیا۔ داؤد بٹ نے ۴۶ اور ڈاکٹر وسیم احمد نے ۳۶ رنز بنائے۔ اس کے مقابلہ میں HANAU کرکٹ کلب کی ٹیم صرف ۱۸۰ رنز پر آؤٹ ہوگئی۔ اس طرح احمدیہ ٹیم نے یہ میچ ۱۸۵ رنز کی واضح برتری سے جیت لیا۔ بالنگ میں ناصر راجپوت، منور عابد سہیل اکرم اور صلاح الدین نے دو دو وکٹیں حاصل کیں۔

اس میچ کی خاص بات یہ ہے کہ جرمن کرکٹ بورڈ کے صدر HERR ROLF - SCHWIETE جو کہ HANAU کرکٹ کلب کے ممبر بھی ہیں اپنی ٹیم کی جانب سے کھیل رہے تھے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ کلب کئی برس سے باقاعدگی سے جرمن لیگ کرکٹ کھیل رہا ہے جبکہ احمدیہ کرکٹ ٹیم اپنی تشکیل کے ابتدائی دور میں ہے اور اس نے جرمنی کے مختلف رجسٹرڈ کلبوں کے خلاف دوستانہ میچز کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ یہ اس سلسلہ کا دوسرا میچ تھا۔ الحمدللہ کہ ہماری ٹیم کی نمایاں کارکردگی نے جرمن کرکٹ بورڈ پر اچھا تاثر قائم کیا ہے۔

اس سلسلہ کا پہلا میچ احمدیہ ٹیم نے SPAYER کے نزدیک واقع HASS - LOGH - شہر میں جرمنی کے ایک ممتاز کرکٹ کلب COSMOPOLITIN کے خلاف کھیلا۔ اس میچ میں دونوں ٹیموں نے بہت دلچسپ کھیل مظاہرہ کیا۔ اس میچ میں صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم مقصود الحق صاحب بھی شامل ہوئے۔ آپ نے کھلاڑیوں اور منتظمین کی بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔ اسی طرح ریجنل قائد فرینکفرٹ ریجن مکرم مبشّر احمد صاحب طاہر نے بھی تمام وقت میدان پر موجود رہ کر کھلاڑیوں کی ہمت بندھائی۔ میچ کے دوران چائے کے وقفہ میں شعبہ صحت جسمانی کیطرف سے دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں اور شائقین حضرات کیلئے چائے و کیک وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ احمدیہ ٹیم کے کپتان ڈاکٹر وسیم احمد نے انتظامی امور میں بہت مدد کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ احمدیہ ٹیم کی طرف سے داؤد احمد نے سب سے زیادہ رنز اسکور کیے۔ محمد منوّر عابد نے شاندار باؤلنگ کا مظاہرہ کیا اور پانچ کھلاڑیوں کو آؤٹ کیا جبکہ سہیل اکرم نے تین وکٹیں حاصل کیں۔ وکٹ کیپر ڈاکٹر وسیم احمد نے عمدہ کیپنگ کا مظاہرہ کرتے ہوئے وکٹ کے پیچھے پانچ کھلاڑیوں کو آؤٹ کیا۔ مقصود الحق صاحب اور امجد محمود ملک صاحب بھی اپنی ٹیم کو اچھی سپورٹ دینے کا باعث بنے۔

ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ

مورخہ ۲۴ مئی ۹۰ء صبح ۹ بجے نو ہامیس سینٹر میں ٹورنامنٹ کا افتتاح مکرم فخر الاسلام صاحب نے کیا جنہوں نے کہ اس سے پہلے منعقد ہونے والا سر ظفر اللہ خان صاحب ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ جیتا تھا۔ دعا کے بعد مقابلہ جات کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ سینیئر اور جونیئر سیکشن میں کل ۲۵ میچز کھیلے گئے۔ اس سے قبل خاکسار نے کھلاڑیوں کو ٹورنامنٹ کے قوائد و ضوابط سے آگاہ کیا اور شعبہ صحت جسمانی و سپورٹس کی جانب سے کھیلوں کے امسال کے پروگرام سے انہیں مطلع کیا۔ اس موقع پر تمام کھلاڑیوں کو بتایا گیا کہ اس ٹورنامنٹ میں (دونوں سیکشنوں میں) پہلی چار پوزیشنیں حاصل کرنے والے کھلاڑیوں کو احمدیہ سلم ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ کیلئے منتخب کر لیا جائے گا جو انشاءاللہ تعالےٰ سال رواں کے دوران مختلف جرمن ٹیموں سے نمائشی دوستانہ میچز کھیلے گی۔ سال میں کم از کم تین ٹورنامنٹ منعقد کیے جائیں گے اور ہر مرتبہ ٹیم کی سلیکشن کا یہی طریقہ کار ہوگا۔ مکرم عبدالرفیق احمد صاحب کو شعبہ صحت جسمانی کی طرف سے ٹیبل ٹینس کیلئے انچارج مقرر کیا گیا ہے۔ دلچسپی رکھنے والے تمام خدام و اطفال ان سے ٹیلیفون نمبر ۰۶۰۷۴ - ۴۲۷۳۳ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

اس ٹورنامنٹ کے اختتام پر صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی محترم مقصود الحق صاحب نے جو کہ مہمان خصوصی تھے تمام کھلاڑیوں کو ان کے اچھے کھیل اور اعلیٰ نظم و ضبط پر مبارکباد دی۔ آپ نے انہیں کھیل کے معیار کو مزید بہتر کرنے نیز مسلسل مشق کرتے رہنے کی طرف توجہ دلائی۔ دعا اور کھانے کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

ہاکی ٹریننگ

شعبہ صحت جسمانی کیطرف سے خدام و اطفال کے لیے ہاکی کے کھیل کا باقاعدہ آغاز خدا تعالیٰ کے فضل سے کیا جا چکا ہے اور ہر جمعہ کو سپورٹس کلب SKG کے آسٹرو ٹرف ہاکی گراؤنڈ پر خاکسار اور مکرم امجد محمود ملک صاحب ٹریننگ کرواتے ہیں۔

قائدین مجالس کو **سپورٹس پروگرام** کی منصوبہ بندی اور ہدایات پر مشتمل ایک تفصیلی خط ارسال کیا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں جرمن اور اردو زبان میں احمدی کھلاڑیوں کیلئے ایک کوائف فارم بھی بھجوایا گیا ہے تاکہ مرکزی طور پر جرمنی میں موجود تمام کھلاڑیوں کی ایک جامع فہرست تیار کی جا سکے۔ اچھے اور نمایاں اعزازات حاصل کرنیوالے کھلاڑیوں کو شعبہ صحتِ جسمانی کی طرف سے خصوصی انعامات بھی دیئے جائیں گے۔ تمام مجالس سے درخواست ہے کہ وہ کھیلوں کی سرگرمیوں کی مفصل رپورٹ شعبہ صحت جسمانی کو باقاعدگی سے ارسال کیا کرے ——— قمر احمد عطاء - مہتمم صحت جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی

رپورٹ تعلیم القرآن کلاس

کولون ریجن

نومبر ۱۹۸۸ء سے بیت النصر کولون میں تعلیم القرآن کلاس شروع ہوئی پہلے کچھ دن مکرم ارشد مسعود صاحب نے اور بعد میں مکرم حافظ مبارک احمد صاحب نے کلاس جنوری ۱۹۹۰ء بروز اتوار سے شروع کی۔ اس کلاس کا مقصد بچوں کو قرآن کریم تجوید اور قرآت کے ساتھ پڑھانا، دینی معلومات، اور اردو کے متعلق ابتدائی تعلیم دینا ہے تاکہ یہ بچے مستقبل میں اہم دینی امور سرانجام دے سکیں۔

پہلے روز کلاس میں بچوں کی حاضری ۱۷ رہی جس میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل تھے۔ اسی طرح آہستہ آہستہ یہ تعداد بڑھ کر ۲۸ تک پہنچ گئی۔ یہ کلاس روزانہ باقاعدہ ہوتی ہے۔

اس کلاس میں UNICENTER ، MESCHINICH اور حلقہ KÖLN MOSCHEE سے بچے شرکت کرتے تھے۔ بچوں کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے کلاس کو ۲ دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تاکہ ہر بچے کو اس کی ضرورت کے مطابق وقت دیا جا سکے۔

پہلی کلاس کا وقت سہ پہر ۳ بجے سے ۶ بجے اور دوسری کلاس نماز مغرب کے بعد سے عشاء تک ہے۔ کلاس میں تمام بچے بلاناغہ اپنے اوقات پر آتے اور بڑے غور و فکر سے سبق یاد کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ تمام بچوں میں قرآن کریم اور دیگر دینی معلومات سیکھنے اور یاد کرنے کی دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے۔

اب تک اس کلاس سے ۱۰ بچے اور ۴ بچیاں قرآن کریم ناظرہ تجوید کے ساتھ پڑھ چکے ہیں۔ اسی طرح دینی معلومات میں آنحضرتؐ کی زندگی کے مختصر واقعات آپؐ کی ازواج مطہرات اور چند صحابہؓ کے اسماء اور خصوصی واقعات، اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مختصر واقعات آپؑ کے مبعوث ہونے کی غرض و غایت اور آپؑ کی تصنیف کردہ کتب کے نام اور ان کے مطالب یہ چند دینی معلومات بچوں کو یاد کروائی گئی ہیں اور مزید کوشش جاری ہے۔

جو بچے ناظرہ قرآن کریم کا ایک دور مکمل کر چکے ہیں وہ اب قرآن کریم حفظ کر رہے ہیں۔ اس وقت چھ بچے قرآن کریم حفظ کر رہے ہیں۔ ہر بچہ روزانہ ایک آیت یاد کرتا ہے اور باقاعدہ پہلا سبق سنا کر پھر مزید آگے سبق لے لیتا ہے۔

ہم اس کلاس کے ساتھ تمام احباب جماعت کیلئے قسط وار پروگرام رکھتے ہیں کہ آڈیو اور وڈیو کے ذریعے نماز اور قرآن کریم سکھایا جائے جس کے تحت آڈیو کی ایک کیسٹ نماز کی، تمام احباب جماعت تک پہنچ چکی ہے جس کو تمام احباب جماعت نے پسند کیا ہے۔ عنقریب ہم وڈیو کیسٹ

(باقی صد 49 پر)

بقیہ : اختتامی خطاب

میں ایک عظیم روحانی انقلاب برپا ہو جائے گا۔

میں نے بہت غور کیا ہے

اور میں بار بار اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یورپ کو اسلام پہنچانے میں سب سے زیادہ عظیم کردار ادا کرنے کی قوت جرمن قوم میں موجود ہے اور اکیلی جرمن قوم میں نہیں بلکہ جرمن قوم سے وابستہ قوموں میں موجود ہے۔ اس قوم کو خدا نے اتنا بڑا وسیع دل دیا ہے کہ سارے یورپ میں کسی ملک میں اتنے متفرق قوموں کی طرف منسوب ہونے والے لوگ آپ کو نہیں ملیں گے ملینز ہیں یہاں جو ترکی سے تعلق رکھتے ہیں آج ایک ترک دوست نے بتایا کہ چار ملین

چالیس لاکھ ترک جرمنی کی سرزمین پر آباد ہیں

آخر ان کا وسیع حوصلہ ہے ورنہ کون ہے جو اپنی سرزمین کو غیروں کیلئے اس کھلے دل کے ساتھ پیش کرتا ہو۔ کسی دنیا کے ملک نے احمدیوں کو اس فراخدلی سے پناہ نہیں دی جتنا جرمن قوم نے دی ہے۔ ایرانی بھی آپ کو یہاں ملیں گے، افغانی بھی آپ کو یہاں ملیں گے۔ آپ کو یہاں مشرق بعید کے لوگ بھی ملیں گے، یہاں آپ کو ساؤتھ ایسٹ ایشیاء کے لوگ بھی ملیں گے۔ کل ملنے والوں میں سری لنکا کے مہاجر بھی آئے ہوئے تھے۔ ہر قوم ہر رنگ ہر نسل کے لوگ یہاں پہنچے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ انکے دل بھی بڑھاتا چلا جا رہا ہے اور انکی توفیق بھی بڑھاتا چلا جا رہا ہے انکی اقتصادیات کو بھی دن بدن کمزور کرنے کی بجائے زیادہ مضبوط کرتا چلا جا رہا ہے ہے۔ ان کے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو بھی خدا نے ان سے ملا دیا ہے تاکہ مزید اور عظیم تر قوم ہو کر یہ دنیا میں ابھریں

پس آپ کو خدا نے یورپ کے اس دل میں بٹھا دیا ہے جس کے ساتھ سارے یورپ کے مستقبل کی نبضیں وابستہ کر دی گئی ہیں۔ اس دل پر قبضہ کرنے کے مواقع آپ کو عطا کیئے گئے ہیں۔ اس دل میں شامل ہو کر

محمّد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور خدا کی محبت میں دھڑکنے لگیں تو اس دھڑکنوں کی آوازیں ہی اتنے عظیم الشان نعروں میں تبدیل ہو جائیں گی کہ جرمنی ہی نہیں تمام دنیا کے کان ان نعروں سے پھٹنے لگیں گے۔ اور ان کے دل بھی آپ کے ساتھ مرتعش ہونے لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نوٹ :۔ ادارہ حضور اقدس کا یہ اختتامی خطاب اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

بقیہ : حیاتِ طیبہ

نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ میں باوجود نبی اور رسول لفظ سے پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔"

مندرجہ بالا عبارت سے بوضاحت وصراحت ظاہر ہے کہ حضرت اقدسؑ کے نزدیک حضور کا منصب غیر تشریعی ظلّی نبوت کا ہے۔ تشریعی اور مستقل نبوت کا نہیں۔ مگر غیر تشریعی ظلّی نبوت کا نام نبوت کے سوا اور کچھ نہیں رکھا جا سکتا اور یہ نبوت حضور کو اپنے آقا و مطاع سیّدنا حضرت خاتم النبیّین صلّی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور فیض سے حاصل ہوئی ہے۔

اسی رسالہ میں ایک اور جگہ حضور آیت ولکن رّسول اللّٰہ وخاتم النبیّین کے بارے میں فرماتے ہیں :"... اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جسکی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرتِ صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلّی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدّی کی چادر ہے اس لیئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے ...."

غرض "ایک غلطی کا ازالہ" وہ پہلا تحریری بیان ہے جو حضرت اقدسؑ نے اپنی نبوت کے مقام کی وضاحت کیلئے دیا۔ اور اس کے بعد ہر کتاب میں اپنے آپ کو نبی اور رسول کے طور پر ہی پیش فرمایا۔ محدّث کے طور پر کبھی بھی پیش نہیں فرمایا۔

بقیہ : سٹٹگارٹ مشن کی تبلیغی مساعی

میں منعقد کی گئی تھی۔ حاضرین کے سوالات کے دوران مکرم ڈاکٹر محمد جلال صاحب شمس نے جماعت کا تعارف کروایا۔ حاضرین کی حیرانی دور کرنے کیلئے ان کے گروپ لیڈر مسٹر پیٹر نے حاضرین کو بتایا کہ قرآن مجید کے جتنے ترجمے آج تک ہوئے ہیں ان میں سب سے بہترین ترجمہ جماعت احمدیہ نے کیا ہے، مسٹر پیٹر نے یہ الفاظ اس خوبصورت انداز میں کہے

تھے کہ اسی وقت ۱۴ عدد قرآن کریم کا آرڈر مل گیا جو کہ بعد میں بھیج دیئے گئے۔ اور سلسلہ کی کتب بھی بعض احباب کو دی گئیں۔ ان احباب سے جماعت کا مسلسل رابطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری معمولی مساعی میں بہت برکت ڈالے اور ہمیں اسی طرح مواقع فراہم کرتا رہے تاکہ ہم اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہیں۔ (آمین)

(چوہدری منیر احمد۔ معاون شعبہ اصلاح وارشاد)

بقیہ : جماعت احمدیہ گورگیج سندھ کے حالات

کی گئیں جن میں پانچ احمدی اساتذہ نے مفت تعلیم دی۔

اس کے علاوہ غیر احمدی جونیئر اساتذہ کی تربیت کے لیئے ایک فری ٹریننگ سینٹر کھولا گیا جس میں ان اساتذہ کو فزکس، کیمسٹری اور حساب کی تربیت دی جاتی رہی۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان نامساعد حالات میں پاکستان کی جماعتیں جو تبلیغ دین اور خدمت خلق کے فرائض انجام دے رہی ہیں ان کے لیئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حقیر کوششوں میں بے پناہ برکت ڈالے اور وہ بھٹکی ہوئی روحوں کیلئے روشنی کے مینار ثابت ہوں۔

بقیہ : پندرہویں صدی میں کیا ہونے والا ہے!

ایسا ہوگا اور آپؐ کے روحانی فرزند نے اس کی منادی کی کہ نوع انسانی پندرہویں صدی میں امّتِ واحدہ بن جائیگی۔ مگر اس کیلئے مجھے اور آپ کو خدا کے حضور قربانیاں پیش کرنی پڑیں گی۔ آؤ آج یہ عہد کرتے ہیں کہ وہ تمام بشارتیں جن کا تعلق پندرہویں صدی کے ساتھ ہے (اور وہ عظیم بشارتیں ہیں) ان کو حاصل کرنے کے لیئے خدا تعالیٰ جس قربانی کا بھی مطالبہ کرے گا ہم اس کے حضور پیش کر دیں گے ہم ہم محمدؐ کے فرزند محمدؐ کی امّت ہیں۔ ہم موسیٰؑ کی قوم کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ جا تُو اور تیرا خدا جا کے لڑو۔ ہر قربانی جو مانگی جائے گی، جان کی قربانی، مال کی قربانی، اوقات کی قربانی، صحت کی قربانی۔ جس قسم کی بھی قربانی ہمارا خدا ہمارا پیارا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نئے سرے سے ہمیں زندہ کرنے والا محمدؐ کا محبوب ہمارا مہدی (علیہ السلام) ہم سے مانگیں گے ہم پیش کر دیں گے۔ زندہ خدا سے زندہ تعلق۔ محمدؐ کے روحانی فیوض، محمدؐ کا محبوب ہمارا مہدی۔ چودہویں صدی نے تو ہمیں دنیا جہان کے خزانے دے دیئے۔ پندرہویں صدی میں دنیا جہان کے ان خزانوں کو دنیا میں لٹا کر ہم نے دنیا کو فتح کرنا ہے تاکہ کوئی ہمیں کنجوس نہ کہے کہ خزانے ملے تھے اور ہم نے بانٹ کر نہیں کھائے۔ ہم سارے انسانوں کے گھروں تک، ان کے دلوں تک، ان کے ذہنوں تک رحمتوں کے، برکتوں کے، فضلوں کے، خدا کی رضا کے وہ خزانے پہنچائیں گے۔ یہ ہمارا عزم ہے آج۔ اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پورا کرنے کی ہمیں توفیق عطا کرے۔ آمین"۔

قائدین توجہ فرمائیں

جیسا کہ تمام قائدین کو مطلع کیا جا چکا ہے کہ حضور اقدس کے خطباتِ جمعہ کی کیسٹس افرادِ جماعت تک پہنچانے یا تمام افراد کو سنوانے کا نظام خدام الاحمدیہ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ قائدین سے گذارش ہے کہ مطلع کریں :

(۱) کیا آپ نے خطبات کی کیسٹس تمام افراد تک پہنچانے/سنوانے کا انتظام کر لیا ہے؟

(۲) کیا تمام افراد خطبات جمعہ باقاعدگی سے سنتے ہیں ؟ اگر نہیں تو کیوں ؟

(۳) کیا آپ نے باقاعدہ رجسٹر تیار کیا ہے جس میں تمام افراد (بمع مستورات و بچے) کے خطبات جمعہ سننے کی حاضری کا اندراج کیا جاتا ہے ؟

اگر ان سوالات کا جواب نفی میں ہے تو فوراً آج ہی کارروائی کریں۔ خدام و اطفال پر مشتمل ایک ٹیم کے سپرد یہ کام کر کے اس کی باقاعدہ نگرانی کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہر فرد جماعت حضور اقدس کے تمام خطبات جمعہ سُن رہا ہے۔

(مقصود الحق - صدر خدام الاحمدیہ جرمنی)

گھر بیٹھے جرمن زبان سیکھیے

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے تحت گھر بیٹھے جرمن زبان سیکھنے کی سہولت مہیا کی گئی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے :

(۱) مہینہ میں چار بار جرمن زبان کے اسباق بذریعہ ڈاک آپ کے ایڈریس پر ارسال کیے جائیں گے۔ (۲) ہر ماہ کے آخر پر ارسال کیئے جانے والے اسباق کا گھر بیٹھے امتحان دینا ہوگا (۳) یہ تمام کورس اردو میں ہوگا، جس کو سمجھنا بہت آسان ہوگا۔ (۴) کورس کا آغاز یکم ستمبر ۱۹۹۰ء سے ہوگا (۵) اس کورس کے منتظم مکرم نصیر الدین خان مبشر صاحب ہوں گے۔ ہر قسم کی معلومات کیلئے ان سے اس ایڈریس پر رابطہ کریں۔

NASEER UD DIN KHAN MOBASHAR
KÖNIGBERGER STR. 4/A – 8900 AUGSBURG
TEL. 0821 - 716609

اعلان

ایسے احباب جو لوہے کے خراد کا کام جانتے ہوں وہ فوری طور پر مکرم چوہدری محمد شریف خالد صاحب نائب امیر جرمنی سے رابطہ قائم کریں۔

پاکستان جانے والے احباب سے گذارش

ایسے احباب جو پاکستان آتے جاتے ہوں یا وہ جب بھی پاکستان جائیں ان سے گذارش ہے کہ وہ مکرم امیر صاحب جرمنی یا نیشنل جنرل سیکرٹری سے مل کر جایا کریں۔ جزاکم اللہ۔

ضروری ہدایت

مرکز (لندن) کی طرف سے ہدایت موصول ہوئی ہے کہ ایسے دوست یا جماعتیں جو کوئی کتاب یا پمفلٹ وغیرہ شائع کروانا چاہیں ان کے لیئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنے مواد کی ایک کاپی مرکز بھجوا کر اشاعت کی منظوری حاصل کریں۔ علاوہ اس کے کتاب وغیرہ کی اشاعت ثانی کیلئے بھی دوبارہ اجازت لینا ضروری ہے —— (اسماعیل نوری - سیکرٹری اشاعت، جرمنی)

گمشدہ رسید بکس

مندرجہ ذیل رسید بکس گم ہو گئی ہیں۔ احباب مطلع رہیں۔

S.No.	Receipts	S.NO	RECEIPTS
0542	27051 - 27100	2503	125101 -125150
0559	27901 - 27950	1734	86651 - 86700
1616	80800 - 80751	2514	125651 -125700
1623	81101 - 81150	2582	129051 -129100
1131	56501 - 56550	2583	129101 -129150
1087	54301 - 54350	2584	129151 -129200
1088	54351 - 54400	2585	129201 -129250
1535	76701 - 76750	1133	56601 - 56650
1536	76751 - 76800	242	22051 - 22100
2499	124901 -124950		

(شعبہ مال)

اعلان

حضور اقدس نے مندرجہ ذیل احباب کی سزا اخراج از نظام جماعت کو ازراہ شفقت معاف فرما دیا ہے۔

(۱) ملک خالد محمود صاحب ۔ جماعت LIMBURG

(۲) محمد ناصر خاں صاحب ۔ جماعت MEERBUSCH

(۳) ناصر احمد سلیمانی صاحب ۔ جماعت BADNAUHEIM

(امیر جماعت جرمنی)

ایسے تمام احباب جو جلسہ سالانہ جرمنی پر تشریف لائے تھے فوٹو حاصل کرنا چاہتے ہوں وہ مکرم شاہد عباسی صاحب کو مندرجہ ذیل پتہ پر دو مارک کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں اور ہو سکے تو پہچان کیلئے اپنا فوٹو بھی ارسال کر دیں۔

SHAHID ABBASI ——

EMDENER STR. 25 - 6000 F, TEL: 387673 —

(نیشنل جنرل سیکرٹری)

ولادت باسعادت

(۱) مکرم سردار احمد صاحب محمود آف KAISERSLAUTERN کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۹۰ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم ڈاکٹر سلیم احمد صاحب خلیل آف ڈگری سندھ کی پوتی اور مکرم چوہدری محمود احمد صاحب آف ٹنڈو محمد خان (حال جرمنی) کی نواسی ہے۔ بچی کا نام دُرِّ عجم تجویز کیا گیا ہے۔

(۲) مکرم نصیر احمد صاحب نجم قائد مجلس خدام الاحمدیہ ہائیڈل برگ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۷ جون ۱۹۹۰ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم صوفی نذیر احمد صاحب آف ہائیڈل برگ کا پوتا اور مکرم شیخ سعید احمد صاحب آف تخت ہزارہ کا نواسہ ہے۔ بچے کا نام حضور اقدس نے ازراہ شفقت سفیر احمد تجویز فرمایا ہے اور تحریک وقفِ نو میں شامل ہے۔

(۳) مکرم مقصود احمد صاحب طاہر آف MAINTAL کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۱ جون ۱۹۹۰ء کو بیٹی سے نوازا ہے جس کا نام حضور اقدس نے ازراہِ شفقت عاطفہ مقصود تجویز فرمایا ہے۔ بچی تحریکِ وقفِ نو کے تحت زندگی وقف ہے۔

(۴) مکرم مظفر احمد صاحب ظفر جماعت وائزن ہائم کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۳ مئی کو بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضور اقدس نے ازراہِ شفقت مقصود احمد تجویز فرمایا ہے۔ نومولود تحریکِ وقفِ نو کے تحت زندگی وقف ہے۔

(۵) مکرم عبدالقادر صاحب آف گروس گیراؤ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲ جون ۹۰ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور اقدس نے ازراہ شفقت بچی کا نام رضوانہ نورین تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ تحریک وقفِ نو کے تحت وقف ہے

(۶) مکرم محمد الیاس صاحب آف وائزن ہائم کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۸۹ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام ازراہ شفقت حضور انور نے فائز احمد الیاس تجویز فرمایا ہے۔

(۷) مکرم رانا جاوید اقبال صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام شرجیل اویس تجویز کیا گیا ہے۔ نومولود مکرم رانا محمد صادق صاحب کا پوتا اور مکرم رانا عبدالغفور صاحب کا نواسہ ہے۔

(۸) مکرم منور احمد صاحب آف GRUM STADT کو اللہ تعالیٰ نے اکلوتے بیٹے نوروز احمد کے ۷ ½ سال کی عمر میں ۱۲ مئی ۸۸ء کو اچانک انتقال کر جانے کے بعد بیٹی حبۃ الشافی کے ۵ دن کی عمر میں ۲۷ اکتوبر ۸۸ء کو انتقال کر جانے کے بعد ۱۰ مارچ ۹۰ء کو بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضور انور نے ازراہ شفقت نوروز احمد ہی تجویز فرمایا ہے۔ نومولود تحریک وقفِ نو کے تحت زندگی وقف ہے

(۹) مکرم حافظ عبدالحمید صاحب آف HANNOVER کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۹۰ء کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ ازراہ شفقت حضور اقدس نے بچی کا نام شگفتہ حمید تجویز فرمایا ہے۔ بچی تحریک وقف نو کے تحت زندگی وقف ہے ۔ ص

ضروری اعلان

انگریزی ماہنامہ "THE REVIEW OF RELIGIONS" کیلئے مکرم محمد رشید صاحب جوئیہ کو نمائندہ برائے جرمنی مقرر کیا گیا ہے۔ ان کا پتہ یہ ہے

MOHAMMAD RASHID JOYIA

HERDER STR. 28-B — 6102 PFUNGSTADT —

رسالہ کا سالانہ چندہ ۴۰ مارک ہے۔ جو احباب خواہشمند ہوں وہ اپنے مقامی سیکرٹری صاحب مال کو چندہ جمع کروانے کے بعد اس کی فوٹوسٹیٹ کاپی مندرجہ بالا ایڈریس پر بھجوا دیں تاکہ ان کو لندن سے رسالہ براہ راست بھجوایا جا سکے۔ اسی ضمن میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ رسالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک دور سے زیرِ اشاعت ہے۔ اس لئے احباب اپنے زیر تبلیغ دوستوں کے نام بھی یہ رسالہ لگوا سکتے ہیں

(امیرِ ملک)

درخواست دعا

(۱) خاکسار کے بہنوئی مکرم سردار فضل الٰہی صاحب ڈوگر گذشتہ ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ڈاکٹرز تاحال بیماری کا تعین نہیں کر پائے ہیں اور تشخیص جاری ہے۔ اسی سلسلہ میں گذشتہ دِنوں پانچ گھنٹوں پر مشتمل ان کے سر کا آپریشن کیا گیا تاہم ابھی تک کوئی واضح صورتِ حال سامنے نہیں آئی۔ احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے محترم بھائیجان کو جلد از جلد صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(ضیاء الحسن شاکر۔ ہائیڈل برگ)

(۲) مکرم بشارت احمد صاحب آف فرینکفرٹ کی بیٹی عزیزہ طیبہ عرصہ پانچ سال سے بیمار چلی آرہی ہے اور زیر علاج ہے۔ احباب کرام سے بچی کی کامل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

○ ○ ○

بقیہ

(۱۰) مکرم عطاء اللہ صاحب امینی آف فرینکفرٹ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۰ مارچ ۹۰ء کو بیٹے سے نوازا ہے جس کا نام حضور انور نے ازراہ شفقت محمد عادل امینی تجویز فرمایا ہے۔

(۱۱) مکرم عبدالمنان صاحب آف MUHLHEIM کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام حضور اقدس نے ازراہ شفقت سارہ تجویز فرمایا ہے۔

(۱۲) مکرم طارق محمود صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۶ جنوری ۹۰ء کو بیٹے سے نوازا ہے جسکا نام حضور اقدس نے ازراہ شفقت عاتق محمود تجویز فرمایا ہے

جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء کی چند تصویری جھلکیاں

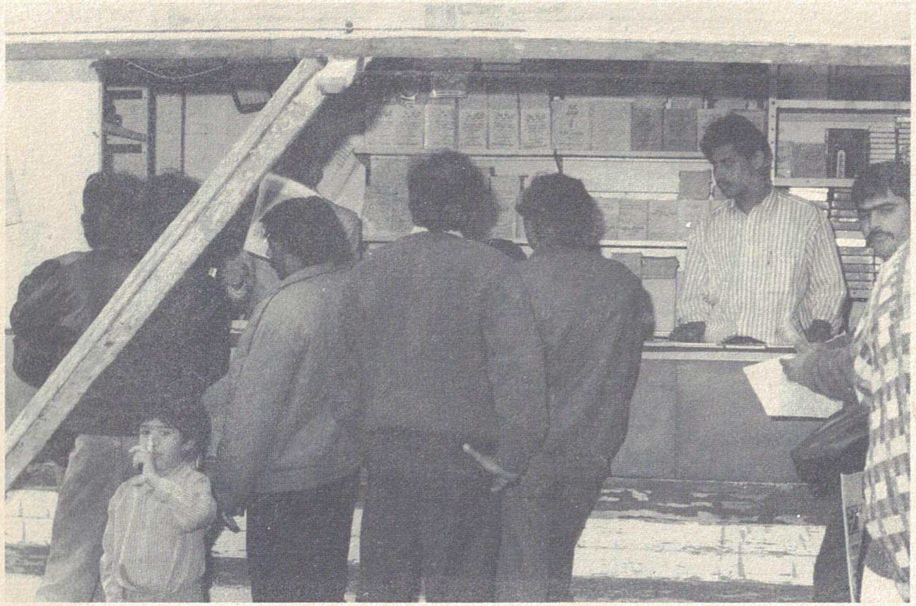

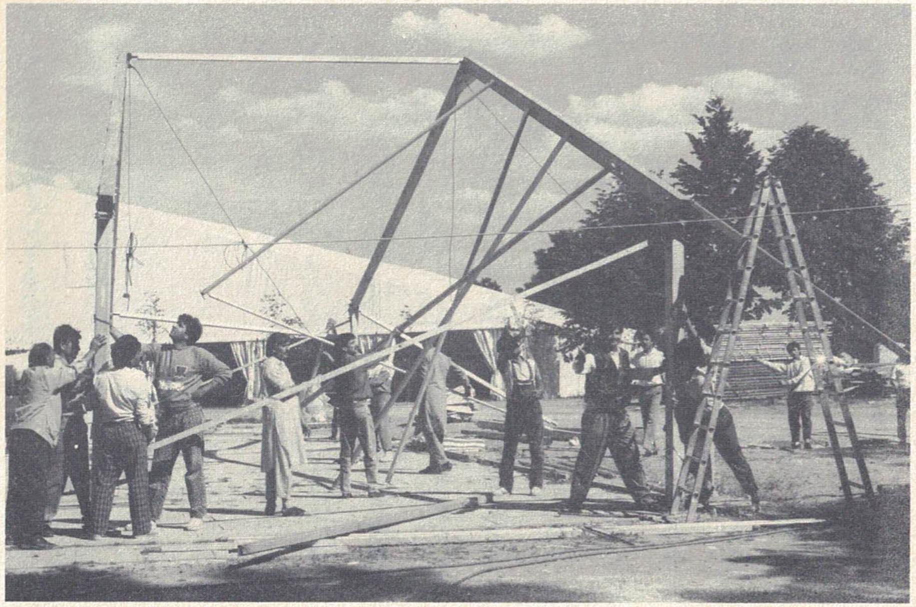

جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء کی چند تصویری جھلکیاں

کارکنان جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۰ء کا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گروپ فوٹو

Herausgeber: Ismail Noori · Verlag: DER ISLAM · Nuur Moschee · Babenhäuser Landstraße 25
D-6000 Frankfurt/M. · Tel. 0 69 / 68 14 85 · Telex 4 16 1 87 islam d · Telegr.-Adr.: »ISLAM« Frankfurt/M.